جادو اور آسیب
کا کامیاب علاج

تالیف ابو منذر خلیل ابراہیم

جادو اور آسیب کا
کامیاب علاج

252.72

ا ب ر ح

سعودی عرب (ہیڈ آفس) الریاض

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

● الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 ● الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 ● سویلم فون: 2860422 01
● مندوب الریاض: موبائل: 0505196736-0503459695 ● قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
● مکہ مکرمہ: موبائل: 0506640175-0502839948 ● مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
● جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 ● الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
● ینبع البحر فون/فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 ● خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ ● ہوسٹن فون: 7220419 713 001 ● نیویارک فون: 6255925 718 001
لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس ومرکزی شوروم) لاہور

● 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
موبائل: 4212174 0321-8484569 0322 ● غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937
اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

© مکتبة دار السلام، ١٤٢٨ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابراهيم، ابو منذر خليل
الطرق الحسان في علاج امراض الجان. / ابو منذر خليل ابراهيم - الرياض، ١٤٢٨ هـ
ص: ٣٩٠ مقاس: ١٤×٢١ سم
ردمك: ٣-٧-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨
(النص باللغة الاردية)
١. الادعية والاوراد ٢- السحر - علاج ٣- الشياطين والجان أ. العنوان
ديوي ٢١٤،٦١ ١٤٢٨/٥١٩٦

رقم الإيداع: ١٤٢٨/٥١٩٦
ردمك: ٣-٧-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨

جادو اور آسیب کا کامیاب علاج

تالیف

ابو منذر خلیل ابراہیم

تقدیم

وحید عبدالسلام بالی

اردو ترجمہ

ابو المکرم عبدالجلیل رحمۃ اللہ و محمد اقبال عبدالعزیز حفظہ اللہ

نام کتاب : جادو اور آسیب کا کامیاب علاج

تالیف: ابو منذر خلیل ابراہیم

منتظمِ اعلیٰ : عبدالمالک مجاہد

مجلس انتظامیہ: حافظ عبدالعظیم اسد (منیجر دارالسلام لاہور) محمد طارق شاھد

مجلس مشاورت: حافظ صلاح الدین یوسف ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر پروفیسر محمد یحیٰی مولانا محمد عبدالجبار

خطاطی: اکرام الحق

اشاعت اوّل: 2007

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأولين والآخرين، محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔ أما بعد:

عصر حاضر میں جہاں بے شمار دیگر فتنوں نے جنم لیا وہیں یہ فتنہ بھی پورے زور و شور سے سامنے آیا کہ جادو اور جنات و آسیب سے تعلق رکھنے والی بیماریوں کے علاج کے لیے کتاب وسنت کے بیان کردہ طریقوں سے ہٹ کر بے شمار لوگ شیطانی اور طلسماتی کرشموں کے ذریعے ایسے مریضوں کا علاج کرتے نظر آتے ہیں جن کی اکثریت تو محض وہم وخیال کے زیر اثر خود کو مریض سمجھتی ہے مگر کچھ لوگ واقعی ان جناتی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی کم علمی، نادانی اور عقیدہ کی کمزوری کے باعث ایسے شعبدہ بازوں اور فتنہ گروں کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں جو نہ صرف ان کا پیسہ برباد کرتے ہیں بلکہ دین اور ایمان کو بھی غارت کر دیتے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر دارالسلام اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے کہ لوگوں کو شریعت کی روشنی میں درست رہنمائی فراہم کی جائے اور انہیں شیاطین جن وانس کی فتنہ سامانیوں سے آگاہ رکھا جائے تاکہ علمائے سوٗ، جاہل صوفیاء، کاہن، نجومی اور مال ودولت کے پجاری ان کی دولت اور عزت پر ڈاکہ نہ ڈال سکیں۔ اور وہ ان تمام شیطانی کارندوں سے محفوظ رہ سکیں جنہوں نے اپنا جال اس کرہ ارضی میں ہر طرف پھیلا رکھا ہے۔

زیر نظر کتاب مصر کے ایک نوجوان عالم ابو منذر خلیل بن ابراہیم امین کی تالیف جمیل ہے جنھوں نے ایک جدید انداز سے جناتی بیماریوں کے لیے کتاب وسنت سے علاج کے مختلف طریقے نقل کیے ہیں۔ اسے اردو قالب میں ڈھالنے کا کام ہندوستان کے بطل جلیل مولانا ابو المکرّم عبد الجلیل نے شروع کیا مگر داعی اجل نے انہیں کام مکمل کرنے کی فرصت نہ دی۔ وہ نصف سے زیادہ کتاب کا ترجمہ کر چکے تھے کہ شدید طور پر بیمار ہوئے۔ ریاض کے مرکزی ہسپتال میں مرض کی تشخیص ہوئی تو انکشاف ہوا کہ وہ کینسر کے مہلک مرض میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ انہیں ہندوستان منتقل کر دیا گیا وہیں بیس دسمبر 2004ء کو اپنے مالک حقیقی کی طرف لوٹ گئے۔ ان کے بعد دارالسلام کے مرکز علمی کے مدیر قاری محمد اقبال عبدالعزیز نے بتوفیق الٰہی اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں مترجمین کو جزائے خیر سے نوازے۔ کتاب کی کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کا کام بھی دارالسلام ریاض ہی میں ہوا۔ مطیع اللہ طاہر حسین اور نجم المجید نے اس کام کو بطریق احسن نبھایا۔ کتاب پر نظر ثانی اور مراجعہ وتصحیح اور تخریج احادیث کا کام بھی قاری محمد اقبال عبدالعزیز نے انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات سے راضی ہو جنھوں نے اس کار خیر میں کسی طرح بھی تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو لوگوں کے لیے باعث نفع اور ہمارے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

عبد المالک مجاہد

مدیر دارالسلام

10 ذوالقعدۃ 1428 ہجری

فہرست مضامین

قرآنی آیات جو جنات کے لیے باعث اذیت ہیں 117

تقدیم

از قلم: وحید عبد السلام بالی

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَبَعْدُ:

قرآنی علاج ایک عرصہ دراز تک متروک ومہجور رہا، اوروں کی تو بات ہی الگ ہے اہل علم میں سے معدودے چند ہی اسے جانتے تھے، جس کی وجہ سے لوگ کاہنوں اور جادوگروں تک محدود ہو کر رہ گئے اور شعبدہ بازوں اور فریبیوں کا بازار گرم ہوگیا، پھر اللہ سبحانہ کی مشیت ہوئی کہ اس نے اس کام (قرآنی علاج) کے لیے کچھ مخلص داعیان کو توفیق بخشی جنہوں نے اس طریقہ علاج کے مٹنے اور ختم ہو جانے کے بعد اسے دوبارہ زندہ اور عام کیا، یہ قرآنی معالجین اپنے علاج ودعاء پر کوئی اجرت نہیں چاہتے بلکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اجر وثواب کے طلبگار ہوتے ہیں جو دنیا و

آخرت سب کا مالک ہے۔

اس بیداری کے بعد جادوگروں اور فریبیوں کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا، لوگوں کے اندر بھلے برے کی تمیز پیدا ہوئی اور وہ قرآنی علاج کی طرف متوجہ ہوگئے۔ چنانچہ ایسے سیکڑوں مریض صحت یاب ہوئے جو سالہا سال سے ہسپتالوں کا چکر لگا رہے تھے۔

- ایسے سیکڑوں مریضوں کو شفا ملی جو مہینوں سے نفسیاتی شفاخانوں میں گھوم رہے تھے۔
- ایسے بے شمار لوگوں کا علاج ہوا جو عرصۂ دراز سے جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے جال میں پھنسے ہوئے تھے۔
- پھر کتنے خاندان حزن وغم کے بعد مسکرا اٹھے۔
- کتنے جوڑے جدائی کے بعد آپس میں مل گئے۔ (یعنی خاوند بیوی)
- کتنے پاگل بیہوشی کے بعد ہوش میں آگئے۔
- اپنی بیویوں سے محروم کتنے لوگ اپنی فطری حالت پر واپس لوٹے۔
- کتنے بے چین لوگوں کو راحت وسعادت نصیب ہوئی۔
- اور اسی طرح کے بے شمار واقعات سامنے آئے۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہ مخلص قرآنی معالجین اپنے علاج پر کسی شکریہ اور اجرت کے طلبگار نہیں ہوتے، بلکہ ان کا مقصد سچی دعا کرنا نیز جادوگروں اور شعبدہ بازوں سے اپنے مسلمان بھائیوں کے عقیدے کو بچانا ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ جادوگروں اور کاہنوں سے مسلم خواتین کی عزت وآبرو کی حفاظت مطلوب ہوتی ہے، غرضیکہ یہ علاج پر اللہ تعالی سے اجروثواب کے طالب ہوتے ہیں، اور اپنے اس علاج کو مریضوں پر صدقہ کرتے ہوئے ان سے دعا کی امید رکھتے ہیں۔

انہی مخلصوں کے نام..............

انہی زاہدوں کے نام.............

بلکہ انہی مجاہدوں کے نام..............میں اپنی طرف سے ہدیۂ تشکر وامتنان پیش کرتا ہوں اور ربِّ ارض وسماوات سے دعا کرتا ہوں کہ وہ انہیں ہر شر سے محفوظ رکھے اور ان کے عمل کو صدق واخلاص سے مزین فرمائے۔

پھر اس موضوع پر پے در پے اتنی کتابیں اور رسالے سامنے آئے کہ دیگر کتابوں کے درمیان انہوں نے اپنی جگہ بنالی، باوجودیکہ ابھی بہت سے پہلو اور بہت سے مسائل ایسے ہیں جو زیر بحث نہیں آسکے ہیں، لیکن:

«كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ»

''ہر ایک کے لیے وہ کام آسان کر دیا گیا ہے جس کے لیے اس کی تخلیق ہوئی ہے''۔

برادرم خلیل فقاعی- اللہ تعالی انہیں عزت دے- ان نوجوانوں میں سے ہیں جنہوں نے اس موضوع پر عملی اور نظریاتی دونوں پہلوؤں سے کام کیا ہے، اللہ تعالی نے ان کے ہاتھوں بہت سارے مریضوں کو شفا عطا کی ہے، میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ انہیں اجر جزیل سے نوازے۔

اور آج وہ میرے سامنے اس موضوع پر ایک کتاب پیش کر رہے ہیں جس کا نام انہوں نے (الطرق الحسان في علاج أمراض الجان) رکھا ہے۔ میں نے اس کتاب کو دیکھا تو بعض اعتبار سے اس کے اندر جدّت بھی نظر آئی اور قرآنی علاج میں مریض اور معالج، دونوں کے لیے یکساں طور پر اسے معاون اور مفید بھی پایا۔

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کے ذریعہ وہ انہیں دنیا میں بھی

فائدہ پہنچائے اور انتقال کے بعد اسے ان کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

اور آخر میں یہ کہہ کر ان کی ہمت افزائی کرتا ہوں کہ اے ابومنذر! مسلمانوں کی بھلائی میں رواں دواں رہو...... ان کے مریضوں کا علاج کرتے رہو...... ان کے کمزوروں کا تعاون کرتے رہو...... شاید تمہیں کوئی سچی اور مخلص دعا نصیب ہو جائے، اور تمہارا شعار یہ ہونا چاہیے:

﴿وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

''میں اس پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میرا ثواب تو اس اللہ کے پاس ہے جو تمام جہان کا رب ہے''۔①

﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾

''میرا ارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے، میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں''۔②

اور اللہ رحمت وسلامتی نازل فرمائے ہمارے نبی امی محمد ﷺ پر اور آپ کے آل واصحاب پر۔

وحید عبدالسلام بالی
ابہا-سعودی عرب
19/08/1413

---

① الشعراء:180,164,145,127,109۔

② ہود:88۔

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَبَعْدُ:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ ①

”اے ایمان والو! اللہ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔“

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ

① آل عمران:102۔

بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ﴾ ①

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔''

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًاۙ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴾ ②

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سچی بات کہو، تا کہ اللہ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرما دے، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔''

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے، نہ اس کی بادشاہت میں کوئی شریک ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو، اور تم اس کی بڑائی بیان کرتے رہو، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کے سوا کوئی خالق نہیں اور اس کے سوا کوئی رب نہیں، اللہ وہ بادشاہ ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی سلطنت ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، وہ غالب ہے جو اپنے غلبہ کے زور سے ہر مخلوق کو زیر نگیں کیئے ہوئے ہے، وہ پست کرنے والا اور بلندی عطا کرنے والا ہے، وہ جسے پست کر دے اسے کوئی بلند کرنے والا نہیں اور جسے بلندی عطا کر دے اسے کوئی پست

---

① النساء:1۔

② الأحزاب:70,71۔

کرنے والا نہیں، وہ جسے نقصان میں ڈال دے اسے کوئی نفع دینے والا نہیں اور جسے نفع بخش دے اسے کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں، وہ جس سے اپنا فضل روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور جسے عطا کر دے اس سے کوئی چھیننے والا نہیں، ساتوں آسمانوں پر اور ساتوں زمینوں پر اور ان کے درمیان رہنے والی تمام مخلوق اگر اس بات پر متفق ہو جائے کہ اللہ نے جسے بلندی عطا کی ہے اسے پست کر دیں یا اللہ جسے نفع دینا چاہے اسے نقصان پہنچا دیں یا اللہ نے جس سے اپنا فضل روک رکھا ہے اسے دے دیں، تو یہ ان کے بس سے باہر ہے:

﴿ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾

"اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں، اور اگر وہ تمہیں کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔" ①

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ یکتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے بندے و رسول اور بشیر و نذیر ہیں، اللہ عزوجل نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا، تو آپ نے رسالت کی کماحقہ تبلیغ فرمائی اور اللہ ملک وعلّام کے دین کی سربلندی کے لیے اس کی راہ میں بھرپور جہاد کیا، آپ نے توحید کا پرچم اٹھایا تو توحید کی عمارت سربلند ہوئی اور اس کی روشنی پھیلی، شرک کے جھنڈے کو سرنگوں کیا تو شرک کی طاقت ٹوٹی اور اس کے شعلے بجھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر، آپ کے آل واصحاب پر اور

① الأنعام: 17۔

ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والوں پر رحمت وسلامتی نازل فرمائے۔

اما بعد:

قرآن کریم اور شرعی دم کے ذریعہ علاج کرنے والوں کی وسیع حد تک شہرت ہو چکی ہے، اس موضوع کو شروع میں عوام الناس کی طرف سے عموماً اور مرض میں مبتلا لوگوں کی طرف سے خصوصاً بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔

قرآنی علاج کے عام ہونے اور معالجین کی تعداد بڑھنے کے ساتھ ہی جنات کے موضوع پر کتابیں اور اخباری مضامین بھی سامنے آئے، چونکہ اس موضوع کا تعلق ایک غیبی دنیا سے ہے۔اور پہلے نمبر پر لوگوں کی دلچسپی کا باعث ہے۔ اس لیے لوگ ان کتابوں کی طرف متوجہ ہوئے، یہ کتابیں خوب پھیلیں، قرآنی علاج پر لوگوں کی مزید توجہ ہوئی اور اسلامی ممالک میں معالجین کی تعداد بڑھی۔

معالجین کی بڑھتی ہوئی تعداد اور بعض کے یہاں تجربات کی کمی کے ساتھ ہی اس علاج کے کچھ منفی پہلو بھی ظاہر ہوئے اور اس حساس موضوع پر کتابیں اور اخباری مضامین۔خصوصا کویتی پرچوں میں۔سامنے آئے۔

یہ کتابیں اور یہ مضامین اپنے اندر بھلے برے کی تمیز کے بغیر رطب ویابس اور حق وباطل سب کچھ سموئے ہوئے تھے، چنانچہ لوگوں نے اس قرآنی علاج اور معالجین کے بارے میں گفتگو کرنا شروع کر دی، کوئی تنقید کرنے والا ہے تو کوئی مدح وستائش کرنے والا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو مداح ہے اس کے پاس بھی دلیل ہے اور جو ناقد ہے اس کے پاس بھی وجوہات ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں ایک منصف مسلمان کا کیا موقف ہونا چاہیے؟ اس موقع پر ایک منصف مسلمان کو مبنی برحق موقف اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ

ہم امت حق ہیں اور ہمیں حق کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے، وسط موقف اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ ہم امت وسط ہیں، انصاف کا موقف اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ ہم عدل وانصاف والی امت ہیں:

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾

''کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے، عدل کیا کرو، یہ پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے''①

○ حق اور عدل وانصاف کے لیے ہم کہتے ہیں کہ:

قرآن کریم اور شرعی دم کے ذریعہ علاج کرنا درحقیقت ایک سنت نبوی کا احیاء ہے جسے لوگ ترک کر چکے تھے، امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اسے ہجر قرآن یعنی قرآن کو چھوڑ دینے میں شمار کیا ہے، فرمایا:

(قرآن کو چھوڑنا یہ بھی ہے کہ اس سے علاج کرنا اور شفا حاصل کرنا چھوڑ دیا جائے)②

غرضیکہ قرآنی علاج ایک قطعی حقیقت ہے، کوئی جاہل یا حاسد ہی اس کا انکار کرسکتا ہے، بہت سے لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے، بلکہ بعض امراض ایسے ہیں جن کا کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ کے علاوہ اور کہیں کوئی علاج ہی نہیں ہے، جس نے قرآن کے شفا ہونے کی تفسیر یہ کی ہے کہ یہ صرف دلوں کے لیے شفا ہے، تو یہ ناقص تفسیر ہے، کیونکہ قرآن دل وجسم ہر ایک کے لیے شفا ہے۔

---

① المائدۃ:8۔

② الفوائد از امام ابن القیم:156۔

○ حق اور عدل وانصاف کے لیے ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ:

اس طریقۂ علاج میں بعض غلطیاں بھی ہوئی ہیں، اس موضوع پر لکھی گئی بہت سی کتابوں پر نظر ثانی کی ضرورت ہے، اسی طرح بعض معالجین بھی نصیحت اور توجیہ وارشاد کے سخت حاجتمند ہیں، تاکہ یہ علاج لوگوں کے دلوں سے اپنی افادیت نہ کھو بیٹھے، بالخصوص اس لیے کہ لوگوں کے دلوں میں اس علاج کے ماڈہ کی بڑی قدر و عظمت ہے، کیوں کہ یہ روئے زمین کی سب سے افضل کتاب قرآن کریم کا سب سے اشرف کلام ہے۔

اسی لیے میں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور اس کے پیچھے میرے مندرجہ ذیل اہداف ومقاصد تھے:

1- اپنی طاقت کے مطابق ہر شخص اپنے آپ پر، اہل وعیال پر اور اہل خاندان پر دم کرے۔
2- غلطیوں کی تلافی اور صحیح علاج کی رہنمائی کی کوشش۔
3- عالم جنات سے متعلق لوگوں کے دلوں میں موجود خوف ووہم کا ازالہ۔
4- بعض شرعی طریقوں کی رہنمائی جو علاج کے لیے مفید اور کارگر ثابت ہوئے۔
5- جادوگروں، فریبیوں اور مزاروں کے پاس جانے سے روکنا اور ایسا کرنے والے کے لیے خطرات کی نشاندہی۔
6- مسنون اذکار اور دعاؤں کی پابندی کی ترغیب اور یہ بتانا کہ یہ پابندی کرنے والے کی حفاظت کے عظیم ترین اسباب میں سے ہیں۔

اس کتاب کو میں نے پانچ فصلوں میں تقسیم کیا ہے:

فصل اول: جنات وشیاطین کے بارے میں اہل توحید کا عقیدہ

اس فصل میں میں نے جنات کے بارے میں لوگوں کے مختلف اعتقادات بیان کیے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ مبالغہ آمیز قصے کہانیوں کے نتیجہ میں ان کے ذہن میں اس غیبی مخلوق سے متعلق ایسے ایسے افکار راسخ ہو گئے ہیں کہ جن کا نام لیتے ہی ان پر شدید خوف طاری ہو جاتا ہے، لیکن ایک موحد مومن کو اس سے کوئی خوف لاحق نہیں ہوتا، کیونکہ وہ جو بھی خبریں اور واقعات سنتا ہے ان کو کتاب وسنت پر پیش کرتا ہے۔

اس فصل میں میں نے جنات کے سبب پیدا ہونیوالے امراض ذکر کئے ہیں اور مریض کے لیے خاص پروگرام بھی بتا دیا ہے، تا کہ ہر شخص بذات خود اپنا، اپنے اہل وعیال کا اور اپنے خاندان کا علاج کر سکے۔

فصل دوم: جادو اور جادوگر

اس فصل میں میں نے معاشرے پر اور جادوگروں کا چکر لگانے والوں کے عقائد پر جادوگروں کے خطرات بیان کئے ہیں، پھر جادو سے بچاؤ کے طریقے اور شرعی علاج ذکر کیا ہے۔

فصل سوم: نظر بد اور حسد کے بارے میں

یہ فصل نظر بد اور حسد کے بارے میں ہے، نیز اس سے بچنے اور حاسد کو پہچاننے کا طریقہ کیا ہے؟ پھر کتاب وسنت کی روشنی میں ان کا علاج بتایا گیا ہے۔

فصل چہارم: بعض نفسیاتی امراض کے بارے میں

یہ وہ امراض ہیں جن کا اس کتاب کے موضوع سے گہرا ربط ہے اور ان کے عوارض اور حالات جنات کے سبب پیدا ہونے والے امراض کے عوارض وحالات سے بڑی حد تک مشابہت رکھتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ قرآن کے روحانی اور ایمانی علاج کا نفسیاتی طریقۂ علاج سے بڑا ہی گہرا ربط ہے اور ان دونوں علاجوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیوں کہ نفسیاتی اور اعصابی امراض کے اسباب دو قسموں میں منحصر ہیں:

(الف) اندرونی اسباب: جن کا تعلق مریض کے جسم اور اعضاء کے اندرونی حصہ سے ہے، جیسے دماغ، اعصاب اور غدود میں خلل واقع ہونا، یا بعض وٹامنس کی کمی وغیرہ، جو اطباء کے اختصاص میں سے ہے اور وہی اس کے علاج کے ماہر ہوتے ہیں۔

(ب) بیرونی اسباب: جن کا تعلق مریض کے جسم کے خارج سے ہے، جیسے کسی عزیز کی گمشدگی یا ایسے دباؤ اور آزمائشوں سے واسطہ جن کے برداشت کی انسانی اعصاب طاقت نہیں رکھتے، پھر مکمل ایمانی حفاظت نہ پا کر وہ بعض نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں، چنانچہ ایسے امراض کا مکمل علاج کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ کے اندر موجود ہے۔

مذکورہ بالا دونوں قسم کے اسباب باہم مرتبط ہیں، کاش اسلامی ممالک کے نفسیاتی شفا خانے اپنے یہاں قرآن کریم کے ذریعہ علاج کے شعبہ جات کھولنے کا تجربہ شروع کرتے، جب مریض آتا اور اطباء اس کا معاینہ کرتے، اس کی حالت دیکھتے

اور اس کی اولین طبی تشخیص اور چیک اپ سے فارغ ہوتے تو قرآنی معالج بھی قرآن پڑھ کر اس پر دم کرتا، اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے قرآن سے دم کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے، اگر مریض قرآنی دم سے اچھا ہو جاتا تو الحمد للہ، ورنہ مرض ظاہر ہونے کی صورت میں نفسیاتی طبیب اس کا علاج شروع کرتا۔

فصل کے اخیر میں میں نے ایمان کے شعبہ جات کی فہرست، بندۂ مسلم جن احکام کا پابند ہے ان کی فہرست، منہیات کی فہرست اور کبیرہ گناہوں کی فہرست دے دی ہے، کیوں کہ تحفظ اور علاج ہر اعتبار سے ان کا نفسیاتی طب وعلاج سے ربط وضبط ہے۔

فصل پنجم: جناتی امراض سے بچاؤ کے لیے اذکار اور تعوذات

جو شخص ان کی پابندی کرے یہ اس کے لیے مضبوط قلعہ ہیں۔

میں اللہ سبحانہ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمارے اس عمل کو اپنی ذات کریم کے لیے خالص کرے اور اپنے نبی محمد ﷺ کی سنت کے مطابق بنائے۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

ابو المنذر: خلیل ابراہیم امین

فصل اول

جنات وشیاطین کے بارے میں اہل توحید کا عقیدہ

- جنات کی تعریف۔
- جنات وشیاطین کے بارے میں اہل توحید کا عقیدہ۔
- جنات کے سبب لاحق ہونے والے امراض اور اذیتوں کی اقسام۔
- انسان پر جنات کے تکلیف کے ساتھ مسلط ہونے کے اسباب۔
- انسان کو جنات لگنے کے عوارض وحالات۔
- معالج کے اوصاف وشرائط۔
- وہ قرآنی آیات جو جنات کے لیے باعث عذاب ہیں۔
- عود ہندی کی دھونی لینا۔
- صحیح علاج کی طرف رہنمائی۔

جن کی تعریف:

جن کے لغوی معنی چھپنے اور پوشیدہ ہونے کے ہیں۔

جوہری ① کہتے ہیں: ''جان'' سے مراد ابوالجن (جنوں کا باپ) ہے اور اس کی جمع جینان ہے، جیسے حائط (بمعنی دیوار) کی جمع حیطان آتی ہے۔

اور القاموس المحیط میں ہے: (جَنَّہُ اللَّیْلُ وَجَنَّ عَلَیْہِ، جَنًّا وَجُنُونًا وَأَجَنَّہُ) یعنی رات نے اس کو چھپا لیا، اور ہر وہ چیز جو آپ سے پوشیدہ ہو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے (جن علیک) یہ چیز آپ سے پوشیدہ ہے، اسی طرح (جن اللیل-جیم کے کسرہ کے ساتھ- وجنونہ وجنانہ) سے رات کی تاریکی مراد لی جاتی ہے، اور (المجنۃ) زیادہ جنوں والی زمین کو کہا جاتا ہے، اور (الجان) جن کی اسم جمع ہے ②۔

اور لسان العرب میں ہے: (جَنَنَ: جَنَّ الشَّيْءَ يَجُنُّهُ جَنًّا)، یعنی اس نے چیز کو چھپا لیا، اور ہر وہ چیز جو آپ سے پوشیدہ ہو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے (جنّ عنک) یہ چیز آپ سے پوشیدہ ہے ③، اسی طرح کہا جاتا ہے:

(جن اللیل یجنہ جنًّا وجنونًا وجُنّ علیہ ویجن -جیم کے ضمہ کے ساتھ- جنونًا واُجنہ) یعنی رات نے اس کو چھپا لیا، اور قرآن پاک میں ہے: ﴿ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ ﴾ ④ ''یعنی رات نے اس پر پردہ کر دیا''، اور اسی معنی میں جن کو جن

---

① جوہری سے مراد (الصحاح) کے مؤلف ہیں، انہی کی کتاب سے ابوبکر رازی نے (مختار الصحاح) منتخب کی ہے۔ دیکھیے: (جن) کا مادہ۔

② القاموس المحیط از فیروز آبادی، ص 210۔

③ لسان العرب از ابن منظور، ج 13 ص: 93,92۔

④ الأنعام: 76۔

کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ نگاہوں سے پوشیدہ اور اوجھل ہوتے ہیں، اور پیٹ میں بچہ کو جنین اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی ماں کے شکم میں چھپا ہوتا ہے۔

ابو عمر بن عبد البر کہتے ہیں: اہل کلام اور اہل زبان کے یہاں جنوں کے درج ذیل طبقات ہوتے ہیں:

1- جب وہ خالص جن کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں: جنی۔

2- اگر جن لوگوں کے ساتھ گھروں میں رہنے والا ہو تو اسے عامر کہتے ہیں اور اس کی جمع عُمّار ہے۔

3- اگر وہ بچوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے والا ہو تو ارواح کہتے ہیں۔

4- اگر وہ خبیث اور سرکش ہو جائے تو وہ شیطان ہے۔

5- اور اگر اس سے بھی بڑھ جائے تو اسے مارد (سرکش) کہتے ہیں۔

6- اور اگر اس سے بھی تجاوز کر جائے اور اس کا معاملہ غالب اور قوی ہو جائے تو اسے عفریت کا نام دیتے ہیں، اور اس کی جمع عفاریت ہے[1]۔

جنات و شیاطین کے بارے میں اہل توحید کا عقیدہ:

جنات کے بارے میں لوگوں کی آراء مختلف ہیں، چنانچہ بعض نے تو سرے سے ان کا انکار کیا ہے، بعض نے جن کے وجود و اثبات کی طرف اشارہ کیے بغیر صرف لفظ جن کے معنی کی تشریح کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض نے جنات اور شیاطین کے معنی کی غیر شرعی تاویل کی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

① آکام المرجان از شبلی ص:21۔

''تمام امتیں جنات کا اقرار کرتی ہیں اور جنوں کے ساتھ ان کے اتنے واقعات ہیں کہ ان کا ذکر باعث طوالت ہے، جنوں کا انکار صرف جاہل فلاسفہ اور اطباء وغیرہ کی ایک معمولی جماعت نے کیا ہے، لیکن اکابر امت سے جو منقول ہے وہ یا تو جنات کا اقرار ہے یا اس بارے میں سکوت............ ①''.

اور ڈاکٹر ابراہیم کمال ادہم اپنی عمدہ کتاب (السحر والسحرۃ) میں لکھتے ہیں:

''جن کے موضوع پر بحث وگفتگو مشکل ترین موضوعات میں سے ہے، خصوصا اس لیے کہ اس موضوع کا تعلق ایک پوشیدہ دنیا کی تہ تک پہنچتا ہے جو نگاہوں سے اوجھل ہے، اسے نہ تو کسی مادی پیمانہ سے ناپا جا سکتا ہے اور نہ حواس کے ذریعہ اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے''②۔

لوگوں کے اذہان میں جنوں کے تعلق سے طرح طرح کے عقائد پائے جاتے ہیں جو ان کے معاشرے اور طبیعتوں کے اختلاف نیز ان کے اندر تعلیم یا جہالت کے عام ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں، لوگ دیہی علاقوں اور بیابانوں کے جنوں سے متعلق بکثرت واقعات بیان کرتے ہیں، اور انہی واقعات کے ساتھ جادو، دجل وفریب اور شعبدہ بازی بھی عام ہوتی جاتی ہے۔

ڈاکٹر ابراہیم کمال ادہم رقمطراز ہیں:

''جن اور ان کی پوشیدہ دنیا کے بارے میں ہر چھوٹے بڑے، تعلیم یافتہ اور عام مرد عورت کے کچھ نہ کچھ مواقف اور حالات وواقعات ہیں، جنوں کے بارے میں

---

① آکام المرجان از شبلی ص:21۔

② السحر والسحرۃ: از ڈاکٹر ابراہیم کمال ادہم' یہ پی ایچ ڈی کا رسالہ ہے اور اس موضوع کی عمدہ ترین کتابوں میں سے ہے۔

لوگوں کے اعتقادات پر معلومات جمع کرنے کے لیے میں نے جس شخص کے ساتھ بھی گفتگو کی اس نے مجھے اچھی خاصی معلومات مہیا کیں''۔

جنوں کے بارے میں لوگوں کے اعتقادات کے بیشمار اور مختلف مصادر ہیں، چنانچہ بعض کا مصدر وہ پرانے عقائد ہیں جو لوگوں کے امور فطرت سے خوف کے سبب وجود میں آئے، بعض انسان کی مخفی خواہشات وتصورات کو مٹا دینے کا نتیجہ ہیں، بعض کا مرجع وہ خرافات اور جھوٹے قصے کہانیاں ہیں جنہیں کاہن، جادوگر اور شعبدہ باز اپنے کم عقل مریضوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، بعض شیطانی وسوسہ ہیں، اور بعض کا مرجع شریعت اسلام ہے یا اسلام کی تحریف ہے۔

اس موضوع پر میں نے جو معلومات جمع کیں ان سے معلوم یہ ہوا کہ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ تمام لوگوں کا اس اعتقاد پر تقریبا اجماع ہے کہ جنوں کا وجود ہے، اور یہ اعتقاد شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق ہے، لیکن عوام الناس اس مخلوق کے بارے میں ایسی تفصیلات، باریکیاں اور ڈھیر ساری معلومات بیان کرتے ہیں جن پر اللہ تعالی نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیان کرنے والوں کے اور اس مخلوق کے درمیان کوئی پردہ ہی نہیں، بلکہ وہ انہیں دن کے اجالے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔

جتنے لوگوں سے میں نے ملاقات کی جس طرح ان کی اکثریت جنوں کے وجود کا اعتقاد رکھتی ہے اسی طرح ان کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ جن ظاہر ہو سکتے ہیں اور مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں، ان میں سب سے مشہور شکل کسی موٹے سانپ یا کالی بلی یا کالے کتے یا بکری کی شکل اختیار کرنا ہے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ جنات اگر انسان کی شکل میں ظاہر ہو تو اس کے پاؤں بکری کے

پاؤں کی شکل پر باقی رہتے ہیں، اسی طرح اس اعتقاد پر بھی تقریباً اجماع ہے کہ جن بھیڑیے سے ڈرتا ہے اور اس کی شکل نہیں اختیار کر سکتا، بلکہ وہ پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ جن اگر بھیڑیے کی شکل اختیار کر لے تو بھیڑیا اس پر مسلط ہو جائے گا اور اسے اپنا شکار بنا سکتا ہے، ان کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ جن بھیڑیے کی بو سے دور بھاگتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انسانی آبادی سے دور پہاڑی علاقوں میں جن لوگوں سے میری ملاقات ہوئی ان میں سے بعض لوگ اپنے ساتھ ایک ایسا حجاب رکھتے ہیں جس میں بھیڑیے کا کوئی نشان جیسے بال، دانت، ہڈی یا چمڑا وغیرہ ہو۔ بہت سے لوگوں کے درمیان یہ بات عام ہے کہ وہ جنات سے سخت خوف کھاتے ہیں اور ان کا نام لیتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ کسی جن کا نام لینا چاہتے ہیں تو نام لینے سے پہلے سخت خوف کے ساتھ (بسم اللہ) پڑھتے ہیں۔

اسی طرح بعض وہ لوگ جن کی پیٹھ میں کوئی تکلیف ہوتی ہے اور اس تکلیف کے طبی علاج سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا، آخر میں ان کا یہ اعتقاد ہو جاتا ہے کہ یہ جن کے انتقام کا نتیجہ ہے، یعنی اس شخص نے غیر شعوری طور پر جن کو اذیت دی ہوگی تو جن نے انتقاماً اس کی پیٹھ پر ضرب لگا دی ہے۔

عوام الناس بالخصوص جو لوگ جنوں سے تعامل کرتے ہیں ان کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ جنات کی عمریں بڑی لمبی ہوتی ہیں، بلکہ بعض تو یہاں تک دعویٰ کرتے ہیں کہ جن ہزاروں سال زندہ رہتے ہیں، وہ اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بعض جنات جن کو وہ حاضر کرتے ہیں ان سے پہلے ان کے باپ دادا انہیں حاضر کیا کرتے تھے، واللہ اعلم۔

جنات کے بارے میں یہ پائے جانے والے بعض اعتقادات ہیں، لیکن ایک

مسلمان کے لیے سب سے خطرناک اعتقاد، جو کہ باطل، ایمان کے منافی اور عقیدہ اسلامیہ کے مخالف ہے، عوام الناس کی اکثریت کا یہ اعتقاد ہے کہ جن غیب جاننے پر قادر ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ نجومیوں اور کاہنوں کے دروازوں پر بھیڑ لگائے ہوتے ہیں، جو غیب کی باتیں جاننے کیلیے جنوں سے روابط واتصال کا دعوی کرتے ہیں، حالانکہ یہ باطل اعتقاد ہے۔

بہت سے لوگ یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ جادو منتر اور دھونی کے ذریعہ جنات کو ضروریات پوری کرانے کے لیے مسخر اور پابند کیا جا سکتا ہے، وہ جنات کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں:

سِفلی جن اور علوی جن یا شیطانی جن اور رحمانی جن:

پھر ہر قسم کے لیے ان کے پاس الگ منتر اور دھونی ہوتی ہے اور انہیں متعین مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً علوی جن کو اچھے کاموں کے لیے اور لوگوں کے درمیان محبت والفت پیدا کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، اور سفلی جن سے ایذاء رسانی اور لوگوں کے درمیان بغض ونفرت اور تفرقہ ڈالنے کا کام لیتے ہیں، یہ لوگ جس طرح جنوں کی سفلی اور علوی تقسیم کرتے ہیں اسی طرح وہ کام اور رنگ کے اعتبار سے بھی جنوں کی متعدد قسمیں بناتے ہیں، مثلاً سرخ جن، کالا جن اور سبز جن، یا اڑنے والا جن، غوطہ خور جن اور صحراء وبیابان طے کرنے والا جن ①۔

جنوں سے متعلق میرے حافظہ میں اب بھی وہ بہت سے واقعات اور قصے محفوظ

---

① السحر والسحرة من منظار القرآن والسنة: از ڈاکٹر ابراہیم کمال ادہم، قدرے تصرف کے ساتھ۔

ہیں جنہیں ہم بچپن میں اپنے گاؤں ① کی شبانہ مجلسوں میں سنا کرتے تھے کہ جنات لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں، مختلف شکلیں اختیار کرتے ہیں اور خرگوش یا چھوٹے بچے یا جانوروں کی صورت میں گاؤں کی گلیوں میں چلتے پھرتے ہیں۔

یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک آدمی رات کے وقت اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس کا ہاتھ بٹانے کی پیشکش کی، اس نے اس کی پیشکش قبول کر لی، تھوڑی دیر بعد کھیت والے کی نگاہ اس نو وارد کے پاؤں پر پڑی تو دیکھا کہ وہ گدھے کے پاؤں ہیں، چنانچہ اس پر دہشت طاری ہوگئی اور وہاں سے بہت تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا بھاگا اور گاؤں کے قریب پہنچ کر ہی دم لیا، گاؤں کے پاس ایک شخص سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے ٹھنڈی سانس لی، وہ شخص اسے اطمینان دلانے لگا اور ماجرا پوچھا: اس نے کھیت میں پیش آیا ہوا واقعہ سنایا اور بتایا کہ اس طرح ایک جن آیا اور اس کے پاؤں گدھے کے پاؤں کی طرح تھے، اس شخص نے کہا: کیا میرے پاؤں کی طرح؟ اس نے اس کے پاؤں پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ اس کے پاؤں بھی وہی گدھے کے پاؤں ہیں (یعنی وہی جن یہاں بھی حاضر ہو گیا)۔

عوام الناس کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ جب کوئی آدمی بدلے میں قتل کر دیا جاتا ہے تو اس کے قتل کی جگہ سے ایک جن نمودار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی شریعت سے فیصلہ نہ لینے کے نتیجہ میں مصر کے علاقہ صعید میں قتل کی وبا عام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جن علاقوں میں علم شرعی، علم توحید اور صحیح عقیدہ موجود نہ ہو، وہاں اس طرح کے واقعات اور باطل اعتقادات زیادہ رواج پاتے ہیں، اور شرعی علم سے لوگوں کی ناواقفیت کے نتیجہ میں جادوگروں، کاہنوں، شعبدہ بازوں اور مردہ

---

① اس گاؤں کا نام (القفاعی) ہے جو مصر کے علاقہ صعید میں واقع ہے۔

پرستوں کی تعداد بڑھتی ہے، شیطان پھیلتے ہیں اور لوگوں کی عقل سے کھلواڑ کرتے ہیں اور یہیں یہ اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ:

ان اعتقادات اور واقعات کے بارے میں مسلمان کا موقف کیا ہونا چاہیے؟:

اس سوال کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ جنوں کا وجود اس عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے جس کے مخفی اور پوشیدہ ہونے کے باوجود مسلمان کو اس پر ایمان رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص جنوں کے وجود کا انکار کر دے وہ کافر ہے، کیوں کہ ایسا شخص قرآن وحدیث کا منکر ہے، قرآن کریم کی دس سورتوں کی تقریبا چالیس آیات میں جنوں کا تذکرہ ہے، اور قرآن کی ایک مکمل سورت ''سورۃ الجن'' کے نام سے موسوم ہے۔ لہذا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ جنوں کے وجود پر مکمل ایمان رکھے اور اس میں ادنی شک نہ آنے دے۔

رہے یہ واقعات اور یہ اعتقادات، تو ان کو کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ پر پیش کرے، جو کتاب وسنت کے مطابق ہو ہم اسے تسلیم کریں گے اور جو کتاب وسنت کے منافی ہو اسے رد کر دیں گے، جیسا کہ میں نے عرض کیا یہ واقعات ایک غیبی مخلوق سے متعلق ہیں جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے، اس لیے ہم ان تمام واقعات کی صحت تسلیم نہیں کر سکتے۔

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ آپ نے ان کو بتایا کہ جنوں نے آپ سے اپنے کھانے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

«لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا

يَكُونُ لَحْمًا ، وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ»

''ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ تمہارا کھانا ہے، وہ تمہارے ہاتھ لگے گی تو وافر گوشت ہوگی ، اور ہر مینگنی تمہارے چوپایوں کے لیے چارہ ہے''۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ»

''لہذا تم ان دونوں چیزوں سے استنجا نہ کرو، کیوں کہ یہ تمہارے (جن) بھائیوں کا کھانا ہیں''۔

ہم ہڈی پھینکتے ہیں لیکن اس پر گوشت لگتے نہیں دیکھتے، بلکہ حسب سابق وہ ہڈی ہی نظر آتی ہے، اسی طرح ہم مینگنی کو بھی غائب ہوتے نہیں دیکھتے، حالانکہ رسول صادق ومصدوق ﷺ نے خبر دی ہے کہ یہ جنات کے چوپایوں کا چارہ ہے، لیکن ان سب باتوں کے باوجود نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر ایمان رکھنا ضروری ہے کہ جس ہڈی پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ جنوں کے لیے وافر مقدار میں گوشت بن جاتی ہے اور مینگنی ان کے چوپایوں کے لیے چارہ ہے، ان امور کے نگاہوں سے اوجھل ہونے کے باوجود ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں، کیوں کہ ان کا تعلق امور غیب سے ہے جس کی نبی کریم نے ہمیں خبر دی ہے۔ رہے لوگوں کے بیان کردہ واقعات، تو ان کو کتاب وسنت پر پیش کیا جائے گا اگر یہ کتاب وسنت کے مطابق ہوئے تو ہم انہیں قبول کریں گے اور اگر کتاب وسنت کے مطابق نہ ہوئے تو رد کردیں گے۔

لہذا ضروری ہے کہ جنات سے متعلق ایک مسلمان کے لیے جس بات پر ایمان لانا واجب ہے قرآن کریم اور سنت نبوی کے دلائل کی روشنی میں ہم اس کا ذکر کر

دیں۔

جنات کے وجود پر قرآن وسنت سے دلائل:

اولا: جنات کے وجود پر قرآن کریم سے چند دلائل:

1- اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ ﴾

''اور جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں''۔①

2- نیز اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوٓا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ﴾

''کہہ دیجیے کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے''۔②

ثانیا: جنات کے وجود پر سنت نبوی سے چند دلائل:

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک ہم نے آپ کو گم پایا، ہم نے آپ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا اور کہا کہ شاید آپ کو جن اڑا لے گئے ہوں یا آپ قتل کر

---

① الاحقاف:29۔

② الجن:1۔

دیے گئے ہوں، چنانچہ ہم نے اتنی پریشان رات گزاری جتنی پریشان رات کوئی قوم گزار سکتی ہے۔ جب ہم نے صبح کی تو دیکھا کہ آپ حراء کی جانب سے تشریف لا رہے ہیں، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو گم پایا تو آپ کی تلاش میں نکلے، پھر آپ کو نہ پا کر اتنی بری رات گزاری جتنی بری رات کوئی قوم گزار سکتی ہے، آپ نے فرمایا:

«أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ، فَذَهَبْتُ مَعَهُ، فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ»

''میرے پاس جنوں کی طرف سے ایک بلانے والا آیا تو میں اس کے ساتھ چلا گیا اور ان پر قرآن کی تلاوت کی''۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر آپ ہم کو اس جگہ لے گئے اور وہاں جنوں کے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔

جنوں نے آپ سے اپنے کھانے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

«لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا، وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ»

''ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ تمہارا کھانا ہے، وہ تمہارے ہاتھ لگے گی تو وافر گوشت ہوگی، اور ہر مینگنی تمہارے چوپایوں کے لیے چارہ ہے''۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ»

''لہٰذا تم ان دونوں چیزوں سے استنجاء نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے (جن)

بھائیوں کا کھانا ہیں‘‘ ①

اور صحیح بخاری میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

«إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ، فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَىٰ صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

’’میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بکریوں اور بیاباں سے محبت ہے، تو جب تم اپنی بکریوں اور بیاباں میں ہو اور نماز کے لیے اذان دو تو بلند آواز سے اذان دو، کیوں کہ جو بھی جن یا انسان یا جو بھی چیز مؤذن کی آواز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی‘‘ ②۔

ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ جنات کی ایک دنیا ہے، جن موجود ہیں، اور وہ زندہ، عقل والے اور امر و نہی کے پابند ہیں، لہذا ایک مومن و موحد کے لیے جنات کے وجود پر ایمان رکھنا واجب ہے۔

جنات کے بارے میں قرآن و سنت میں وارد تفصیل:

اول: جنات کی تخلیق آگ سے اور انسان کی تخلیق سے پہلے ہوئی ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

---

① صحیح مسلم بشرح نووی:4/170۔

② صحیح بخاری:2/104۔

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴾

''یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے، اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا''۔①

دوم: جن کھاتے پیتے ہیں، شادی بیاہ کرتے ہیں اور ان کے یہاں اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ؛ فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ»

''تم لید اور ہڈی سے استنجا نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے جن بھائیوں کا کھانا ہیں''۔②

اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴾

''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، یہ جنوں میں سے تھا، اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی، کیا پھر

① الحجر:27,26۔
② صحیح مسلم وسنن ترمذی۔

بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنا رہے ہو؟ حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں، ظالموں کا کیا ہی برا بدلہ ہے''۔ ①

اس آیت میں اللہ عزوجل نے بیان فرمایا ہے کہ جنوں کی اولاد ہے، اور اولاد شادی کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے۔

سوم: جنات ایک مخفی اور پوشیدہ مخلوق ہیں، وہ ہمیں دیکھتے ہیں اور ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے، اللہ تعالی سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّهُ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

''وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتے ہیں کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو، ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے'' ②

البتہ جنوں کے دوسرے اجسام کی شکل اختیار کرنے کے وقت مخصوص حالات میں انہیں دیکھا جا سکتا ہے۔

چہارم: جنات سوجھ بوجھ رکھتے ہیں، شرعی احکام کے پابند ہیں اور ان سے حساب لیا جائے گا، اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

''میں نے جنات اور انسان کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔ ③

---

① الکہف:50۔

② الاعراف:27۔

③ الذاریات:56۔

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴾

''اے جنات اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیتے؟ وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں، اوران کو دنیاوی زندگی نے بھول میں ڈالے رکھا اور یہ لوگ اقرار کریں گے کہ وہ کافر تھے''۔ ①

پنجم: جنات میں مسلمان، کافر اور مختلف گروہ اور جماعتیں ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴾

''(جنوں نے کہا) ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں، پس جو فرمانبردار ہو گئے انہوں نے راہ راست کا قصد کیا، اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے''۔ ②

نیز اللہ سبحانہ نے جنوں سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

---

① الأنعام:130۔

② الجن:15,14۔

﴿ وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴾ ①

''اور یہ کہ ہم میں سے نیک بھی ہیں اور اس کے سوا بھی ہیں ہم مختلف طریقوں (مذاہب) پر تھے۔''

ششم: جنات کو دیکھی جانے والی شکلیں اختیار کرنے پر قدرت، مختلف صنعتوں کی مہارت اور دیگر تصرفات کی طاقت حاصل ہے۔ اللہ عزوجل نے انہیں خصوصی طاقتیں عطا کی ہیں، مثلاً جن مختلف شکلیں اور بعض حیوانات جیسے سانپ، بلی اور کتے کی صورت اپنانے پر قدرت رکھتے ہیں۔ اسی طرح انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ برق رفتاری کے ساتھ منتقل ہو جانے پر قدرت حاصل ہے۔ سمندر کی تہ میں غوطہ خوری پر بھی وہ قادر ہوتے ہیں اور مختلف صنعتوں کی انہیں مہارت حاصل ہوتی ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴾ ②

''اور (طاقتور) جنات کو بھی (ان کا ماتحت کر دیا) ہر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو''۔

اللہ عزوجل نے اپنے نبی سلیمان علیہ السلام کی ایک خصوصیت اور ان کا ایک معجزہ یہ ذکر کیا ہے کہ اس نے اپنی قدرت اور رضامندی سے ان کے لیے جنوں کو مسخر کر دیا تھا، یہ تسخیر اللہ عزوجل کی قدرت سے تھی، چنانچہ جنات انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے تھے، بلکہ اپنے حکم سے سرتابی کرنے والے جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام بیڑیوں میں جکڑ دیا کرتے تھے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴾ ③

① الجن:11۔ ② ص:37۔ ③ ص:38۔

''اور دوسرے جنات کو بھی ان کے ماتحت کر دیا جو زنجیروں میں جکڑے رہتے''۔

اللہ عز و جل اپنے نبی سلیمان علیہ السلام کے لیے صنعت و کاریگری پر جنوں کی قدرت و طاقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَآءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ﴾

''جو کچھ سلیمان علیہ السلام چاہتے وہ جنات تیار کر دیتے، مثلاً قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چولہوں پر جمی ہوئی مضبوط دیگیں''۔ ①

نیز ایک جگہ سے دوسری جگہ برق رفتاری کے ساتھ جنوں کے منتقل ہو جانے کی قدرت کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴾

ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا: آپ کے اپنی اس مجلس سے اٹھنے سے قبل ہی میں ''اس (تخت) کو آپ کے پاس لا دیتا ہوں، یقین مانیے کہ میں اس پر قادر ہوں اور امانتدار بھی ہوں''۔ ②

اور جنوں کے مختلف شکل اختیار کرنے پر قادر ہونے کی دلیل صحیح مسلم میں انصاری نوجوان کی وہ حدیث ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ»

''مدینہ کے کچھ جنات اسلام لا چکے ہیں، تو جب ان میں سے کسی کو دیکھو تو

---

① سبا:13۔

② النمل:39۔

تین دن تک اسے آگاہ کرو، اگر اس کے بعد بھی وہ تمہارے سامنے ظاہر ہو تو اسے قتل کر دو، کیونکہ وہ شیطان ہے''۔

جنوں کو بعض انسانوں کے تعلق سے بعض تصرفات کی قدرت حاصل ہے، مثلاً بعض گھر جلا دینا یا گھر کا سامان باہر پھینک دینا یا الٹ پلٹ کر دینا، یا انسان پر سوار ہو کر اس کے جسم کو تکلیف پہنچانا، یا اسے کسی مخصوص بیماری میں مبتلا کر دینا، جیسے کسی عضو کو شل کر دینا یا ضیق النفس یا دائمی سر درد، یا کسی ایسی بیماری میں مبتلا کر دینا جس میں طبی علاج کارگر نہ ہو، بلکہ مریض کی حالت بگڑتی چلی جائے، یا انسان کے دماغ پر مسلط ہو کر اسے پاگل بنا دینا۔ لیکن انسان کے تعلق سے جنوں کی یہ طاقت اور یہ تصرفات بہت ہی محدود ہیں۔

انسان کو جن لگنا: قرآنی دلائل:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے''۔ ①

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

اس آیت میں ان لوگوں کے خلاف دلیل ہے جو جنات لگنے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس فعل کا تعلق طبیعت سے ہے، نیز شیطان انسان کے اندر نہ

① البقرہ:275۔

داخل ہو سکتا ہے، نہ لگ سکتا ہے''①۔

امام طبریؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یعنی سودخور آخرت میں اپنی قبروں سے اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان لگ کر خبطی بنا دے، یعنی شیطان اسے دنیا میں لگ کر اس کی عقل کو تباہ کر دے''②۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

آیت کریمہ ﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا.......﴾ کا مطلب یہ ہے کہ سودخور اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح وہ مریض کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان لگا ہو اور اسے خبطی بنا دیا ہو، یعنی وہ عجیب وغریب حالت میں کھڑا ہوتا ہے۔③

اور امام الوسیؒ فرماتے ہیں:

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح دنیا میں جن زدہ شخص کھڑا ہوتا ہے۔ لفظ ''تخبط'' تفعّل کے وزن پر فَعَلَ (یعنی خبط) کے معنی میں ہے، اور اس کی اصل مختلف انداز کی مسلسل ضرب ہے، اور ارشاد الٰہی ﴿مِنَ الْمَسِّ﴾ کا مطلب جنون اور پاگل پن ہے، کہا جاتا ہے: «مُسَّ الرَّجُلُ فَهُوَ مَمْسُوسٌ» یعنی وہ پاگل ہو گیا، اور ''مس'' کا اصل معنی ہاتھ سے چھونا ہے''①۔

جن لگنے کے دلائل حدیث سے:

1- مطر بن عبد الرحمٰن اعنق سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ام ابان

---

① تفسیر قرطبی: 255/3۔

② تفسیر طبری: 101/3۔

③ تفسیر ابن کثیر: 326/1۔

بنت وازع بن زارع بن عامر عبدی نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ ان کے دادا زارع اپنے ایک پاگل بیٹے -یا بھانجے- کو لے کر رسول اکرم ﷺ کے پاس گئے، میرے دادا کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ میرا ایک پاگل بیٹا -یا بھانجا- ہے، جسے میں لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ اس کے لیے اللہ عزوجل سے دعا فرما دیں، آپ نے کہا: اسے میرے پاس لاؤ، چنانچہ میں اسے لینے گیا، وہ ابھی سواری پر ہی تھا، میں نے اسے کھولا اور سفر کا لباس اتار کر اسے دو خوبصورت کپڑے پہنائے، پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر کیا، آپ نے فرمایا: اسے میرے قریب لاؤ اور اس کی پیٹھ میرے سامنے کرو، پھر آپ نے اوپر اور نیچے سے اس کے کپڑے پکڑ کر اس کی پیٹھ پر ضرب لگانا شروع کیا، یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی، آپ ضرب لگاتے اور یہ کہتے جاتے:

«اُخْرُجْ عَدُوَّ اللهِ ، اُخْرُجْ عَدُوَّ اللهِ»

''اللہ کے دشمن باہر نکل، اللہ کے دشمن باہر نکل''۔ ①

اس کے بعد وہ لڑکا ایک صحیح انسان کی طرح دیکھنے لگا، اس کی نگاہ پہلے والی نگاہ نہیں تھی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھا کر اس کے لیے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بعد

---

① وقایۃ الانسان من الجن والشیطان از وحید عبدالسلام بالی: 57۔

پورے وفد میں اس سے افضل کوئی نہ تھا۔

ہیثمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے، لیکن ام ابان سے مطر کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کیا ہے۔ ①

2- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع کے لیے نکلے، جب حرۂ واقم میں پہنچے تو ایک بدو عورت اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی اے اللہ کے رسول! یہ میرا بیٹا ہے جس کے بارے میں میں شیطان سے عاجز ہوں، آپ نے فرمایا: اسے میرے قریب کرو، عورت نے اسے قریب کیا، آپ نے فرمایا: اس کا منہ کھولو، اس نے منہ کھولا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں تھوکا اور کہا:

«اخْسَأْ عَدُوَّ اللهِ، وَأَنَا رَسُولُ اللهِ»

''اللہ کے دشمن تو ذلیل وخوار ہو، میں اللہ کا رسول ہوں۔ آپ نے ایسا تین مرتبہ کہا، اس کے بعد عورت سے فرمایا: تم اپنے بیٹے کو لے جا سکتی ہو، اب اس پر کوئی اثر نہیں ہے، اس کو جو شکایتیں تھیں اب نہیں پیش آئیں گی۔

ہیثمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں اور بزار نے اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے، اس کی سند میں عبد الحکیم بن سفیان ہیں، ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ کیا ہے لیکن مجروح نہیں کہا ہے، سند کے دیگر رواۃ ثقہ ہیں۔ ②

3- صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ»

---

① مجمع الزوائد: 3/9۔

② مجمع الزوائد: 9/9۔

"بلاشبہ شیطان انسان کے اندر اس کے خون کی طرح دوڑتا ہے"۔ ①

جن لگنے کے عقلی دلائل:

شیخ محمد حامد کہتے ہیں: "جب جنات لطیف اجسام ہیں تو انسان کے جسم میں ان کا جاری وساری ہونا عقلاً وشرعاً محال نہیں، کیونکہ باریک چیز موٹی چیز کے اندر سرایت کر جاتی ہے، مثلاً ہوا ہمارے جسم میں داخل ہو جاتی ہے، آگ انگارے میں گھس جاتی ہے اور بجلی تار کے اندر چلی جاتی ہے۔

مزید کہتے ہیں کہ اس بارے میں اہل حق کا موقف ان نصوص کو تسلیم کر لینا ہے جو انسان کے جسم میں جنات کے داخل ہونے کی خبر دیتے ہیں، یہ نصوص اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو چھوڑ کر منکرین کے انکار اور بکواس پر توجہ نہیں دی جا سکتی، انسان کے جسم میں جنات کے داخل ہونے کے واقعات بھی اتنے زیادہ اور مشاہدہ میں ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے، لہٰذا اس حقیقت کا منکر واقعات اور مشاہدات کا منکر اور اپنے قول کی بذات خود تردید کرنے والا ہے"۔ ②

اس موضوع پر اتنے زیادہ دلائل اور اس کے اثبات پر اہل علم کے اس قدر اقوال ہیں کہ کوئی متکبر اور جھگڑالو ہی ان کا انکار کر سکتا ہے۔ ③

انہی اقوال میں امام ابن القیم رحمہ اللہ کا قول بھی ہے، وہ فرماتے ہیں:

مرگی کی دو قسمیں ہیں: ایک زمینی، خبیث جنوں کی طرف سے ہوتی ہے، اور

---

① فتح الباری:4/282، صحیح مسلم بشرح نووی:4/155۔

② ردود علی اباطیل:2/135۔

③ وقایۃ الانسان من الجن والشیطان:56-68۔

دوسری گھٹیا اختلاط کی وجہ سے ہوتی ہے۔①

اور عبداللہ بن احمد بن حنبل- اللہ ان سے راضی ہو- کہتے ہیں:

میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ جن انسان کے جسم میں داخل نہیں ہوسکتا، تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے! وہ جھوٹ کہتے ہیں، یہ شیطان ہی تو ہے جو ان کی زبان سے بول رہا ہے۔②

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''انسان کے جسم میں جنات کا داخل ہونا باتفاق اہل سنت ثابت ہے، اور یہ بات غور وفکر کرنے والے کے مشاہدہ میں ہے۔ جن مریض کے جسم میں داخل ہوتا ہے اور ایسی بات بولتا ہے جسے مریض نہیں جانتا، بلکہ اسے اس کے بولنے کا بھی پتہ نہیں ہوتا''۔③

جنات کے سبب لاحق ہونے والے امراض اور نقصانات:

جنات انسان کے لیے بہت سے امراض کا سبب بنتے ہیں یا انسان کی نفسیات ومزاج یا جسم یا مال وجائیداد یا تجارت یا دوسروں کے ساتھ اس کے تعلقات یا اس کی تعلیم کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

یہ امراض، جن میں سے بعض کا ہم عنقریب تذکرہ کر رہے ہیں، مذکورہ بالا اسباب میں سے کسی سبب سے انسان کے اوپر جنات کے مسلط ہو جانے سے یا جادو کے سبب پیش آتے ہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں ہم ان امراض کا علاج بھی ذکر

① طب نبوی:51۔
② رسالۃ الجن:8۔
③ مختصر الفتاوی:584۔

کریں گے ان شاء اللہ، ان امراض میں سے بعض یہ ہیں:

1- انسان کو خوف و دہشت میں مبتلا کر دینا۔

2- نفسیاتی اور اعصابی امراض (جیسے پاگل پن، غم، قلق اور بے چینی، مرگی، وسوسے اور شخصیت میں خلل واقع ہو جانا)۔

3- اعضاء و جوارح کے امراض (یعنی اعضاء و جوارح کا ایسا مرض جس کے علاج سے طب قاصر ہو اور اس کا کوئی طبی سبب ظاہر نہ ہو)۔

4- نگاہ اچک لینا اور وہم میں مبتلا کر دینا۔

5- ایسے دو آدمیوں کے درمیان عداوت اور دشمنی، بغض و نفرت اور تفرقہ پیدا کر دینا جن میں باہم گہرا ربط ہو (جیسے میاں بیوی، شریک تجارت، دوست، افراد، خاندان)۔

6- نسوانی امراض (جیسے بانجھ پن، خون رسنا، ماہواری کی بے قاعدگی، سوزش، جلن)۔

7- جنسی امراض (جیسے صحبت پر عدم قدرت، سرعت انزال)۔

8- مکانات اور جائیداد کے ساتھ کھلواڑ اور ان کو نقصان پہنچانا (جیسے آگ لگا دینا، سامان الٹ پلٹ کر دینا، گھر پر پتھر برسانا)۔

ان امور کی تفصیل درج ذیل ہے:

اول: انسان کو خوف و دہشت میں مبتلا کر دینا:

جنات سے خوف کھانے کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو حق ہے اور دوسرا باطل۔ حق پہلو یہ ہے کہ کوئی جن انسان پر مسلط ہو، جس سے انسان مختلف قسم کی آواز سنے،

بعض چیزیں دیکھے اور یہ محسوس کرے کہ کوئی شخص گھر کے اندر اس کا پیچھا کر رہا ہے اور ڈرا رہا ہے۔ اس کیفیت کا علاج تلاوت قرآن، صبح وشام کے اذکار کی پابندی اور مریض کے لیے مخصوص لائحہ عمل کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔

باطل پہلو وہ ہے جو جنات سے شدید خوف کی صورت میں لوگوں کے اعتقاد میں رچ بس گیا ہے۔ چونکہ شرعی ناحیہ سے اس خوف کا کوئی جواز نہیں، اس لیے ہم پہلے وہ اسباب ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعہ لوگ جنات کے نام سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ہم مرض کی تشخیص کریں گے اور علاج تک پہنچیں گے، ان شاء اللہ۔

جنات سے انسان کے خوف کھانے کے اسباب:

اولاً: توحید سے ناواقفیت

1- سب سے پہلا اور بنیادی سبب توحید سے ناواقفیت ہے، کسی بھی جگہ جب علم توحید کی کمی ہوتی ہے تو جہالت عام ہوتی ہے، خرافات بڑھتی ہیں، شیطان پھیلتے ہیں اور دجل وفریب کے ماہر اپنے باطل کی نشرواشاعت کے لیے زمین ہموار پاتے ہیں، جس کے لیے شیطان بھی ان کی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ لوگ یہ اعتقاد رکھنے لگتے ہیں کہ جنات غیب جانتے، نفع پہنچانے اور نقصان دور کرنے نیز اسی قسم کے دیگر کاموں پر قادر ہیں جن پر درحقیقت اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو قدرت حاصل نہیں، اور یہیں سے جنوں کا نام سنتے ہی شدید خوف پیدا ہوتا ہے۔

2- وہمی اور جھوٹے واقعات کا عام ہونا اور لوگوں کا ان واقعات کے جاننے اور سننے کا حریص ہونا، اور عجیب بات یہ ہے کہ اس طرح کے جھوٹے

واقعات بڑی تیزی کے ساتھ پھیل جاتے ہیں اور عورتوں، بچوں اور کمزور مردوں میں اس قسم کا خوف پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

3- اس خوف کو پھیلانے اور جھوٹے واقعات اور خرافات عام کرنے میں جادو گروں کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔

4- بعض لوگوں کے شرعی اذکار کی پابندی میں کوتاہی کے سبب جن لگنے کے بعض واقعات پیش آئے، جس سے وہ جنوں کی اذیت اور جسمانی تکلیف کا شکار ہو گئے۔

جنات سے خوف کھانے کا علاج:

1- توحید: دعوت توحید میں اصل عبادت اور شعائر اسلام کا احیاء ہے اور انسان یہ عقیدہ سیکھتا ہے کہ نفع ونقصان صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، کسی بھی مخلوق کو یہ اختیار نہیں کہ اللہ کی مشیت کے بغیر وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچائے، کیونکہ نفع ونقصان تنہا اللہ سبحانہ تعالی کے ہاتھ میں ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ﴾

”آپ کہہ دیجیے کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع کا اور کسی نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جتنا اللہ چاہے“۔①

﴿ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴾

”آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نہ کسی

---

① یونس:49۔

نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے''۔ ①

﴿ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ ﴾

''کیا تم پھر بھی اس کے سوا اوروں کو حمایتی بنا رہے ہو جو خود اپنی جان کے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے''۔ ②

﴿ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ﴾

''آپ کہہ دیجیے کہ تمہارے لیے اللہ کی طرف سے کون کسی چیز کا اختیار رکھتا ہے اگر وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے یا تمہیں کوئی نفع دینا چاہے''۔ ③

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ ﴾

''اگر اللہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں''۔ ④

﴿ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــــَٔرُوْنَ ﴾

''تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اللہ کی دی ہوئی ہیں، پھر جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے تو اسی کی طرف فریاد کرتے ہو''۔ ⑤

---

① المائدہ:76۔

② الرعد:16۔

③ الفتح:11۔

④ الانعام:17۔

⑤ النحل:53۔

﴿ اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّیۡ شَفَاعَتُہُمۡ شَیۡئًا وَّلَا یُنۡقِذُوۡنِ ﴾

''اگر رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں''۔ ①

﴿ قُلۡ لَّنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ۚ ہُوَ مَوۡلٰىنَا ﴾

''آپ کہہ دیجیے کہ ہمیں کوئی مصیبت آئے گی تو وہی آئے گی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقدر کر رکھی ہے۔ وہی ہمارا کارساز ہے''۔ ②

﴿ وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ ﴾

''اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مت پکاریں جو نہ آپ کو کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان''۔ ③

انسان جب اس خالص عقیدہ کا قائل ہو جاتا ہے کہ نفع ونقصان تنہا اللہ سبحانہ کے ہاتھ میں ہے اور یہ عقیدہ اس کے اندر جاگزیں ہو جاتا ہے تو اس سے جن وانس بلکہ تمام مخلوق کا خوف زائل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بہت سی آیات میں یہ حکم دیا ہے کہ خوف وخشیت اللہ واحد کے لیے خاص رکھا جائے۔ فرمایا:

﴿ اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیۡطٰنُ یُخَوِّفُ اَوۡلِیَآءَہٗ ۪ فَلَا تَخَافُوۡہُمۡ وَخَافُوۡنِ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴾

---

① یٰس:23۔

② التوبۃ:51۔

③ یونس:106۔

''یہ خبر دینے والا شیطان ہی ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان کافروں سے نہ ڈرو بلکہ میرا خوف رکھو اگر تم مومن ہو''۔ ①

﴿ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

''اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مومن ہو''۔ ②

﴿ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴾

''اور میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا اور مجھ ہی سے ڈرو''۔ ③

﴿ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴾

''معبود تو صرف وہی اکیلا ہے، پس تم سب صرف میرا ہی خوف کھاؤ'' ④

اسی وجہ سے علماء وفقہاء رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ غیر اللہ سے خوف وخشیت شرک کی ایک قسم ہے جس سے کتاب وسنت میں منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ ایک مسلمان جہاں روزانہ کئی بار ''لا إلہ إلا اللہ'' کا اقرار کرتا ہے وہیں اسے یہ بھی جاننا چاہیے کہ اس کے اوپر طاری ہونے والے مخلوق کے خوف سے اس عقیدہ کا کیا تعلق ہے۔ موحد مسلمان جو مقاصد توحید سے واقف ہو اس کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کا خوف کھائے، کیونکہ جب وہ ''لا إلہ إلا اللہ'' کا

---

① آل عمران:175۔

② التوبہ:13۔

③ البقرہ:40۔

④ النحل:51۔

اقرار کرتا ہے تو جانتا ہے کہ اس اقرار سے اس کی مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی اس کی جائے قرار نہیں، کوئی بھروسہ نہیں، کوئی فریادرس نہیں، کوئی مالک نہیں، کوئی مطاع نہیں، کوئی لائق تعظیم نہیں، کوئی پناہ گاہ نہیں، کوئی حاکم نہیں اور کوئی معبود برحق نہیں، اور یہ کہ اس عقیدہ میں ادنی خلل یا انحراف شرک کی ایک قسم ہے جس سے کتاب وسنت میں منع کیا گیا ہے، گرچہ اس عقیدہ کا مالک نمازی ہو اور روزہ رکھتا ہو۔

ایک موحد اسی صورت میں حقیقی موحد بن سکتا ہے جب تنہا اللہ عزوجل کی بندگی کرے، خوف وخشیت اللہ کے لیے خاص کر دے اور تمام مخلوق کے خوف وخشیت سے آزاد ہو جائے، خواہ وہ جنات ہوں یا انسان یا کوئی اور مخلوق۔

2- مسلمان کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ شیطان کا حیلہ کمزور ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَٰنِ كَانَ ضَعِيفًا﴾ ①

"بیشک شیطان کا حیلہ سخت کمزور ہے"۔

اور ابوقتادہ کی متفق علیہ حدیث ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ»

① النساء:76۔
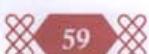
''سچا خواب اللہ تعالی کی طرف سے ہوتا ہے اور پریشان کن خواب شیطان کی طرف سے، پس جو شخص کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے وہ اپنے بائیں جانب تین بار تھوکے اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے، بے شک یہ اس کو نقصان نہیں دے گا''۔①

امام طبری کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بائیں جانب تین بار تھوکنے کا حکم شیطان کو ذلیل وخوار کرنے کیلیے ہے، جس طرح گندی چیز کو دیکھ کر یا سوچ کر اس پر تھوکا جاتا ہے۔ چونکہ شیطان سے گندی کوئی چیز نہیں اس لیے اس کا ذکر آنے پر نبی کریم نے تھوکنے کا حکم دیا ہے۔ رہی تھوکنے کے لیے بائیں جانب کو خاص کرنے کی حکمت، تو شاید ابن آدم کو ناپسندیدہ بات کی دعوت دینے کے لیے شیطان کا راستہ بائیں جانب سے ہی ہو۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حکم اس لیے ہے کہ تھوک شیطان کے چہرے پر پہنچ کر اسے زخمی کر دیتا ہے، تعوذ کے ساتھ تھوک شیطان کے وسوسے کو پھیر دیتا ہے اور اس کے چہرے پر آگ کی طرح پڑتا ہے جس سے جل کر وہ زخمی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ربیع بن خثیم سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ ربیع کو بتا دو وہ جہنمی ہے، یہ سن کر ربیع نے اپنے بائیں جانب تین بار تھوکا اور ''أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھا۔ پھر اسی شخص نے دوسری رات خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی کتا لے کر آیا اور اسے اس کے سامنے کھڑا کر دیا، کتے کے گلے میں رسی پڑی تھی اور چہرے پر زخم تھے، اس نے کہا:

---

① بخاری: 6995 ومسلم: 2261۔

یہ وہی شیطان ہے جس نے تمہیں ربیع کا خواب دکھایا تھا اور یہ زخم وہ تین تھوک ہیں جو ربیع نے تھوکے تھے۔①

اور یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں، شیطان جن کے سائے سے بھی دور بھاگتا تھا اور راستہ میں ان کا سامنا کرنے سے گھبراتا تھا، جس گلی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوتا شیطان اسے چھوڑ کر دوسری گلی اختیار کر لیتا، چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ انسانوں میں سے ایک آدمی نکلا تو کسی جن سے ان کی ملاقات ہوگئی، جن نے کہا: آپ مجھ سے کشتی لڑیں گے؟ انہوں نے اسے کشتی میں پچھاڑ دیا اور کہا کہ میں تمہیں کمزور دیکھ رہا ہوں، لگتا ہے تمہارے ہاتھ کتے کے ہاتھ ہیں، کیا تم جنات ایسے ہی ہوتے ہو یا تم جنوں کے درمیان رہنے والے ہو؟ جن نے کہا: کیا آپ آیۃ الکرسی پڑھتے ہیں؟ جو شخص بھی گھر میں داخل ہوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے تو اس گھر سے شیطان گدھے کی طرح گوز مارتا ہوا نکل بھاگتا ہے۔ ابن مسعود سے پوچھا گیا کیا وہ انسان عمر تھے؟ انہوں نے جواب دیا: عمر کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔②

3- یہ جاننا ضروری ہے کہ جنات کی شکل ہمیشہ وہی کالی بھجنگ شکل نہیں ہوتی جو ایذارسانی اور ڈرانے کے وقت ہوتی ہے، بلکہ بعض جن تو انسان سے بھی زیادہ پرہیزگار ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایمان وتقویٰ اور دعوت الی اللہ میں بعض جنوں کے روشن کارنامے ہیں، جیسا کہ سورہ جن کی ابتدائی آیات میں ہے۔ اس سورت میں جنوں کی اس جماعت کا تذکرہ ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک

① مصائب الانسان من مکائد الشیطان، از ابن مفلح: 142 قدرے تصرف کے ساتھ۔

② حوالۂ سابقہ: 56۔

سے قرآن کریم کی تلاوت سنی تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا﴾

''اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لاچکے ہیں، اب ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے''۔ ①

اور فرمایا:

﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ﴾

''اور جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب وہ (نبی کے پاس) پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ خاموش ہو جاؤ، پھر جب تلاوت ختم ہوگئی تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے''۔ ②

غرضیکہ جنوں میں صالح مومن بھی ہوتے ہیں، داعیان دین بھی ہوتے ہیں اور علماء حدیث بھی ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الفرقان الکبیر'' میں لکھتے ہیں کہ

---

① الجن:2,1۔

② الاحقاف:29۔

جن کبھی مخلوق میں سے کسی بادشاہ یا امیر کے پاس آتا ہے، کبھی کسی کافر (مسافر) کے پاس آتا ہے جس کا زاد سفر ختم ہو گیا ہوتا ہے اور وہ پیاس سے ہلاکت کے قریب پہنچ چکا ہوتا ہے، تو جن کسی انسان کی شکل میں حاضر ہو کر اسے پانی پلاتا اور کھانا کھلاتا ہے اور اسے اسلام کی دعوت دیتا ہے، وہ شخص اسلام قبول کر لیتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے تم کون ہو؟ وہ جواب دیتا ہے میں فلاں ہوں۔ امام ابن تیمیہؒ اپنے ساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جیسا کہ اسی طرح کا واقعہ میرے ساتھ قلعہ میں پیش آیا، اور میں قلعہ ہی میں تھا کہ اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ مشرق کی جانب ایک ترکی امیر کے ساتھ پیش آیا۔ اس شخص نے امیر کو بتایا کہ میں ابن تیمیہ ہوں۔ امیر نے میرے ابن تیمیہ ہونے میں شک نہیں کیا اور اس نے اس کی اطلاع شاہ ماردین کو دیدی، شاہ ماردین نے اس بارے میں اپنا قاصد مصر روانہ کیا تو انہیں اس کا یقین نہ آیا۔ حالانکہ میں ابھی تک کنویں ہی میں تھا۔ البتہ وہاں ایک جن تھا جو ہم سے محبت رکھتا تھا۔ اس نے ترکی کے ساتھ ویسا ہی بہت سا سلوک کیا جیسا میں کیا کرتا تھا۔ جب وہ دمشق آئے تو میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا تھا، پھر جب ان میں کوئی اسلام قبول کر لیتا تو مجھے جو کھانا میسر آتا اسے کھلاتا تھا، تو یہ جن بھی ان کے ساتھ میرے جیسا سلوک کرتا تھا، اور اس کا مقصد میری تکریم کرنا ہوتا تھا۔ مجھ سے کچھ لوگوں نے کہا: یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ یہ فرشتہ رہا ہو؟ میں نے کہا: نہیں! وہ فرشتہ نہیں ہو سکتا؟ کیونکہ فرشتہ جھوٹ نہیں بولتا، اور اس نے بتایا کہ میں ابن تیمیہ ہوں، حالانکہ وہ جانتا تھا کہ جھوٹ بول رہا ہے۔ ①

---

① مصائب الانسان از ابن مفلح :33,132۔

4۔ مسلمان کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی جن اگرچہ صالحین میں سے ہی ہو لیکن اس کی قدر ومنزلت اور عزت وشرف انسان سے کم ہے، شیخ ابوبکر الجزائری فرماتے ہیں: صالح جنات قدر ومنزلت اور عزت وشرف میں انسان سے کم ہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے انسان کی عزت وتکریم ثابت کی ہے، فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴾

''ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں بحر وبر کی سواریاں عطا کیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت بخشی''۔ ①

لیکن یہ عزت وتکریم جنوں کے لیے ثابت نہیں، نہ تو کسی آسمانی کتاب میں اور نہ ہی رسول کی زبانی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی قدر ومنزلت جنوں سے بڑھ کر ہے۔

اس کی ایک دلیل خود جنوں کا اپنی کمتری کا اور انسان کے سامنے کمزوری کا احساس بھی ہے، کیونکہ جب انسان ان کی پناہ لیتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتے ہیں، اس لیے کہ ان کی پناہ لینے میں ان کی تعظیم پائی جاتی ہے جبکہ وہ اس کے حقدار نہیں، چنانچہ اس سے ان کی سرکشی اور کفر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے ان کے تذکرہ کے ضمن میں فرمایا:

﴿ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ

---

① الاسراء:70۔

﴿رَهَقًا﴾

"اور بعض انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے" ①

اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ انسان جب جنوں کا یا ان کے بڑوں کے نام کا وسیلہ اختیار کرتا ہے یا ان کے بڑوں کی قسم کھاتا ہے تو وہ اس کی بات سن کر اس کی ضرورت پوری کر دیتے ہیں، اور یہ سب ایسے انسان کے سامنے ان کی کمزوری اور کمتری کے احساس کا نتیجہ ہے جو انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو، اس کی عبادت اور بندگی کرنے اور اس کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں اسے یکتا ومنفرد جانتا ہو، لیکن جو انسان ان صفات سے عاری ہو تو حقیقت یہ ہے کہ عام جنات اور صالح جنات ایسے کافر ومشرک انسان سے افضل ہیں۔ ②

5- جنوں کے واقعات بیان کرنے میں دقت پسندی سے کام لینا چاہیے بلکہ عوام الناس، عورتوں اور بچوں سے ان واقعات کا نہ بیان کرنا ہی زیادہ مناسب ہے، خصوصاً اس وجہ سے کہ ان واقعات کا تعلق ایک ایسی مخلوق سے ہے جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے، اور جنوں میں بہت زیادہ جھوٹ بھی پایا جاتا ہے، اس لیے جن کی بات کو قطعی طور پر صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا، لہذا اس طرح کے واقعات کا نہ بیان کرنا ہی درست ہے۔ انسان کے ساتھ خواب میں شیطان جو کھلواڑ کرتا ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کو بیان کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا:

---

① الجن:6۔

② عقیدۃ المؤمن، از ابوبکر جابر الجزائری: 228۔

اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے میرے سر پر ضرب لگائی تو سر لڑھک گیا اور میں اس کے پیچھے دوڑنے لگا، اس کی بات سن کر آپ نے فرمایا:

«لَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي مَنَامِكَ»

''شیطان خواب میں تمہارے ساتھ جو کھلواڑ کرے اسے لوگوں سے بیان نہ کرو''۔

حضرت جابر کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے:

«لَا يُحَدِّثَنَّ أَحَدُكُمْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي مَنَامِهِ»

''تم میں سے کسی کے ساتھ خواب میں شیطان جو کھلواڑ کرے وہ اسے ہرگز لوگوں سے بیان نہ کرے''۔①

6۔ مسلمان کو اس کا بھی علم ہونا چاہیے کہ اللہ عزوجل نے ہر انسان پر محافظ فرشتے مقرر کیے ہیں جو رات اور دن میں باری باری اس کے پاس رہتے ہیں اور جنوں کے شر اور ہر پوشیدہ اور مضر چیز کے شر سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾

''اس کے پہرے دار (فرشتے) انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں''۔ ②

① صحیح مسلم: 2268۔

② الرعد: 11۔

اس حفاظت کے بارے میں دو قول ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے از راہ مہربانی انسان پر فرشتے مقرر کیے ہیں جو جنگلی جانوروں، زہریلے کیڑوں اور مضر اشیاء سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جنوں کے شر سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

ضحاک کہتے ہیں: یعنی جنوں سے اس کی حفاظت کرتے ہیں جب تک کہ تقدیر غالب نہ آجائے۔

کعب کہتے ہیں: اگر اللہ تعالی نے تم پر فرشتے نہ مقرر فرمائے ہوتے، جو تمہارے کھانے پینے اور تمہاری شرمگاہوں کے بارے میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں، تو جنات تمہیں اچک لیتے۔ ①

اسی طرح اللہ سبحانہ نے دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ﴾

''اور تم پر حفاظت کرنے والے (فرشتے) بھیجتا ہے''۔ ②

کہا گیا ہے کہ اس سے رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے مراد ہیں جو بندوں کے اعمال لکھتے ہیں اور آفات و مصائب سے ان کی حفاظت کرتے ہیں''۔ ③

نیز اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا:

﴿ إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴾

''کوئی ایسا نہیں جس پر محافظ فرشتہ نہ ہو'' ④

---

① تفسیر قرطبی:9/193,192۔

② الانعام:61۔

③ تفسیر قرطبی:7/6۔ ④ الطارق:4۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وُكِّلَ بِالْمُؤْمِنِ مِائَةٌ وَسِتُّونَ مَلَكًا ، يَذُبُّونَ عَنْهُ مَالَمْ يُقَدَّرْ عَلَيْهِ ، وَمِنْ ذَلِكَ الْبَصَرُ سَبْعَةُ أَمْلَاكٍ يَذُبُّونَ عَنْهُ كَمَا يُذَبُّ عَنْ قَصْعَةِ الْعَسَلِ الذُّبَابُ ، وَلَوْ وُكِّلَ الْعَبْدُ إِلَى نَفْسِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ لَاخْتَطَفَتْهُ الشَّيَاطِينُ»

''مسلمان پر ایک سو ساٹھ فرشتے مقرر ہیں جو اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ تقدیر کا فیصلہ نہ آ جائے، اسی میں اس کی نگاہ بھی ہے کہ سات فرشتے اس طرح اس کی حفاظت کرتے ہیں جس طرح مکھی سے شہد کے پیالہ کی حفاظت کی جاتی ہے، اور اگر پل جھپکنے کے برابر بھی بندے کو اس کے نفس کے حوالہ کر دیا جائے تو شیطان اسے اچک لیں گے''۔ ①

دوم: نفسیاتی اور اعصابی امراض:

جنوں کے سبب جو امراض لاحق ہوتے ہیں ان میں نفسیاتی اور اعصابی امراض بھی ہیں، جیسے پاگل پن، غم، قلق اور بے چینی وغیرہ۔ لیکن اس بات پر تنبیہ ضروری ہے کہ جو قرآنی معالج نفسیاتی علاج کی اہمیت تسلیم نہ کرے وہ غلطی پر ہے، کیونکہ قرآنی علاج کا نفسیاتی علاج سے کوئی تصادم نہیں، بلکہ نفسیاتی شفاخانوں اور اسپتالوں میں نفسیاتی مریضوں پر دم کرنے کے لیے قرآنی علاج کا شعبہ ہونا چاہیے۔ اگر مریض کو قرآنی علاج موافق آ گیا اور اس کی حالت بہتر ہو گئی تو الحمد للہ

① تفسیر قرطبی: 20/4۔

(یہی مطلوب ہے) ورنہ قرآن کا قطعاً کوئی نقصان دہ پہلو نہیں جیسا طبی دواؤں اور جڑی بوٹیوں میں ہوتا ہے۔

اس سلسلہ کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ میرے اور ایک نفسیاتی طبیب کے درمیان گفتگو ہوئی تو اس نے کہا کہ قرآنی معالجین کو طب پڑھنی چاہیے تاکہ وہ علاج کر سکیں، میں نے کہا: جو بات تم کہہ رہے ہو وہی ہم تم سے کہتے ہیں (کہ تمہارے یہاں قرآنی علاج کا شعبہ ہونا چاہیے) کیونکہ قرآنی علاج کا کوئی نقصان دہ پہلو نہیں، بخلاف تمہارے علاج کے کہ اس میں نقصان کا پہلو بھی ہے، اور اس لیے بھی کہ طبابت ہی تمہارا اصل پیشہ ہے اور اسی کے لیے تم فارغ ہو۔

سوم: اعضاء و جوارح کے امراض:

جنوں کے سبب لاحق ہونے والے امراض میں اعضاء و جوارح کے امراض بھی ہیں۔ یہ امراض بھی بہت زیادہ ہیں، مختصر یہ جاننا چاہیے کہ ہر وہ مرض جو طبی علاج کے باوجود دور نہ ہو ایسے مریض پر قرآن کریم پڑھ کر دم کرنا چاہیے، امید ہے کہ اللہ تعالی اس سے شفا عطا فرما دے گا۔

چہارم: نگاہ اچک لینا اور وہم میں مبتلا کر دینا:

انسان پر جن کا تسلط اگر جادو کے ذریعہ ہوا ہے تو جن کو یہ قدرت حاصل ہوتی ہے کہ انسان کی نگاہ میں چیزوں کو غیر حقیقی شکل میں پیش کرے۔ چنانچہ شوہر اپنی بیوی کو قبیح اور قابل نفرت شکل میں دیکھتا ہے، اسی طرح بیوی بھی اپنے شوہر کو قبیح اور قابل نفرت شکل میں دیکھتی ہے۔ چنانچہ دیکھنے والے کے یہاں اس کا ردعمل پیدا ہوتا

ہے اور اس کا دل تنگ ہو جاتا ہے، حالانکہ ہر ایک کی شکل اپنی اصل حالت پر باقی رہتی ہے، اس کے اندر کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی ﴾

”(موسیٰ نے) جواب دیا کہ نہیں، تم ہی پہلے ڈالو، اب تو موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں“۔①

پنجم: ایسے دو آدمیوں کے درمیان عداوت و دشمنی، بغض و نفرت اور تفرقہ ڈال دینا جن میں باہم گہرا ربط ہو:

شیطان ایسے حیلوں کا ماہر ہے جن کے ذریعہ وہ دو گہرے تعلقات والوں کے درمیان تفرقہ ڈال دے، خواہ وہ شریک تجارت ہوں یا دوست ہوں یا میاں بیوی، چنانچہ ایک ادنیٰ ترین سبب پر بھی ان میں شدید اختلاف بھڑک اٹھتا ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر مصر ہوتا ہے، اور جب کوئی تیسرا ان کے درمیان اصلاح کی غرض سے مداخلت کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ فریقین میں سے ہر ایک اپنے آپ کو حق بجانب سمجھ رہا ہے، اسی لیے حدیث میں وارد ہے کہ شیطان لشکر جمع کر کے انہیں اسی مہم پر روانہ کرتا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

---

① طٰہٰ:66۔

«إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ: ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّىٰ فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ: نِعْمَ أَنْتَ»

''ابلیس کا تخت سمندر پر ہے، وہ اپنا لشکر روانہ کرتا ہے تا کہ وہ لوگوں کو فتنے میں مبتلا کریں، چنانچہ اس کے نزدیک عظیم المرتبت شیطان وہ ہوتا ہے جس کا فتنہ سب سے بڑا ہو۔ (ایک شیطان) آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا، وہ جواب دیتا ہے کہ تم نے کچھ نہ کیا، پھر دوسرا شیطان کہتا ہے: میں آدمی کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی پیدا کر دی، تو ابلیس اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے: تم بہت خوب ہو''۔ ①

ششم: نسوانی امراض

جنات عورتوں کے بعض مخصوص امراض کا بھی سبب بنتے ہیں، مثال کے طور پر ایسا بانجھ پن جس کا کوئی طبی سبب نہ ہو، چنانچہ تشخیص کے وقت یہ پتہ چلتا ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی کے اندر بھی کوئی ایسی کمی نہیں جو طبی اعتبار سے استقرار حمل سے مانع ہو۔ اس کے باوجود حمل قرار نہیں پاتا، ایک مرتبہ میرے ایک دوست نے بتایا کہ وہ چار سالوں سے ایک اسپیشلسٹ ڈاکٹر سے علاج کرا رہا تھا۔ ڈاکٹر نے دو ٹوک لفظوں میں کہا کہ مجھے تم دونوں کے بارے میں تعجب ہے، کوئی مانع حمل چیز بھی نہیں ہے، طبی اعتبار سے تم دونوں سو فیصد ٹھیک ہو (پھر بھی حمل قرار نہیں پا رہا

---

① صحیح مسلم: 2813۔

ہے) بالآخر اللہ عزوجل کی مشیت ہوئی اور اسکی بیوی کو حمل ٹھہر گیا۔

اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ جن رحم میں یا انڈے کی جگہ موجود ہوتا ہے اور منی کے کیڑوں کو مار ڈالتا ہے یا انڈوں کو خراب کر دیتا ہے، اس حالت کے چند طبی عوارض ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

1- عورت کا پیٹھ کے حصہ میں شدید تکلیف محسوس کرنا۔

2- رحم کے حصہ میں جلن اور تکلیف۔

3- ماہواری کی خرابی۔

4- کبھی کبھی خون آنے کی شکایت۔

5- صحبت کے وقت کبھی کبھی عورت کا گھٹن محسوس کرنا اور صرف شوہر کو خوش رکھنے کی خاطر اس کام کے لیے تیار ہونا۔

لیکن ان امراض کے ساتھ ہی بعض دوسرے عوارض بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسے سر درد، پریشان خواب دیکھنا اور ہاتھ پاؤں کا سن ہو جانا وغیرہ۔

ہفتم: جنسی امراض:

جنات کبھی کبھی آدمی کو اپنی بیوی سے صحبت کرنے پر غیر قادر بنا دیتے ہیں، یہ عدم قدرت شوہر کی طرف سے بھی پیش آسکتی ہے اور بیوی کی طرف سے بھی۔ اسی طرح جنات سرعت انزال کا بھی سبب ہوتے ہیں۔ جادو کی فصل میں اس کا علاج بیان کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ۔

ہشتم: جنات کا انسان کے مکانات کو نقصان پہنچانا:

جنات انسان کے مکان اور اس کے اثاثہ کے ساتھ کھلواڑ کر سکتے ہیں اور سامان

وغیرہ میں آگ لگا سکتے ہیں، یہ امرِ واقع ہے لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے، میں اس سلسلہ کے بعض سچے واقعات بیان کرتا ہوں۔

◎ جریدہ ''المسلمون'' شمارہ نمبر (338) مجریہ 15 محرم 1412ھ مطابق 26 جولائی 1991م کے صفحہ 3 پر درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

میرے گھر میں بلاسبب آگ بھڑک اٹھتی ہے:

سعودی شہری منیف حربی، جو ریاض کے مشرقی محلّہ ''نسیم'' کا رہنے والا ہے، بغیر کسی ظاہری سبب کے اس کے گھر کے ہر کونے میں آگ بھڑک اٹھتی ہے، شخص مذکور، دیگر حاضرین اور فائر بریگیڈ کا عملہ مل کر بھی اس گھر میں آگ بھڑکنے کی کوئی وجہ بیان نہیں کر سکے، جبکہ یہ آگ اتنی شدید تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو وہ اس کی زندگی کو جہنم بنا دیتی۔

◎ اسی طرح جریدہ ''اخبار الیوم'' شمارہ نمبر (2481) مجریہ 20 ذی قعدہ 1412ھ مطابق 23 مئی 1992م کے صفحہ (14) پر درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

جرجا کے فائر بریگیڈ عملہ کے سربراہ کی موجودگی میں ڈاکٹر کے گھر میں ہر آدھے گھنٹہ پر آگ بھڑکتی رہی:

سوہاج کے جنوبی علاقہ کے فائر بریگیڈ کا سربراہ میجر رجب سلطان قاہرہ پولیس

اسٹیشن کی لیبارٹری برائے تحقیق جرائم کے دروازے پر کسی گمشدہ چیز کی تلاش میں ہکا بکا کھڑا تھا۔ یہ شخص ایک خاص اور عجیب وغریب مہم پر سوہاج سے حاضر ہوا تھا اور ایک عجیب آگ کے اسباب کا پتہ لگانے کے لیے اپنے ساتھ ایک تھیلے میں آگ میں جلی ہوئی اشیاء کا نمونہ لایا تھا تا کہ ان کی جانچ ہو سکے، لیکن اسے اچانک یہ معلوم ہوا کہ لیباٹری روم میں داخل ہونے سے پہلے دروازہ پر ہی وہ تھیلا غائب ہو گیا ہے۔

میجر رجب یہ عجیب وغریب واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ گزشتہ ہفتہ ڈاکٹر عثمان رفاعی، جو جرجا کے جنرل اسپتال میں کام کرتے ہیں، انہوں نے مجھے فون پر اطلاع دی کہ آدھے گھنٹے کے بعد ان کے فلیٹ میں آگ لگنے والی ہے اور وہ اپنے نیز اپنے بال بچوں کو بچانے کے لیے فائر بریگیڈ عملہ کی مدد چاہتے ہیں۔ یہ اطلاع باوجودیکہ باعث تعجب تھی لیکن میں اپنے عملہ اور ساز وسامان کے ساتھ ان کے فلیٹ تک پہنچا جہاں مجھے کپڑوں اور صوفوں میں آگ کے آثار ملے، ڈاکٹر رفاعی نے مجھے بتایا کہ جیسے ہی وہ ڈیوٹی سے واپس ہوئے اور اپنی بیوی اور دو بچوں کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا کہ سونے والے کمرے میں اچانک آگ بھڑک اٹھی، میں نے پڑوسیوں کو آواز دی تو انہوں نے پہنچ کر آگ بجھائی۔ اس کے بعد کپڑے کی ہر چیز میں ہر آدھے گھنٹے پر اپنے آپ آگ لگنے لگی، پھر تھوڑی دیر کے بعد میرے سامنے کپڑے کی ایک الماری سے اچانک آگ کے شعلے نکلنے لگے، چنانچہ اپنے ساتھ موجود لوگوں کی مدد سے میں نے آگ بجھائی اور پتہ یہ چلا کہ یہ آگ اپنے آپ لگی ہے اور صرف ایک ہی الماری میں لگی ہے۔

میں نے گھر کے اندر سے ہی نائب وزیر داخلہ اور سوہاج سیکورٹی کے

ڈائریکٹر جنرل میجر سید حسن سے فون پر رابطہ کیا اور صورتحال کی وضاحت کی، تو انہوں نے مجھے گھر نہ چھوڑنے کا حکم دیا اور شعبہ کے انچارج نیز جرائم کی تحقیقات کرنے والے اور جرائم لیبارٹری کے عملہ کو یہ حکم بھیجا کہ آگ پر قابو پانے کے لیے وہ میری مدد کریں۔

میجر رجب سلطان مزید بیان کرتا ہے کہ ڈاکٹر کا فلیٹ پولیس سیکورٹی اور فائر بریگیڈ عملہ سے بھر گیا اور انہوں نے آگ کی جگہ کا پتہ لگانے کے لیے فلیٹ کا ایک ایک قدم گھیرے میں لے لیا۔ انہوں نے اس شبہ کی چھان بین کی کہ کہیں کوئی پاوڈر موجود ہے جس سے بذات خود آگ بھڑکنے میں مدد مل رہی ہے، لیکن انہیں اس کا کوئی بھی سراغ نہیں ملا، اس کے بعد فلیٹ کے اندر مختلف مقامات پر، سوئے ہوئے بچوں کی چارپائی میں، کارپٹ میں، یہاں تک کہ پانی میں پڑے ہوئے کپڑوں میں ہر آدھے گھنٹے بعد پولیس سیکورٹی کے سامنے آگ بھڑکنے لگی۔ آگ بھڑکتے ہی فائر بریگیڈ کا عملہ اپنے سازوسامان کے ساتھ آگ بجھانے کے لیے حرکت میں آجاتا اور ڈاکٹر کی بیوی بچوں کے خوف ودہشت اور چیخ و پکار کے درمیان آگ بجھانے کی کوشش کرتا۔ پولیس سیکورٹی اور فائر بریگیڈ عملہ دوسرے دن تک مکان کے اندر اپنے کام پر لگا رہا، لیکن پابندی کے ساتھ ہر آدھے گھنٹے پر بھڑکنے والی اس آگ کا سراغ لگانے میں ناکام رہا۔

سیکورٹی ڈائریکٹر نے مذکورہ خاندان کو آگ کی زد سے بچانے کے لیے فائر بریگیڈ عملہ کو فلیٹ کے اندر موجود رہنے کی تعلیمات جاری کیں اور مجھے ایک تھیلے میں جلے ہوئے کپڑوں کا نمونہ لے کر خاص مہم پر علی الصباح قاہرہ روانہ ہو جانے کا حکم دیا، تاکہ لیبارٹری برائے تحقیق جرائم میں جا کر ان کپڑوں کی جانچ کراؤں اور ان

میں آگ جلنے کا سائنٹیفک سبب معلوم کروں، لیکن لیبارٹری کے دروازہ پر پہنچ کر جلی ہوئی اشیاء کے نمونہ کا تھیلا پراسرار طور پر غائب ہو گیا اور مجھے اس کا پتہ نہیں چل سکا۔

میجر رجب سلطان دوسرا نمونہ لینے کے لیے حیران وششدر سوہاج واپس آیا، لیکن وہ اپنے دل میں بار بار یہی کہتا رہا کہ فائر بریگیڈ عملہ کا سربراہ ہوتے ہوئے میں اس آگ پر کیوں نہیں قابو پا رہا ہوں؟ اس عجیب وغریب آگ سے ہم ڈاکٹر کے خاندان کو کیسے بچا سکتے ہیں؟ اور کیا اس مہم کو سر کرنے کے لیے ہمیں کسی دوسرے طرز کے فائر بریگیڈ کی ضرورت ہے؟

اس سلسلہ کا تیسرا واقعہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الوابل الصیب'' کے صفحہ 177,176 پر یوں ذکر کیا ہے:

ابو النضر ہاشم بن قاسم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے گھر پر پتھر مارے جاتے تھے، مجھ سے کہا گیا کہ اے ابو نضر! ہمارے پاس سے کہیں اور چلے جاؤ، وہ کہتے ہیں کہ یہ بات مجھ پر گراں گزری اور میں نے کوفہ میں ابن ادریس، محاربی اور ابو اسامہ کو لکھ بھیجا، محاربی نے مجھے خط لکھا کہ مدینہ میں ایک کنواں تھا جس میں ڈالی جانے والی رسی کاٹ دی جاتی تھی، ایک بار ان کے پاس ایک قافلہ اترا اور انہوں نے اس سے اس بات کی شکایت کی، قافلے والوں نے ایک بالٹی پانی طلب کیا اور اس میں درج ذیل دعا پڑھی، پھر اسے کنویں میں ڈال دیا، چنانچہ کنویں سے ایک آگ برآمد ہوئی جو کنویں کی منڈیر پر آکر بجھ گئی، وہ دعا یہ تھی:

«بِسْمِ اللهِ، أَمْسَيْنَا بِاللهِ الَّذِي لَيْسَ مِنْهُ شَيْءٌ مُمْتَنِعٌ، وَبِعِزَّةِ اللهِ الَّتِي لَا تُرَامُ وَلَا تُضَامُ، وَبِسُلْطَانِ اللهِ الْمَنِيعِ نَحْتَجِبُ، وَبِأَسْمَائِهِ الْحُسْنَى كُلِّهَا عَائِذٌ مِنَ الْأَبَالِسَةِ، وَمِنْ شَرِّ

شَيَاطِينِ الإِنْسِ وَالْجِنِّ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ مُعْلِنٍ وَمُسِرٍّ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ بِاللَّيْلِ وَيَكْمُنُ بِالنَّهَارِ، وَيَكْمُنُ بِاللَّيْلِ وَيَخْرُجُ بِالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ، أَعُوذُ بِاللهِ بِمَا اسْتَعَاذَ بِهِ مُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمُ الَّذِي وَفَّى، وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَبْغِي، أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: ﴿وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝١ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝٢ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝٣ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝٤ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝٥ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ۝٦ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝٧ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝٨ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝٩ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ "①

''اللہ کے نام کے ساتھ، ہم نے اللہ کے نام کے ساتھ شام کی جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز ناممکن نہیں، اور اللہ کی عزت وغلبہ کے ساتھ جو کبھی مغلوب نہیں ہوسکتی، اور اللہ کی مضبوط سلطنت کی ہم پناہ لیتے ہیں، اور اس کے تمام اسمائے حسنیٰ کی پناہ لیتے ہیں ابلیسوں سے، انس وجن کے شیاطین کے شر سے، ہر ظاہر کرنے والے اور پوشیدہ رکھنے والے کے شر سے، رات کو نکلنے

① الصافات:1/10۔

والے اور دن میں چھپنے والے یا رات میں چھپنے والے اور دن میں ظاہر ہونے والے کے شر سے، اور ہر اس چیز کے شر سے جسے اللہ نے پیدا کیا اور پھیلایا، ابلیس اور اس کے لشکر کے شر سے، اور زمین پر چلنے والے ہر جاندار کے شر سے جس کی پیشانی (اے اللہ!) تو پکڑے ہوئے ہے، بیشک میرا رب صراط مستقیم پر ہے، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس چیز سے جس سے موسیٰ، عیسیٰ اور وفادار ابراہیم نے پناہ طلب کی ہے، اور ہر اس چیز کے شر سے جسے اللہ نے پیدا کیا اور پھیلایا، اور ابلیس اور اس کے لشکر کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جسے اللہ پیدا کرنا چاہے، میں اللہ سمیع وعلیم کی پناہ چاہتا ہوں مردود شیطان سے، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے: ''قسم ہے صف باندھنے والے (فرشتوں) کی، پھر پوری طرح ڈانٹنے والوں کی۔ پھر اللہ کے ذکر (قرآن) کی تلاوت کرنے والوں کی۔ یقیناً تم سب کا معبود ایک ہی ہے۔ آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا اور مشرقوں کا رب وہی ہے۔ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا اور حفاظت کی سرکش شیطان سے۔ عالم بالا کے فرشتوں (کی باتوں) کو سننے کے لیے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے، بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں بھگانے کے لیے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے، مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے بھاگے تو (فوراً ہی) اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے۔

ابونصر کہتے ہیں میں نے ایک برتن میں پانی لیا، پھر یہی کلمات پڑھ کر اس پر دم کیا اور گھر کے تمام کونوں پر اسے چھڑکا تو جنات چیخ اٹھے کہ تو نے ہمیں جلا کر رکھ دیا،

لو ہم تمہارے پاس سے کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ ①

اسی سلسلہ کا ایک اور واقعہ شیخ علی بن مشرف عمری نے اپنی ایک تقریر میں بیان کیا کہ مدینہ منورہ کے قریب "ہدبان" نامی بستی کے ایک گھر میں اپنے آپ آگ لگ جاتی، اور جیسے ہی لوگ آگ بجھا کر فارغ ہوتے آگ دوبارہ بھڑک اٹھتی، فائر بریگیڈ کا عملہ اس آگ کے سبب کا پتہ لگانے میں ناکام رہا، یہاں تک کہ شیخ موصوف -حفظہ اللہ- نے آکر جائے وقوعہ پر قرآن پڑھا اور اس جن کو بھگا دیا جو گھر والوں پر ظلم وزیادتی کر رہا تھا۔

تو اس طرح کے واقعات بھی پیش آسکتے ہیں، مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر یہ تحقیق کر لینی چاہیے کہ یہ کام جناتوں ہی کا ہے، کیونکہ اس طرح کے واقعات میں شخصی اغراض ومقاصد کے لیے جھوٹ اور دجل وفریب کی بڑی آمیزش ہوتی ہے۔

ایک سچا واقعہ:

اب ایک سچا واقعہ سماعت فرمائیے جسے شیخ یاسین احمد عید نے ذکر کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

ماضی قریب کی بات ہے کہ ایک شہر میں کسی شخص کی وفات ہوگئی اور اس نے اپنے پیچھے ایک خوبصورت اور نرالا گھر چھوڑا، گھر انتہائی کشادہ اور زیادہ کمروں پر مشتمل تھا، دلکش اور انوکھے نقش ونگار نے اسے اور مزین کر دیا تھا، گھر کے صحن میں سنگ مرمر سے بنا ہوا ایک خوبصورت حوض بھی تھا جس کے چاروں طرف مختلف شکل ورنگ کے مجسمے بنے تھے اور ان مجسموں کے منہ سے پانی کا فوارہ چھوٹتا تھا۔

اس شخص کے پاس کوئی اولاد نہیں تھی جو اس کی وارث ہوتی، جس کی وجہ سے وفات کے بعد یہ گھر انسانوں سے خالی ہو گیا اور قرابتداروں نے اسے فروخت

① الوابل الصیب از ابن القیم: 177,176۔

کرنے کا فیصلہ کرلیا، وہ اس کے عوض بہت بڑی رقم کی امید لیے ہوئے تھے، اور جیسے ہی انہوں نے اسے فروخت کرنے کا اعلان کیا یہ افواہ پھیل گئی کہ اس گھر میں جنوں کا بسیرا ہے اوراس کے اندرکوئی زبردست قسم کا شیطان رہتا ہے۔

یہ افواہ اتنی عام ہوئی کہ سوتے جاگتے لوگوں کی گفتگو کا موضوع بن گئی، اگر کوئی شخص اس کی تردید کرتا اور رات کے وقت اس گھر میں گھستا تو یہی عقیدہ لے کر واپس لوٹتا کہ اس میں واقعی شیطان رہتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس گھر کی خرید سے بیزار ہوگئے اور ورثاء کو اپنے انجام بد کی فکر لاحق ہوگئی، خصوصا اس لیے کہ ایک خریدار سامنے آ چکا تھا اور تقریبا ایک چوتھائی قیمت پیشگی دے چکا تھا، لیکن ورثاء کے گھر کی قیمت وصول کرنے سے پہلے ایک بلند ہمت نوجوان آیا جو اس گھر کا قصہ سن چکا تھا، یہ نوجوان ان لوگوں میں سے تھا جو جنوں کے واقعات کو چنداں اہمیت نہیں دیتے اور نہ ہی شیطان سے ڈرتے ہیں، اس نے گھر کے ورثاء سے ایک متعین رقم طلب کی اور جنوں کو بھگانے یا پکڑنے کا ذمہ لیا، انہوں نے اس کی بات مان لی اور آدھی رقم فوراہی ادا کردی۔

شام ہوئی تو یہ نوجوان اس گھر کی طرف روانہ ہوا اور ساتھ میں ایک ریوالور بھی رکھ لیا تاکہ بوقت ضرورت اس سے مدد لے سکے، گھر میں پہنچ کر تھوڑی دیر آرام کیا، پھر بتی بجھا کر سو گیا، تھوڑی دیر کے بعد اسے محسوس ہوا کہ کوئی شخص لحاف کھینچ رہا ہے، اس نے پوری طاقت سے لحاف کو پکڑ لیا اور کہا کہ کون لحاف کھینچ رہا ہے؟ جواب ملا کہ میں جن ہوں، میں لحاف لے کر ہی رہوں گا ورنہ تمہارے جسم ہی کو اوڑھ لوں گا۔

نوجوان نے لحاف چھوڑ دیا اور جن گدی کے بل گر پڑا، نوجوان جھٹ سے اٹھ کھڑا ہوا اور جن کے سینے پر چڑھ کر ریوالور اس کے سر پر رکھ دیا اور بولا: بتا تو کون ہے؟

جن پر شدید خوف طاری ہوا اور بولا کہ مجھے چھوڑ دو، میں تمہیں حقیقت حال سے آگاہ کرتا ہوں، نوجوان نے کہا: اچھا بتا!

اس نے بتانا شروع کیا کہ میں نہ تو شیطان ہوں نہ جن، بلکہ تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں، فرق یہ ہے کہ میرا رنگ سیاہ اور شکل قبیح ہے۔ یہ سن کر نوجوان نے اسے چھوڑ دیا اور دیکھنے کے لیے بتی جلائی تو دیکھا کہ وہ واقعی ایک کالا کلوٹا غلام ہے اور مادرزاد برہنہ ہے۔ پھر کہا: اب یہاں رہنے کی وجہ بتاؤ، اس نے کہنا شروع کیا:

میری ضرورت نے مجھے یہاں رہنے پر مجبور کیا ہے، میں ایک نادار آدمی ہوں۔ کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے، میرا ایک بہت بڑا کنبہ ہے جس کی تمام تر ذمہ داری میرے اوپر ہے، مجبور ہو کر میں ایک شخص کے پاس گیا تا کہ وہ مجھے کسی کام پر لگا دے اور میں اسی سے اپنی روزی کما سکوں۔ چنانچہ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر رات اس گھر میں آجایا کروں اور جب کسی کے اس گھر سے قریب آنے کی آہٹ محسوس کروں تو ہاتھ سے تالی بجاؤں اور اس تختی پر زور زور سے ماروں جسے میں نے خاص اسی مقصد کے لیے تیار کرایا تھا، اور اگر کسی باہمت شخص سے سابقہ پڑے اور یہ حرکتیں اسے ڈرانے کے لیے کافی نہ ہوں تو حوض کا پانی یکبارگی کھول دوں تا کہ مجسموں کے منہ سے فوارہ بن کر چھوٹنے لگے اور میں خود حوض کے اوپر چڑھ کر منہ سے مختلف قسم کی ڈراونی آواز نکالوں تا کہ آدمی ڈر کر بھاگ جائے۔ ان تعلیمات کے بعد اس شخص نے مجھے اس راز کی حفاظت کی سخت تاکید بھی کی ہے۔

اس کی بات سن کر وہ نوجوان اسے پکڑ کر ورثاء کے پاس لے گیا اور ان کے حوالہ کر دیا، نیز ان سے پورا ماجرا کہہ سنایا، تو پتہ چلا کہ اس غلام سے اجرت پر یہ حرکتیں کرانے والا شخص وہی ہے جس نے بہت ہی معمولی قیمت میں گھر خریدنے کی پیشکش کی ہے۔

گھر سے جنات بھگانے کا طریقہ :

شیخ وحید عبد السلام بالی کہتے ہیں:

جب آپ کو یقین ہو جائے کہ گھر کے اندر واقعی جن ہے، کوئی جعلسازی نہیں ہے، تو اس کے بھگانے کا طریقہ درج ذیل ہے:

1- آپ اپنے ساتھ مزید دو آدمی لیں اور اس گھر میں جا کر یہ پڑھیں:

«أَنَاشِدُكُمْ بِالْعَهْدِ الَّذِي أَخَذَهُ عَلَيْكُمْ سُلَيْمَانُ، أَنْ تَرْحَلُوا وَتَخْرُجُوا مِنْ بَيْتِنَا، أُنَاشِدُكُمُ اللهَ أَنْ تَخْرُجُوا وَلَا تُؤْذُوا أَحَدًا»

'میں سلیمان علیہ السلام کے عہد کا واسطہ دے کر تم سے کہتا ہوں کہ ہمارے گھر سے نکل کر چلے جاؤ، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس گھر سے نکل جاؤ اور کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ''۔ (یہ عمل تین دن تک کریں)۔

2- اس کے بعد بھی اگر گھر میں ان کا وجود محسوس کریں تو کسی برتن میں پانی لا کر اسے اپنے منہ سے قریب کریں اور اس پر وہی سابقہ دعا پڑھیں جو محاربی نے ابوالنضر کے پاس لکھ کر بھیجی تھی۔ ①

مذکورہ دعا پڑھنے کے بعد گھر کے تمام اطراف میں پانی گرا دیں، جنات گھر چھوڑ دیں گے، ان شاء اللہ۔

3- گھر میں قرآن کریم اور خاص طور پر سورہ بقرہ کی تلاوت کرتے رہیں، اور نمازِ تہجد اور دیگر نوافل سے گھر کو آباد رکھیں۔

4- اللہ عزوجل کی معصیت اور نافرمانی کی ہر چیز سے گھر کو پاک وصاف رکھیں۔ ②

---

① دیکھیے: زیر مطالعہ کتاب کا صفحہ (65٬66)۔

② دیکھیے: وقایۃ الإنسان من الجن والشیطان، قدرے تصرف کے ساتھ۔

انسان پر جنات کے مسلط ہونے اور ایذا پہنچانے کے اسباب

یہ بات معلوم رہنی چاہیے کہ جن کے لیے انسان کے جسم میں داخل ہونا یا کسی شکل میں اس کے سامنے آنا آسان کام نہیں، کیونکہ ایسی حالت میں وہ اپنے نفس کو جسم انسانی میں محبوس کر کے خود کو قرآنی علاج کے عذاب کے لیے پیش کرتا ہے، یا کوئی شکل اختیار کر کے سامنے آنے کی صورت میں موت و ہلاکت کا خطرہ مول لیتا ہے، کیونکہ وہ جس شکل میں ظاہر ہوگا اسی کا محکوم ہو جائے گا۔ چنانچہ اگر وہ۔ مثال کے طور پر۔ بلی کی شکل میں ظاہر ہوا ہے اور آپ نے اس بلی کو نیزہ مار کر قتل کر دیا تو جن قتل ہو جائے گا، جیسا کہ صحیح مسلم میں نوجوان انصاری کے واقعہ میں مذکور ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جن اسی صورت میں انسان کو اذیت پہنچاتا ہے جب اسے یقین ہو جاتا ہے کہ انسان اللہ عزوجل سے دور اور اس کے ذکر سے بالکل غافل ہے۔

میرے دینی بھائی! قبل اس کے کہ میں وہ حالات ذکر کروں جن میں جن انسان پر مسلط ہوتا ہے، میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ اگر اللہ عزوجل آپ کو کسی مرض وغیرہ کی آزمائش میں مبتلا کرے تو درج ذیل طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار نہ کریں، بلکہ صبر آپ کا ہتھیار اور شرعی علاج آپ کا طریقہ عمل ہونا چاہیے۔

پہلی حالت: جادو سیکھنا یا جادوگروں کے ہاں چکر لگانا:

جادوگر کی زندگی میں جنات اس کے اوپر بری طرح مسلط ہوتے ہیں، چنانچہ بعض جنات اسے مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں اور بعض قتل کر ڈالتے ہیں، پھر اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد پر مسلط ہو جاتے ہیں، کیونکہ انہیں اس کی کمزوری و بے بسی کا پتہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیاطین اس کے بعض مقاصد اسی وقت پورے کرتے ہیں جب وہ اللہ کے ساتھ کفر کرے، خواہ یہ کفر قولی ہو جیسے وہ منتر پڑھنا جس میں اللہ کے ساتھ شرک اور جنوں کی تعظیم ہو، یا یہ کفر عملی ہو جیسے قرآن کریم کی اہانت کرنا، لہٰذا جنات بھی اس کے بعض مطالبات پورے کر دیتے ہیں، جبکہ جادوگر ذلیل وخوار ہو کر شیطان کا ہر مطالبہ پورا کرتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جبکہ دم کرنے والے معالج نے جنوں پر زیادتی نہ کی ہو، جیسا کہ بہت سے منتر والے زیادتی کر بیٹھتے ہیں، چنانچہ وہ ایسے جن کو قتل کرنے کا حکم دے دیتے ہیں جس کا قتل جائز نہیں ہوتا، یا ایسے جن کو قید کر ڈالتے ہیں جسے قید کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، لہٰذا جنات بھی اس بات پر ان سے لڑ بیٹھتے ہیں۔ پھر کسی کو قتل کر دیتے ہیں یا مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں، اور کسی کے بال بچوں اور چوپایوں کیساتھ یہی سلوک کرتے ہیں۔

مؤلف موصوف نے اس جگہ فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے جو اقتباس نقل کیا ہے مترجم نے متن میں اس کا ترجمہ کر دیا ہے، لیکن جیسا کہ قارئین ملاحظہ فرما رہے ہیں، بات ناقص معلوم ہوتی ہے، اس =

غرضیکہ جادوگروں کے در کے چکر لگانے کا انجام بڑا برا ہے، اسی طرح جنات جادوگروں پر اپنے مطالبات پیش کرتے ہیں، پھر جادوگر اپنے در کا چکر لگانے والوں سے یہ مطالبات پورے کراتا ہے، مثلاً مخصوص قسم کے پرندے ذبح کرنا، یا مخصوص قسم کا کھانا تناول کرنا، یا متعین مدت تک کسی تاریک کمرے میں بند رہنا وغیرہ، اور جادوگر جوں جوں ذلیل وخوار ہوتا جاتا ہے شیطان کی خیانت وسرکشی بھی بڑھتی جاتی ہے اور وہ جادوگر کی مراد پوری نہیں کرتا، سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾

''اور چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے''۔ ①

دوسری حالت: حلقات زار قائم کرنا اور ان میں حاضر ہونا:

حلقات زار قائم کرنے والوں اور ان میں حاضر ہونے والے پر جنات وشیاطین اذیت کے ساتھ مسلط ہو جاتے ہیں، شفا کے نام پر منعقد ہونے والی ان

= لیے مذکورہ عبارت سے پہلے مزید تین سطر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ بات مکمل ہو سکے: ''جب ذکر ودعا کے ذریعہ اور جنات کو معروف کا حکم دے کر اور منکر سے منع کر کے نیز انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر کے، سب وشتم اور لعن طعن کر کے اور اسی طرح کے دیگر اسلوب سے مریض کو شفا مل جائے تو مقصد حاصل ہو گیا، اگرچہ اس کے نتیجہ میں بعض جنات مرض کا شکار ہو جائیں یا فوت ہو جائیں، کیونکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں، جبکہ دم کرنے والے معالج نے ان (جنوں) پر زیادتی نہ کی ہو............'' الخ۔

دیکھیے: فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ: 53,52/19 (از ابو المکرم)۔

① الجن: 6

محفلوں میں عورتیں ایک جگہ اکٹھی ہوتی ہیں اور جنات ان مجالس کے منعقد کرنے والوں کے ذریعے اپنے مطالبات پیش کرتے ہیں کہ عورتیں زیورات اور خوبصورت ترین لباس پہن کر خوب بن ٹھن کر آئیں اور خاص صفات والے پرندے ذبح کیے جائیں۔ پھر ان عورتوں کے چہروں پر ان پرندوں کا خون ملا جاتا ہے، شمعیں روشن کی جاتی ہیں، ڈھولکیاں بجائی جاتی ہیں اور ان کے ساز وسامان پر عورتیں خوب رقص کرتی ہیں جس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت کو کوئی بیماری نہیں ہوتی مگر اس فحش محفل میں اس پر جن مسلط ہو جاتا ہے۔ اسی نشے اور مدہوشی کے عالم میں یہ بے چاری سمجھتی ہے کہ اس کی تکلیف دور ہوگئی ہے لیکن جنات جلد ہی اپنے مزید مطالبات اور طرح طرح کی خواہشات کی فہرست پیش کر دیتے ہیں۔

افسوس کہ محفل زار کے نام سے منعقد ہونے والے ان کذب وضلالت کے اجتماعات میں کتنی ہی عزتیں اب تک لٹ چکی ہیں۔

میرے سامنے مراکش کے ایک شخص کا خط ہے جو اسی طرح کی محافل کا نگراں تھا۔ میں اس کے بعض الفاظ کی تصحیح کے ساتھ خط کو مختصراً نقل کرتا ہوں۔ میرا مقصد ان لوگوں کو آگاہ کرنا ہے جو اپنی عزتوں کو ان محافل میں لے جاتے ہیں تاکہ ان کے لیے یہ باعث عبرت بنے۔

خط لکھنے والا کہتا ہے: اس تحریر کا سبب میری وہ مشکلات ہیں جو 1984ء سے میں برداشت کر رہا ہوں۔ میں کھلے لفظوں میں کہتا ہوں کہ میں سخت غفلت کا شکار تھا، حالانکہ میں ایک مدرس ہوں اور میرا ایک تعلیمی معیار ہے۔ میں عربی اور فرانسیسی دو زبانیں جانتا ہوں، لیکن میں شراب نوشی کا عادی تھا۔ عورتوں کے ساتھ ناجائز

تعلقات رکھنا میرے لیے معمول کی بات تھی اور نماز بھی نہیں پڑھتا تھا۔ جب میں نے ہوش سنبھالا تو اپنی والدہ کو اپنے گھر میں عورتوں کے علاج کے لیے محفل زار کا پیشہ کرتے پایا۔

میں نے ایک بچی کی پیدائش کے بعد اپنی بیوی کو 1974ء میں طلاق دے دی۔ اس تاریخ سے میں نے عورتوں کے ساتھ صرف ناجائز تعلقات ہی رکھے۔ جو عورتیں بھی علاج کے لیے میری والدہ کے پاس آتیں میں ان سے ناجائز جنسی تعلقات قائم کر لیتا تھا۔

میرے ذمہ یہ کام تھا کہ میں ان عورتوں سے پرندے لے لے کر ذبح کرتا۔ ان کے لیے شمع پر لکھتا اور تعویذ بناتا۔ اسی حال میں دس برس گزر گئے حتی کہ 1984ء میں جب مجھے طلاق دیے 10 سال ہو چکے تھے میں وسوسے کا شکار رہنے لگا۔ چنانچہ جب میں دو آدمیوں کو آپس میں بات کرتے ہوئے دیکھتا تو مجھے یہ شک ہوتا کہ یہ میرے ہی بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میں لوگوں سے بلا کسی سبب کے الجھ پڑتا۔

1985ء میں میں نے دوسری شادی کر لی۔ شراب نوشی سے باز آ گیا اور نماز پڑھنے لگا مگر ایک نئی مشکل پیدا ہو گئی وہ یہ کہ میں اپنے گھر میں ہوتے ہوئے پڑوسی کی آواز سنتا کہ وہ مجھے برا بھلا کہہ رہا ہے۔ اسی طرح اس کی بیوی اور بچیوں کی آوازیں بھی سنتا۔ بلکہ معاملہ اس سے بھی بڑھ کر یہاں تک پہنچ گیا کہ میں پورے محلے کے لوگوں کی آوازیں سننے لگا کہ وہ مجھے انتہائی بری گالیاں دے رہے ہیں۔ چنانچہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا گیا اور ان لوگوں سے میرے لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔

اب میں خود اپنے نفس کے ساتھ کشمکش میں پڑ گیا تھا۔ نہ میں نیند کی لذت پاتا

اور نہ ہی کسی وقت دلی طور پر چین نصیب ہوتا۔ حالانکہ میرا پڑوسی اور اس کی بیوی مجھ سے قسمیں کھا کر کہتے کہ ان کی طرف سے ایسی کوئی بات پیش نہیں آ رہی ہے۔ لیکن میں ان لوگوں کے گھر سے باہر ہونے کی صورت میں بھی ان سب کی آوازیں سنتا رہتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد میری دوسری بیوی سے ایک بچہ پیدا ہوا مگر میں نے پریشانی کے عالم میں اس کو بھی طلاق دے دی اور دوبارہ شراب پینے اور منتر پڑھنے کا کام کرنے لگا۔ پندرہ روز کے بعد مجھے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جنہیں میرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں سنتا تھا، خواہ وہ میرے پاس ہی موجود ہوتا۔ اس چیز نے مجھے کاہنوں اور جادوگروں کے دروازوں کے چکر لگانے پر مجبور کر دیا۔ اس کام میں میں نے بہت زیادہ پیسے برباد کر دیے لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ بعض عامل حضرات مجھے تعویذ لکھ کر دیتے کہ میں ان کی دھونی لوں اور بعض نے اونٹ کی مینگنیاں اور دوسری اشیاء خرید کر ان کی دھونی لینے کا مشورہ دیا لیکن ان تمام کوششوں سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ میں ایک ناگفتہ بہ حالت کا شکار ہو گیا یعنی مسلسل قلق واضطراب، رات میں ڈراؤنے خواب دیکھنا، رسوا کن آوازیں سننا اور کسی کھانے کا مزہ نہ پانا وغیرہ۔

کچھ عرصہ بعد ہم نے اپنا گھر فروخت کر دیا اور دوسری جگہ منتقل ہو گئے لیکن وہ پریشان کن حالت باقی رہی۔ آوازیں میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔ کبھی دھمکی کی آواز آتی اور کبھی بدکاری کا ذکر ہوتا۔ پھر میرے ایک دوست نے ایک عامل کا پتہ بتایا اور میں یہ امید لے کر اس کے پاس گیا کہ ضرور میرے مرض کا مداوا مل جائے گا۔ اس عامل نے بھی مجھے کچھ نام بتائے اور کہا کہ ہر نماز کے بعد ان ناموں کو پڑھوں۔ میں نے اس کی ہدایات پر بھی عمل کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔[1]

---

[1] یہ اس خط کا اختصار ہے جو مراکش سے شیخ وحید عبدالسلام بالی کو بھیجا گیا۔

میرے بھائی! آپ نے دیکھا کہ ان محفلوں میں کیا کیا برائیاں اور بدکاریاں ہوتی ہیں؟ کس طرح جنات اس خط لکھنے والے شخص پر مسلط ہو گئے جو خود محفل زار کا نگران تھا۔ لہذا میری نصیحت ہے کہ اپنی عورتوں کو لے کر ایسی محافل میں جانے سے مکمل پرہیز کریں۔

خط لکھنے والے صاحب کو ہمارا مشورہ:

مذکورہ خط لکھنے والے شخص سے ہم یہ کہتے ہیں کہ تم درج ذیل کام کرو۔

1- اپنے سابقہ کردار سے سچی توبہ کرو اور اپنے گناہوں پر دل سے ندامت کا اظہار کرو۔

2- کسی ایسے قرآنی معالج کے پاس جا کر علاج کراؤ جس کے اندر قرآن کے ذریعے علاج کرنے کی شرطیں موجود ہوں اور دیکھنا جادوگروں سے بچ کر رہنا۔

3- مسجد میں جماعت کے ساتھ پانچ وقت نماز کی پابندی کرو۔

4- صبح وشام کے مسنون اذکار نیز اس کتاب کی آخری فصل میں دیے گئے دیگر صحیح اوراد واذکار کی پابندی کرو۔

5- روزانہ قرآن مجید کے کچھ حصہ کی تلاوت کیا کرو اور ہر تین روز کے بعد گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کرو۔

6- حسب استطاعت صدقہ وخیرات کرو۔

7- بعض نفل نمازیں جیسے قیام اللیل (تہجد) پڑھو اور نفلی روزے زیادہ سے زیادہ رکھو۔

8- اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور قبولیت کے اوقات میں زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگو۔

تیسری حالت: مبتدعانہ زہد وتقویٰ اور عبادت:

انسان پر جنات کے مسلط ہونے کا ایک سبب وہ مبتدعانہ اوراد واذکار ہیں جو بعض لوگ پڑھتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ہے۔

بعض لوگ کسی تاریک خلوت میں بیٹھ کر متعین تعداد میں، متعین مدت تک متبدعانہ انداز پر قرآن کی کسی آیت یا اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کسی نام کی رٹ لگاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس آیت یا اس نام کا کوئی خاص خادم ہے، پھر اس سے استغاثہ وفریاد کرتے اور اسے پکارتے ہیں ، اور جیسے ہی اس جگہ سے اٹھتے ہیں شیطان آکر ان پر سوار ہو جاتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مطلب یہ ہے کہ وہ اہل بدعت وضلالت جن کے یہاں غیر مشروع قسم کا زہد وتقویٰ اور عبادت پائی جاتی ہے، اور بعض اوقات ان سے مکاشفات ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے غیر معمولی اثرات بھی محسوس کیے جاتے ہیں۔ وہ ان شیطانی جگہوں میں بکثرت پناہ لیتے ہیں جہاں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ انہی جگہوں میں ان پر شیطان اترتے ہیں اور جس طرح شیطان کاہنوں سے ہمکلام ہوتے ہیں اسی طرح ان سے بھی گفتگو کرتے ہیں''۔ ①

چوتھی حالت: انسان پر جن کا ظلم:

کبھی جن بے سبب محض ظلم وسرکشی میں انسان کو اذیت پہنچاتا ہے، جس طرح

① مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ:41/19۔
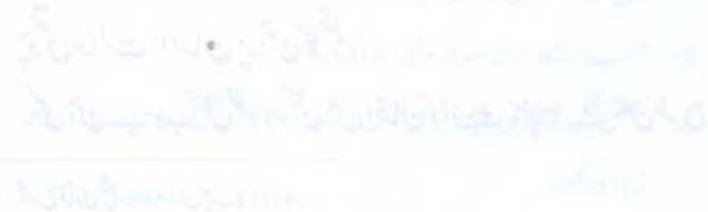
بعض بیوقوف انسان جنات پر ظلم کر بیٹھتے ہیں۔

پانچویں حالت: انسان پر جنات کا عاشق ہونا:

کبھی جن کو انسان سے عشق ہو جاتا ہے اور وہ اسے طلب کرنے لگتا ہے، جیسا کہ خود انسانوں میں باہم عشق ہو جاتا ہے، چنانچہ اس عشق وطلب میں جن اپنے معشوق انسان پر سوار ہو جاتا ہے۔

چھٹی حالت: انسان سے جن کا انتقام لینا:

کبھی انسان غیر شعوری طور پر جنات کو تکلیف پہنچاتا ہے، مثلاً اس کے اوپر گر پڑتا ہے، یا اس پر پتھر پھینک دیتا ہے، یا پیشاب کر دیتا ہے، یا گرم پانی ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ انتقام کے طور پر جن بھی اس کو اس کی غلطی سے زیادہ تکلیف پہنچا دیتا ہے۔

انسان کو جنات لگنے کے عوارض وحالات

جن لوگوں نے اس موضوع پر لکھا ہے انہوں نے جنات لگنے کے کچھ عوارض وحالات ذکر کئے ہیں۔ یہ عوارض وحالات حقیقی بھی ہو سکتے ہیں، لیکن یہ انتباہ ضروری ہے کہ ان میں سے بعض عوارض وحالات انسان کو کچھ مخصوص اسباب مثلاً مسلسل اور طویل بیداری اور وہم وغیرہ کی بنا پر بھی پیش آ سکتے ہیں، اسی طرح ان عوارض وحالات کا معاینہ کرتے وقت نفس کے اندر شیطان جو وسوسہ ڈالتا ہے اس سے احتراز کرنا بھی لازم ہے۔

لوگوں نے ان عوارض وحالات کی دو قسمیں بنائی ہیں:

(1) بیداری کی حالت میں پیش آنے والے عوارض وحالات۔

(2) نیند کی حالت میں پیش آنے والے عوارض وحالات۔

بیداری کی حالت میں پیش آنے والے عوارض وحالات:

1- انسان کا عبادت، اطاعت، ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن سے اعراض کرنا۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾

''اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ انہیں راہ سے روکتے ہیں اور یہ اس خیال میں رہتے ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں''۔ ①

2- انسان کا اپنے تصرفات یعنی اقوال وافعال اور حرکات وسکنات میں مخبوط الحواس ہو جانا، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے''۔ ②

3- ایسی بیہوشی جس کا کوئی طبی سبب نہ ہو۔ شیطانی بیہوشی کی کچھ علامات ہوتی ہیں۔

4- جسم کے کسی عضو کا ایسا شل ہو جانا جس کا کوئی طبی سبب نہ ہو۔

5- بہت جلد غصہ ہونا اور رونا بغیر کسی واضح سبب کے۔

6- انسان کا بیت الخلاء میں دیر تک بیٹھے رہنا اور اپنے نفس سے باتیں کرنا۔

7- سر میں مسلسل درد محسوس کرنا، خواہ پورے سر میں یا آدھے سر میں، اور اس درد کا کوئی طبی سبب نہ ہو اور نہ ہی مسکن دوائیں کارگر ثابت ہوں۔

---

① الزخرف:37,36۔

② البقرۃ:275۔

8- عورتوں کی ماہواری کی بے قاعدگی۔

9- میاں بیوی کے طبی اعتبار سے اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہونے کے باوجود اولاد کا نہ ہونا۔

10- بیداری کی حالت میں جنات لگنے کے عوارض وحالات ان کے علاوہ بھی ہیں، لیکن وہ زندگی کے دیگر مسائل کے ساتھ جوڑے جا سکتے ہیں۔ مثلاً کسی لڑکی یا لڑکے کی منگنی کا بار بار ٹوٹ جانا، یا ہمبستری کے وقت عورت کا انتہائی گھٹن محسوس کرنا۔

نیند کی حالت میں پیش آنے والے عوارض وحالات:

1- خوفناک ڈراونے خواب، مختلف قسم کے جانور اور مختلف شکلوں کا دیکھنا، بلندی سے نیچے گرنا، عجیب وغریب قسم کے انسانوں اور سانپوں کا دیکھنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے، اسی طرح کبھی انسان اس طرح کا خواب مسلسل دیکھتا ہے کہ کوئی عورت اس سے صحبت کرانا چاہتی ہے یا اس کے برعکس وہ کسی عورت سے صحبت کرنا چاہتا ہے، یا کوئی شخص اسے دھمکی دے رہا ہے۔

2- بے خوابی، بے چینی اور نیند کی حالت میں گھبرا کر اٹھنا۔

3- نیند کی حالت میں بلند آواز سے باتیں کرنا، یا سسکنا اور آہیں بھرنا۔

تنبیہ: اگر کسی کو ان عوارض وحالات میں سے کوئی چیز پیش آ جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے جن لگ گیا ہے، اس لیے قرآن کے ذریعہ دم کیے بغیر کوئی شخص یہ فیصلہ نہیں کر سکتا ہے کہ فلاں شخص پر جن کا اثر ہے، کیونکہ مذکورہ عوارض و حالات جن لگنے کے لیے قطعی دلیل کی حیثیت نہیں رکھتے۔

معالج کے اوصاف وشرائط

1-اس علاج کے سیکھنے اور کرنے میں اللہ تعالی کے لیے اخلاص نیت:

معالج کو اس بات سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیے کہ اس علاج کے سیکھنے کا مقصد دنیوی فوائد کا حصول ہو، سنن ابوداود اور سنن ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا، مِمَّا يُبْتَغَىٰ بِهِ وَجْهُ اللهِ، لا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

"جس نے کوئی ایسا علم حاصل کیا جس سے اللہ تعالی کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے، اس کے علم حاصل کرنے کا مقصد صرف دنیوی فائدے کا حصول ہو، تو ایسا شخص قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا"۔ ①

2-علم:

علم کی دو قسمیں ہیں، ایک شرعی علم جو علم توحید اور حلال وحرام کی معرفت کے علم پر مشتمل ہے تاکہ بندہ بدعات کا شکار نہ ہو، اور دوسرا مادی علم، جس سے لوگوں کے حالات کو جانا جاتا ہے، معالج کے اندر ان دونوں علموں کا پایا جانا ضروری ہے۔

3-تجربہ:

یعنی ایسا تجربہ جس سے اس کے اندر علاج کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

① یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھیں صحیح الجامع للشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ حدیث نمبر: 6159۔

تجربہ میں یہ چیزیں بھی شامل ہیں: جن وشیاطین کے احوال اور ان کے داخل ہونے کی جگہوں کی معرفت اور ان کے ساتھ تعامل کی کیفیت کا علم، اسی طرح مریض کی حالت سے واقفیت اور اس بات کی معلومات کہ وہ اللہ عزوجل سے کتنا قریب ہے۔

4- زہد وتقوی:

معالج کے لیے ضروری ہے کہ وہ پرہیز گار اور اپنے ظاہر وباطن میں دیندار ہو، نیز اطاعت کے ان اعمال کا پابند ہو جن کے ذریعہ وہ شیطان کو ذلیل وخوار کر سکے۔

5- راز کی حفاظت:

کیونکہ اس علاج میں لوگوں کے راز، ان کی عزت وآبرو اور ان کی پوشیدہ باتوں سے واقفیت مطلوب ہوتی ہے۔

6- نفسیاتی امراض کا علم:

کیونکہ نفسیاتی امراض بہت سے جناتی امراض سے مشابہت رکھتے ہیں، اور بعض لوگ نفسیاتی امراض اور جن کے اثر یا جادو کے درمیان تفریق نہیں کر پاتے۔

مرض کی تشخیص کیسے کریں؟:

جنات کی طرف سے پیش آنے والے مرض کا سبب جاننے کے لیے اس کی تشخیص ضروری ہے، جس طرح ان امراض کی تشخیص کی جاتی ہے جن کا کوئی طبی سبب ہوتا ہے۔ جب معالج کو یہ معلوم ہو جائے کہ جنات لگنے کا سبب کیا ہے تو اسی کی بنیاد پر اس کا علاج کرے۔ چنانچہ اگر انسان کو جادو کے ذریعہ جن لگا ہے تو جادو کے لیے خاص علاج سے اسے دفع کیا جائے گا، اگر نظر بد کے ذریعہ مرض لاحق ہوا ہے تو نظر بد کے لیے خاص علاج استعمال کیا جائے گا، اسی طرح ہر مرض کے اعتبار سے اس

کے مناسب حال علاج استعمال کیا جائے گا۔

مرض کا سبب جاننے کے لیے علاج کی فضا ہموار کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ جس جگہ علاج کرنا ہے اسے اللہ عزوجل کی معصیت ونافرمانی کی ہر چیز سے پاک وصاف کر دیا جائے، اگر وہاں دیوار پر تصویریں آویزاں ہوں تو انہیں ہٹا دیا جائے، اور اگر لہو ولعب کے ساز وسامان ہوں تو انہیں دور کر دیا جائے، پھر علاج شروع کرنے سے پہلے مریض کو مختصر نصیحت کی جائے تا کہ علاج قبول کرنے کے لیے وہ نفسیاتی طور پر تیار ہو جائے، مریض اگر عورت ہے تو شرعی پردہ کرنے کی نصیحت کی جائے، ساتھ ہی اس کے محرم کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔

مرض کی تشخیص میں معالج کے تجربہ کا بڑا اہم رول ہوتا ہے، چنانچہ وہ مریض کی حالت اور اللہ عزوجل سے اس کی قربت کی معرفت حاصل کر کے، مریض سے بعض سوالات کر کے اور وہ جس مرض کا شکار ہے اس کی نوعیت کا پتہ لگا کر مرض کی تشخیص کرتا ہے، مریض سے کئے جانے والے سوالات ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتے ہیں، کیونکہ جو سوالات مرد سے کئے جائیں گے وہ عورت سے کئے جانے والے سوالات سے مختلف ہوں گے۔ جو سوالات ایک شادی شدہ شخص سے کئے جائیں گے وہ غیر شادی شدہ سے کئے جانے والے سوالات کے علاوہ ہوں گے اور جو سوالات بچے سے کئے جائیں گے وہ بڑے سے کئے جانے والے سوالات سے مختلف ہوں گے۔

غرضیکہ مریض کی حالت، مرض کی نوعیت اور مریض جس تکلیف سے دوچار ہے اس کے اعتبار سے سوالات بھی مختلف ہوں گے، لیکن کچھ عام سوالات ہیں جن کی معالج کو ضرورت پڑ سکتی ہے، ان میں سے ہم بعض کا ذکر کرتے ہیں۔

✦ مریض جس مرض یا تکلیف یا پریشانی کا شکار رہے اس کی نوعیت کیا ہے؟ یہ مرض یا یہ پریشانی کب سے لاحق ہے؟

✦ خوابوں کی نوعیت کیا ہے؟ خوابوں کی نوعیت سے معالج جن لگنے کا سبب جان سکتا ہے کہ آیا یہ انتقام کے طور پر ہے، عشق کی وجہ سے ہے، یا جادو کے سبب ہے۔

✦ کیا مریض اپنے اندر اللہ کے ذکر سے اور قرآن کی تلاوت یا قرآن سننے سے اعراض محسوس کرتا ہے؟ یا اونگھ محسوس کرتا ہے؟

✦ کیا جسم میں یا معدہ کے اندر ایسی تکلیف محسوس کرتا ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی رہتی ہو، یا ہاتھ پیر میں جھکاؤ محسوس کرتا ہے؟

✦ کیا اپنے سینے میں سخت تنگی محسوس کرتا ہے؟

✦ کیا اس کے سر میں مسلسل درد رہتا ہے جو مسکن دواؤں سے دور نہ ہوتا ہو؟

✦ مریض اگر عورت ہے تو کیا اس کی ماہواری مقررہ وقت پر نہیں آتی؟

یہ بعض عام سوالات ہیں جن سے معالج مریض کی پریشانی کا سبب معلوم کر سکتا ہے کہ آیا یہ کسی جادوگر کے تسلط کی وجہ سے ہے یا جن کی ایذا رسانی ہے؟ یا کوئی بیماری نہیں بلکہ صرف آدمی کا وہم ہے؟ یا کوئی نفسیاتی مرض ہے جس میں جنات کا کوئی دخل نہیں؟

ان سوالات کے بعد معالج درج ذیل میں سے کسی ایک نتیجہ پر پہنچے گا:

1- فوراً مرض کا سبب دریافت کر لے گا۔

2- معالج پر معاملہ گڈ مڈ ہو جائے گا۔

معالج جب پریشانی کا سبب دریافت کر لے تو اس کے حسب حال اس کا علاج

شروع کرے، اگر اس کا سبب جنات ہیں تو قرآنی دم پڑھے، اگر اس کا سبب جادو ہے تو جادو سے متعلق قرآنی آیات پڑھ کر دم کرے، اور اسی طرح مریض کے مناسب حال دم پڑھ کر اس کا علاج کرے، اور اگر اس پر معاملہ گڈ مڈ ہو جائے تو مندرجہ ذیل عمل کرے۔

علاج کے مختلف طریقے

دم کرنا:

معالج قرآن پڑھ کر مریض کے اوپر دم کرے، ظالم و سرکش جنات پر اثر انداز ہونے میں معالج کو تقوی اور اللہ عزوجل سے اس کی قربت کا بڑا دخل ہے۔ ابن مفلح حنبلی نے اپنی کتاب ''مصائب الإنسان من مکاید الشیطان'' میں ذکر کیا ہے کہ جس طرح انسان بیہوش ہوتا ہے اسی طرح ایمان سے معمور کسی دل سے قریب ہونے پر شیطان بھی بیہوش ہو جاتا ہے، ابن مفلح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دوسرا ایمان سے معمور دل، یہ دل پورے کا پورا نور ہوتا ہے۔ اس نور کی وجہ سے اس کے سینہ میں روشنی ہوتی ہے۔ اس روشنی کی چمک ہوتی ہے، اور اس چمک کا شعلہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جب شیطان اس سے قریب ہوتا ہے تو وہ جل کر راکھ بن جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذکر الٰہی جب دل کے اندر جاگزیں ہو جاتا ہے تو اگر شیطان اس سے قریب ہونا چاہے تو اسی طرح بیہوش ہو جاتا ہے جس طرح انسان سے شیطان کے قریب ہونے کی صورت میں انسان بیہوش ہو جاتا ہے۔ پھر شیاطین اکٹھے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس (شیطان) کو کیا ہو گیا؟ تو جواب ملتا ہے کہ

محل شاہد یہ ہے کہ جنات کو تکلیف پہنچانے میں خود دم کرنے والے کی قوتِ ایمان کا بہت بڑا اثر ہے، کیونکہ ہتھیار کا کارگر ہونا ہتھیار چلانے والے کی طاقت پر منحصر ہے۔ جن آیات کو پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے وہ درج ذیل ہیں:

اسے انسان نے پکڑ لیا ہے''۔①

1:۔سورۂ فاتحہ

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾

''سب تعریف اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا، بدلے کے دن (قیامت) کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کی''۔

2:۔سورۂ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ

① (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: 41/19)۔

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

’’الم۔اس کتاب (کے من جانب اللہ ہونے) میں کوئی شک نہیں،متقیوں کو راہ دکھانے والی ہے۔ جولوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو (مال) دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں‘‘۔

3:-سورۂ بقرہ کی آیات :164,163

﴿ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ؁ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ مَّاۗءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴾

’’تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے۔اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔آسمان اور زمین کی تخلیق، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لیے ہوئے سمندر میں چلنا، اللہ تعالیٰ کا آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو زندہ کر دینا، اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا اور بادل جو آسمان

اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان سب میں عقلمندوں کے لیے (قدرت الٰہی کی) نشانیاں ہیں''۔

4:- سورۂ بقرہ کی آیات: 255-257۔

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ۬ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾

''اللہ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں ہیں، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے

پیچھے ہے، اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی کی وسعت نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے، اور وہ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا ہے نہ اکتاتا ہے، اور وہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت سے واضح ہو چکی ہے، اس لیے جو شخص اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا، اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ ایمان والوں کا کارساز خود اللہ ہے، وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے، اور کافروں کے دوست شیاطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہی لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے"۔

5:- سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات: 286,285

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴾

"رسول ﷺ اس چیز پر ایمان لائے جو ان پر اللہ کی طرف سے نازل کی گئی اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر

اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی کرے وہ اس کے لیے ہے اور جو برائی کرے وہ اس پر ہے، اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو، اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا مالک ہے، پس ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما''۔

6:۔سورۂ آل عمران کی آیات: 19,18

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۛ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾

''اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بیشک اللہ کے نزدیک دین اسلام

ہی ہے، اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد آپس کی سرکشی اور حسد کی بنا پر ہی اختلاف کیا ہے، اور اللہ کی آیتوں کے ساتھ جو بھی کفر کرے تو اللہ اس کا جلد حساب لینے والا ہے"۔

7:- سورۂ اعراف کی آیات: 54-56

﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿٥٤﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾

"بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا، پھر عرش پر مستوی ہوا، وہ رات سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ رات دن کو جلدی سے آ لیتی ہے، اور سورج، چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں، یاد رکھو! اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں والا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ تم لوگ اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑا کے بھی اور چپکے چپکے بھی، بیشک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا، اور دنیا میں اصلاح و درستگی ہو جانے کے بعد فسادات مت پھیلاؤ، اور اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے، بیشک اللہ کی رحمت نیک کام کرنے والوں سے قریب ہے"۔

8:-سورہ مومنون کی آیات : 115-118

﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾

''کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔ اللہ سچا بادشاہ ہے وہ بڑی بلندی والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی عرش کریم کا مالک ہے، اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، بیشک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں اور کہہ اے میرے رب! تو بخش دے اور رحم فرما، اور تو سب مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے''۔

9:-سورہ صافات کی آیات : 1-10

﴿ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿١﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿٢﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿٣﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿٥﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ﴿٦﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿٧﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿٩﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴾

’’قسم ہے صف باندھنے والے (فرشتوں) کی۔ پھر پوری طرح ڈانٹنے والوں کی۔ پھر اللہ کے ذکر (قرآن) کی تلاوت کرنے والوں کی۔ یقیناً تم سب کا معبود ایک ہی ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا اور مشرقوں کا رب وہی ہے۔ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا اور حفاظت کی سرکش شیطان سے۔ عالم بالا کے فرشتوں (کی باتوں) کو سننے کے لیے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے، بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں۔ بھگانے کے لیے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے بھاگے تو (فوراً ہی) اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے‘‘۔

10 :- سورۂ احقاف کی آیات :29-32

﴿ وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۰﴾ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۱﴾ وَ مَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴾

’’اور جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب (نبی) اس کے پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ خاموش ہو جاؤ، پھر جب (قرآن کی تلاوت) ختم ہو گئی تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے۔ کہنے لگے۔ اے ہماری قوم! ہم نے

یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے، جو اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، جو سچے دین کی اور راہ راست کی رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کا کہا مانو اور اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے گا اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کا کہا نہ مانے گا وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا اور نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مددگار رہوں گے، یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں''۔

11:- سورۂ رحمٰن کی آیات: 33-36

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴾

''اے جنات اور انسانوں کے گروہ! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو، بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے۔ پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔ پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے''۔

12:- سورۂ حشر کی آیات: 21-24

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾

''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا، ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غوروفکر کریں۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ چھپے کھلے کا جاننے والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب زور آور اور بڑائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا، اسی کے لیے نہایت اچھے نام ہیں، ہر چیز خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں، اس کی پاکیزگی بیان کرتی ہے، اور وہی غالب حکمت والا ہے''۔

13:- سورۂ جن کی آیات: 1-9

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ يَّهْدِيْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ﴿۲﴾ وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاۗءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴾

''(اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لا چکے، اب ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے، اور بیشک ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے، نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے نہ بیٹا، اور یہ کہ ہم میں سے بیوقوف اللہ کے بارے میں خلاف حق باتیں کہا کرتا تھا، اور ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ انسان اور جنات ہرگز اللہ پر جھوٹی بات نہیں کہہ سکتے۔ بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے، اور انسانوں نے بھی تم جنوں کی طرح گمان کر لیا تھا کہ اللہ کسی کو نہ بھیجے گا اور ہم نے آسمانوں کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے بھرا ہوا پایا اور اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لیے آسمانوں میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے، اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے''۔

14:- سورۂ ہمزہ

﴿ وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ ۝١ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۝٢ يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۝٣ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَةِ ۝٤ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۝٦ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۝٨ فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩ ﴾

’’بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو عیب ٹٹولنے والا، غیبت کرنے والا ہو۔ جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں، یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا، اور تجھے کیا معلوم ایسی آگ کیا ہوگی۔ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہوگی جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی اور ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی بڑے بڑے ستونوں میں‘‘۔

15:- سورۂ اخلاص

﴿ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۝٣ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤ ﴾

’’آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے‘‘۔

16:- سورۂ فلق

﴿ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۝١ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝٣ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۝٤ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝٥ ﴾

’’آپ کہہ دیجیے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور ہر اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے، اور گرہ (لگا کران) میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے‘‘۔

17:- سورۂ ناس

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۥ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴾

’’آپ کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔ لوگوں کے مالک کی پناہ میں۔ لوگوں کے معبود کی پناہ میں۔ وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے‘‘۔

8 مذکورہ بالا آیات کو پڑھ کر دم کرنے کے بعد درج ذیل تین حالات میں سے کوئی ایک حالت پیش آسکتی ہے:

1- مریض پر بیہوشی طاری ہو جائے اور جن گفتگو کرنے لگے۔

2- مریض بیہوش نہ ہو لیکن اس پر بعض علامات ظاہر ہو جائیں۔

3- مذکورہ دونوں حالتوں میں سے کوئی بھی حالت سامنے نہ آئے، اور اس صورت میں اس کا مرض طبی یا نفسیاتی متصور ہو گا۔

پہلی حالت: جب مریض پر بیہوشی طاری ہو جائے اور جن گفتگو کرنے لگے تو

آپ اس سے درج ذیل سوالات کریں:

1- تمہارا نام کیا ہے؟

2- تمہارا دین کیا ہے؟

3- تمہارے لگنے کی کیا وجہ ہے؟

اگر اس کے لگنے کی وجہ کوئی ایسا منکر کام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تو اسے بتایا جائے کہ یہ کام حرام ہے تا کہ اس پر حجت قائم ہو جائے، اسی طرح اسے یہ بھی بتایا جائے کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اور اللہ کے رسول ﷺ کا فیصلہ نافذ کیا جائے گا جنہیں اللہ نے تمام انس و جن کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

لیکن اگر اس کے لگنے کی وجہ انسان سے انتقام اور بدلہ لینا ہے تو بتایا جائے کہ اس انسان نے عمداً تمہیں تکلیف نہیں دی ہے اور جو عمداً کسی کو تکلیف نہ دے وہ سزا کا مستحق نہیں اور اگر انسان نے اپنے گھر اور اپنی ملکیت میں کوئی کام کیا جس سے جن کو تکلیف پہنچی ہے تو یہ بتایا جائے کہ گھر اس کی ملکیت ہے اور اسے اس میں ہر جائز تصرف کا حق ہے، اور تمہیں انسان کی اجازت کے بغیر ان کی ملکیت (گھر) میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ معالج اسی طرح جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ سناتا رہے، اس پر حجت قائم کرتا رہے، اسے معروف کا حکم دیتا رہے اور منکر سے روکتا رہے، جس طرح انسان کے ساتھ کیا جاتا ہے، کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴾

''اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ رسول بھیج دیں''۔ ①

نیز ارشاد فرمایا:

---

① بنی اسرائیل: 15۔

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ﴾

''اے جنات اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کرتے اور تم کو اس آج کے دن کی ملاقات کی خبر دیتے؟''۔ ①

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھروں کے اندر پائے جانے والے سانپ کو جب تک تین دن تک تنبیہ نہ کر دی جائے، قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حدیث موجود ہے، کیونکہ جس طرح انسان کو ناحق قتل کرنا ناجائز ہے اسی طرح جنات کو بھی ناحق قتل کرنا ناجائز ہے، ظلم ہر صورت حرام ہے۔ اس لیے کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی پر ظلم کرے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

اگر وعظ ونصیحت کے ذریعہ جن راہ راست پر آ جائے تو بڑی اچھی بات ہے، ورنہ معالج کو حق ہے کہ اسے ڈانٹ ڈپٹ کرے، دھمکی دے، اور لعن طعن اور سب وشتم کرے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

«أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ»

''میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں''

پھر فرمایا:

«أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللهِ»

''میں تم پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں''

---

① الانعام:130۔

آپ نے تین بار یہی الفاظ دہرائے اور اس طرح اپنا ہاتھ آگے بڑھایا گویا کوئی چیز پکڑ رہے ہوں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کی زبان مبارک سے ایسے الفاظ سنے جو اس سے پہلے کبھی نہ سنے تھے اور آپ کو اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے دیکھا، آپ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ عَدُوَّ اللهِ إِبْلِيسَ، جَاءَ بِشِهَابٍ مِنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي. فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ، وَاللهِ! لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ»

''اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک شعلہ لے کر آیا تاکہ اسے میرے چہرے پر رکھ دے، تو میں نے تین بار کہا: ''أعوذ باللہ منک'' میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ اسے پکڑ لوں، اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ بندھا ہوا ملتا اور اہل مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھلواڑ کرتے''۔①

اس حدیث میں شیطان سے پناہ مانگنے اور اس پر اللہ کی لعنت بھیجنے کا ذکر ہے۔ اگر دم کے ذریعہ یا امر ونہی، ڈانٹ ڈپٹ، لعن طعن اور سب وشتم کے ذریعہ جنات انسان کے جسم سے نکل جائے تو مقصد حاصل ہے۔ بھلے ہی اس کے نتیجہ میں جنات کسی مرض کا شکار ہو جائے یا مر جائے، کیونکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہے، اور معالج اس عمل پر اجر وثواب کا مستحق ہے، کیونکہ اس میں مظلوم انسان کو مصیبت سے نجات دلانا ہے، مظلوم کی مدد کرنا مستحب ہے۔ شریعت میں اس کا حکم دیا

---

① صحیح بخاری: 461، صحیح مسلم: 542 یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

گیا ہے۔

صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

«أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ ، أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ ، أَوِ الْمُقْسِمِ ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمَ، أَوْ عَنْ تَخَتُّمٍ بِالذَّهَبِ، وَعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ»

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا ہے اور سات باتوں سے منع فرمایا ہے، آپ نے ہمیں مریض کی عیادت کرنے، جنازہ کے ساتھ جانے، چھینکنے والا (الحمد للہ کہے تو اس) کا جواب دینے (یعنی یرحمک اللہ کہنے) قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، دعوت دینے والی کی دعوت قبول کرنے اور سلام کو عام کرنے کا حکم دیا ہے، اور ہمیں سونے کی انگوٹھی، چاندی کے برتن میں پینے، ریشمی زین پوشوں سے، قسّی، استبرق، اور دیباج (یہ سب ریشمی کپڑے کی اقسام ہیں) کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا''۔ ①

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا»

''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم''۔

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس کے مظلوم ہونے کی صورت میں تو میں

① صحیح بخاری: 1239، صحیح مسلم: 2066۔

اس کی مدد کروں گا، لیکن ظالم ہونے کی صورت میں کیسے اس کی مدد کروں؟ فرمایا:

«تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ ، فَذَلِكَ نَصْرُكَ إِيَّاهُ»

''تم اسے ظلم سے روکو، یہی تمہارا اس کی مدد کرنا ہے''۔

نیز اس میں مظلوم کو پریشانی سے نجات دلانا ہے۔①

اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَىٰ مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ»

''جو کسی مسلمان کی دنیا کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کردے اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور فرمائے گا، اور جو کسی تنگدست کے لیے آسانی کردے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا وآخرت میں آسانی فرمادے گا، اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کردے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے''۔②

اور صحیح مسلم میں ہی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

«مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ»

''تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو اسے فائدہ پہنچا

① بخاری: 2443۔ ② صحیح مسلم: 2699

دے"۔ ①

یہ سارے نصوص معالج کو اس بات کی ترغیب دلاتے ہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا دفاع کرے۔ معالج کو جن سے ایسے سوالات نہیں کرنے چاہئیں جن کا کوئی فائدہ نہ ہو، اور نہ ہی ضرورت سے زائد اس سے گفتگو کرنی چاہیے اور اس کے درج ذیل اسباب ہیں:

زیادہ سوال کرنے سے معالج شیطان کے پھندے میں آکر خود پسندی بڑائی اور کبر وغرور کا شکار ہو سکتا ہے۔

ان سوالات میں کوئی ایسا سوال بھی ہو سکتا ہے جس سے جن یہ اندازہ لگالے کہ معالج زیادہ تجربہ کار نہیں ہے، چنانچہ وہ مریض کو چھوڑنے سے انکار کر سکتا ہے۔

مریض کی بیہوشی جتنی ہی طویل ہوگی ہوش میں آنے کے بعد اتنی ہی زیادہ وہ جسمانی تکلیف اور کمزوری محسوس کرے گا۔

جن کو بھگانے کے لیے اگر یہ ساری کوششیں ناکام ہو جائیں تو معالج وہ قرآنی آیات پڑھے جو جن پر اثر انداز ہوتی اور اسے اذیت پہنچاتی ہیں۔ پورا قرآن کریم شفا اور برکت ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴾

"یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے"۔ ②

قرآنی آیات جو جنات کے لیے باعث اذیت ہیں:

---

① مسلم: 2199۔

② الاسراء: 82۔

1-سورۂ فاتحہ:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔ بدلے کے دن (قیامت) کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی''۔

2-آیت الکرسی:

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾

''اللہ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں ہیں، کوئی ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے

اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی (کی وسعت) نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور وہ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے''۔①

3-سورۂ نساء:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١٦٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ﴿١٦٨﴾ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٦٩﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧٠﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿١٧١﴾ لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ﴿١٧٢﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴾

---

① البقرۃ:255۔

''جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے (اوروں کو) روکا وہ یقیناً گمراہی میں دور نکل گئے۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا انہیں اللہ ہرگز ہرگز نہ بخشے گا اور نہ انہیں کوئی راہ دکھائے گا بجز جہنم کی راہ کے جس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے، اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے۔ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر رسول آ گئے ہیں، پس تم ایمان لاؤ تا کہ تمہارے لیے بہتری ہو، اور اگر تم کافر ہو گئے تو اللہ ہی کی ہے ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور اللہ دانا اور حکمت والا ہے۔ اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ اور اللہ پر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو۔ مسیح عیسی ابن مریم علیہ السلام تو صرف اللہ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں، جسے مریم علیہا السلام کی طرف ڈال دیا تھا، اور اس کے پاس کی روح ہیں، اس لیے تم اللہ کو اور اس کے رسول کو مانو اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں۔ اس بات سے باز آ جاؤ کہ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔ مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بندہ ہونے میں کوئی ننگ وعار (یا تکبر وانکار) ہرگز ہو ہی نہیں سکتا اور نہ مقرب فرشتوں کو، اس کی بندگی سے جو بھی دل چرائے اور تکبر وانکار کرے تو اللہ تعالی ان سب کو عنقریب اپنے ہاں اکٹھا کر کے اپنی طرف جمع کرے گا۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں ان کو ان کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائے گا اور

اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا اور جن لوگوں نے ننگ وعار اور سرکشی و انکار سے کام لیا انہیں المناک عذاب دے گا، اور وہ اپنے لیے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے''۔ ①

4-سورۂ مائدہ:

﴿ إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا۟ عَلَيْهِمْ ۖ فَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾

''جو لوگ اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے ، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔ ہاں جو لوگ اس سے پہلے توبہ کر لیں کہ تم ان پر قابو پالو تو یقین مانو کہ اللہ بہت بخشش والا اور رحم وکرم والا ہے''۔ ②

5-سورۂ انعام:

﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِىَ إِلَىَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَىْءٌ

① النساء:167-173۔
② المائدہ:34,33۔

﴿وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ﴾

''اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی، یا یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں، اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور تم اللہ کی بات سے تکبر کرتے تھے''۔ ①

6-سورۂ اعراف:

﴿وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ۙ﴿۴۴﴾ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّۢا بِسِیْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ ۫ لَمْ یَدْخُلُوْهَا وَهُمْ یَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۷﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ

---

① الأنعام:93۔

الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٥١﴾

”اور اہل جنت اہل جہنم کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقعہ کے مطابق پایا، سوتم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا کیا تم نے بھی اس کو واقعہ کے مطابق پایا؟ وہ کہیں گے ہاں، پھر ایک پکارنے والا ان دونوں کے درمیان میں پکارے گا کہ اللہ کی لعنت ہو ان ظالموں پر جو اللہ کی راہ سے اعراض کرتے تھے اور اس میں کجی تلاش کرتے تھے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر تھے اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی، اور اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہوں گے وہ لوگ ہر ایک کو ان کے قیافہ سے پہچانیں گے اور اہل جنت کو پکار کر کہیں گے السلام علیکم! ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور اس کے امیدوار ہوں گے اور جب ان کی نگاہیں اہل جہنم کی طرف پھریں گی تو کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کر اور اہل اعراف بہت سے آدمیوں کو جن کو کہ ان کے قیافہ سے پہچانیں گے، پکاریں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ

آیا۔ کیا یہ وہی ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالی ان پر رحمت نہ کرے گا، ان کو یوں حکم ہوگا کہ جاؤ تم جنت میں، تم پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ تم مغموم ہوگے اور جہنم والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دے دو جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے، وہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالی نے دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کر رکھا ہے۔ جنہوں نے (دنیا میں) اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا تھا اور جن کو دنیاوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا، سو ہم بھی آج ان کو بھول جائیں گے جیسا کہ وہ اس دن کو بھول گئے اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے''۔ ①

﴿ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴾

''اور اکثر لوگوں میں ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا اور اکثر لوگوں کو ہم نے فاسق ہی پایا۔ پھر ان کے بعد ہم نے موسی کو اپنے دلائل دے کر فرعون اور اس کے امراء کے پاس بھیجا، مگر ان لوگوں نے ان (دلائل) کا بالکل حق ادا نہ کیا، سو دیکھیے ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا''۔ ②

7-سورۂ انفال:

﴿ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ

---

① الاعراف: 44-51۔

② الاعراف: 102,103۔

سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾

''اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سوتم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ، میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں، سوتم گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور کو مارو۔ یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے سو بیشک اللہ تعالی سخت سزا دینے والا ہے''۔ ①

8-سورۂ توبہ:

﴿ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ڏ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ۭ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴾

''مشرکین کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک عہد کیسے رہ سکتا ہے سوائے ان کے جن سے تم نے عہد و پیمان مسجد حرام کے پاس کیا ہے۔ جب تک وہ لوگ تم سے معاہدہ نبھائیں تم بھی ان سے وفاداری کرو، بیشک اللہ تعالی متقیوں سے محبت رکھتا ہے''۔ ②

① الانفال:13,12۔

② توبہ:70۔

9-سورۂ ابراہیم:

﴿ وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿١٥﴾ مِّن وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِن مَّاءٍ صَدِيدٍ ﴿١٦﴾ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴾

''اورانہوں نے فیصلہ طلب کیا اور تمام سرکش ضدی لوگ نامراد ہو گئے۔ اس کے سامنے جہنم ہے جہاں وہ پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جسے بمشکل گھونٹ گھونٹ پئے گا۔ پھر بھی اسے گلے سے اتار نہ سکے گا، اور اسے ہر جگہ سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن وہ مرنے والا نہیں، پھر اس کے پیچھے بھی سخت عذاب ہے''۔ ①

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ﴿٤٣﴾ وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا

---

① ابراہیم آیات: 15-17۔

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

''نا انصافوں کے اعمال سے اللہ کو غافل نہ سمجھو، وہ تو انہیں اس دن تک مہلت دیئے ہوئے ہے جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ وہ اپنے سر اوپر اٹھائے دوڑ بھاگ کر رہے ہوں گے۔ خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہیں نہ لوٹیں گی اور ان کے دل خالی اور اُڑے ہوئے ہوں گے۔ لوگوں کو اس دن سے ہوشیار کر دو جب کہ ان کے پاس عذاب آ جائے گا اور ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں بہت تھوڑے قریب کے وقت تک کی ہی مہلت دے کہ ہم تیری بات مان لیں اور تیرے رسولوں کی تابعداری میں لگ جائیں، کیا تم اس سے پہلے بھی قسمیں نہیں کھا رہے تھے کہ تمہارے لیے دنیا سے ٹلنا ہی نہیں اور کیا تم ان لوگوں کے گھروں میں رہتے سہتے نہ تھے جنہوں نے اپنی جانوں پہ ظلم کیا اور کیا تم پر وہ معاملہ کھلا نہیں کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا کچھ کیا، ہم نے (تو تمہارے سمجھانے کو) بہت سی مثالیں بیان کر دی تھیں۔ یہ اپنی اپنی چالیں چل رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ان کی تمام چالوں کا علم ہے، اور ان کی چالیں ایسی نہ تھیں کہ ان سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔ آپ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا، اللہ بڑا ہی غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔ جس دن زمین اس زمین

کے سوا اور ہی بدل دی جائے گی اور آسمان بھی، اور سب کے سب اللہ واحد غلبے والے کے رو برو ہوں گے۔ آپ اس دن گنہگاروں کو دیکھیں گے کہ زنجیروں میں ملے جلے ایک جگہ جکڑے ہوئے ہوں گے۔ ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر بھی چڑھی ہوئی ہوگی۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالی ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ دے، بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ قرآن تمام لوگوں کے لیے اطلاع نامہ ہے کہ اس کے ذریعے سے وہ ہوشیار کر دیے جائیں اور بخوبی معلوم کر لیں کہ اللہ ایک ہی معبود ہے اور تا کہ عقلمند لوگ سوچ سمجھ لیں''۔ ①

10- سورۂ حجر:

﴿ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٦﴾ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ﴿١٧﴾ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ﴾

''یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور دیکھنے والوں کے لیے اسے سجا دیا ہے، اور اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ رکھا ہے۔ ہاں! مگر جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرے تو اس کے پیچھے دہکتا شعلہ لگتا ہے''۔ ②

11- سورۂ اسراء:

﴿ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ

---

① ابراہیم آیات:42-52۔

② الحجر آیات:16-18۔

لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾

''کہہ دیجئے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں، نہ تو تم اپنی نماز بہت بلند آواز سے پڑھو اور نہ بالکل پوشیدہ، بلکہ اس کے درمیان کا راستہ تلاش کر لو، اور یہ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے، نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو، اور تم اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتے رہو''۔ ①

12- سورۂ انبیاء:

﴿وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ﴾

''انہوں نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کا برا چاہا تو ہم نے ان ہی کو ناکام بنا دیا''۔ ②

13- سورۂ دخان:

﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ﴾

① بنی اسرائیل آیات:111,110۔

② الانبیاء:70۔

’’بیشک زقوم (تھوہڑ) کا درخت گنہگار کا کھانا ہے۔ جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔ مثل تیز گرم پانی کھولنے کے۔ اسے پکڑ لو پھر گھسیٹتے ہوئے جہنم کے وسط تک پہنچاؤ۔ پھر اس کے سر پر سخت گرم پانی کا عذاب بہاؤ۔ (اس سے کہا جائے گا:) چکھتا جا، تو تو بڑا ذی عزت اور بڑے اکرام والا تھا۔ یہی وہ چیز ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔ بیشک (اللہ سے) ڈرنے والے امن کی جگہ میں ہوں گے۔ جنتوں اور چشموں میں‘‘۔ ①

14- سورۂ احقاف:

﴿ وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ ۖ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوٓا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا يَا قَوْمَنَآ إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾ يَا قَوْمَنَآ أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٢﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴾

’’اور جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا کہ وہ

---

① الدخان آیات: 43-52۔

قرآن سنیں، پس جب نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ خاموش ہو جاؤ، پھر جب (قرآن) پڑھا جا چکا تو اپنی قوم کو خبر دار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے کہنے لگے: اے ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی ہے، جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، اور سچے دین کی اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا مانو اور اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں المناک عذاب سے پناہ دے گا، اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا، اور نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مددگار ہوں گے۔ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے وہ نہ تھکا، وہ یقیناً مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے؟ کیوں نہ ہو، وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا جس دن جہنم کے سامنے لائے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) کیا یہ حق نہیں ہے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہاں قسم ہے ہمارے رب کی (حق ہے)، (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا: اب اپنے کفر کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو"۔ ①

15-سورۂ حج:

﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ

---

① الاحقاف 29-34۔

مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴾

''یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں، پس کافروں کے لیے تو آگ کے کپڑے بیونت کر کاٹے جائیں گے اور ان کے سروں کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔ جس سے ان کے پیٹ کے اندر کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی اور ان کی سزا کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔ یہ جب بھی وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ کریں گے وہیں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا) آگ کا عذاب چکھو''۔ ①

16- سورۂ مریم:

﴿ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴾

''تیرے رب کی قسم! ہم انہیں اور شیطانوں کو ضرور جمع کریں گے، پھر انہیں جہنم کے اردگرد گھٹنوں کے بل گرتے ہوئے ضرور حاضر کریں گے۔ پھر ہر ہر گروہ سے انہیں الگ نکال کھڑا کریں گے جو اللہ رحمٰن سے بہت اکڑے

① الحج آیات: 19-22۔

اکڑے پھرتے تھے۔ پھر ہم انہیں بھی خوب جانتے ہیں جو جہنم کے داخلے کے زیادہ سزاوار ہیں۔تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمہ قطعی فیصل شدہ امر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو تو بچا لیں گے اور نافرمانوں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے"۔①

17-سورۂ ملک:

﴿ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُومًا لِّلشَّيٰطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۝ وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ إِذَآ أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِن شَيْءٍ ۚ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ كَبِيرٍ ۝ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيٓ أَصْحٰبِ السَّعِيرِ ۝ فَاعْتَرَفُوا بِذَنۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّأَصْحٰبِ السَّعِيرِ ﴾

"بیشک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا اور انہیں شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بنایا اور شیطانوں کے لیے ہم نے آگ کا عذاب تیار کر دیا، اور اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے والوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے، اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے جب اس میں یہ ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑی زوردار آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔قریب ہے کہ وہ غصے کے مارے پھٹ جائے، جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس

① مریم آیات:68-72

سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے: کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے ہاں، کیوں نہیں، ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا، لیکن ہم نے اسے جھٹلایا اور ہم نے کہا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا، تم بہت بڑی گمراہی میں ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے ہوتے یا عقل رکھتے ہوتے تو جہنمیوں میں سے نہ ہوتے۔ پس انہوں نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا، چنانچہ ان جہنمیوں کے لیے دوری ہو"۔ ①

لیکن ان آیات قرآنی کے پڑھنے پر بھی اگر جن سرکشی کرے، اور ان کی اذیت برداشت کر لے، اور مریض کو چھوڑنے سے انکار کر دے، تو معالج درج ذیل طریقہ استعمال کرے۔

عود ہندی کی نسوار لینا:

سرکش جنات کو تکلیف پہنچانے کے لیے عود ہندی کی دھونی دی جاتی ہے۔ مریض ناک سے اس کی نسوار لیتا ہے تو اس کا اثر براہ راست دماغ تک پہنچتا ہے جہاں جن براجمان ہوتا ہے۔ اس سے اس کو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ برداشت نہیں کر سکتا اور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے یا بولنے لگتا ہے اور مریض کے اندر سے نکل جانے اور واپس نہ آنے کا عہد کرتا ہے، احادیث مطہرہ میں عود ہندی کی نسوار لینے کی فضیلت وارد ہوئی ہے، ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں ام قیس بنت محصن سے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

---

① الملک:5-11۔

«عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ: يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ»

''تم اس عود ہندی سے علاج کرو، اس میں سات طرح کی شفا ہے''۔ ①

امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت کیا ہے:

«إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوطُ»

''تمہارا بہترین علاج نسوار لینا ہے''۔ ②

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک باب یہ باندھا ہے:

(بَابُ السَّعُوطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ)

یعنی عود ہندی وعود بحری کی نسوار لینے کا باب۔

ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں:

''عود دو طرح کی ہوتی ہے: ایک عود ہندی (جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے) اور دوسری عود بحری (جس کا رنگ سفید ہوتا ہے) لیکن عود ہندی زیادہ گرم ہوتی ہے، اور یہاں ہماری گفتگو سے وہی مراد بھی ہے، کیونکہ وہی جنات کیلیے تکلیف دہ ہوتی ہے''۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث کے حصہ «فِيهِ سَبْعَةُ أَشْفِيَةٍ» (اس میں سات طرح کی شفا ہے) پر اپنی تعلیق میں فرماتے ہیں:

''حدیث میں سات فائدے میں سے صرف دو فائدے ذکر کئے گئے ہیں، اس کی وجہ یا تو یہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے سات فائدے ذکر فرمائے ہوں لیکن

---

① صحیح بخاری، کتاب الطب، باب السعوط بالقسط الہندی والبحری، حدیث رقم: 5692۔

② سنن ترمذی۔

راوی نے بیان کرنے میں اختصار سے کام لیا ہو، یا خود رسول اللہ ﷺ نے صرف دو ہی فائدے ذکر فرمائے ہوں کیونکہ اس وقت انہی دونوں کا وجود تھا۔ اطباء نے عود ہندی کے سات سے زائد فائدے بتائے ہیں۔ لیکن بعض شراح حدیث نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ سات فائدے تو وحی کے ذریعہ جانے گئے ہیں، اور جو ان سات کے علاوہ ہیں ان کی دریافت تجربات سے ہوئی ہے"۔

ابن حجر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حدیث میں مذکور عود ہندی کے سات فوائد طریقہ علاج کے اصول کی حیثیت رکھتے ہوں، کیونکہ اس کو یا تو طلاء کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، یا مشروب بنا کر پیا جاتا ہے، یا اس سے سینکائی کی جاتی ہے، یا نچوڑ کر اس کا تیل نکالا جاتا ہے، یا اس کی دھونی لی جاتی ہے، یا (نسوار کے ذریعہ) ناک میں چڑھایا جاتا ہے، یا منہ کے راستہ سے اندر ٹپکائی جاتی ہے"۔

طلاء مرہم کی ایک قسم ہے۔ اسے تیل میں ملا کر جسم پر ملا جاتا ہے، اسی طرح اس سے سینکائی کرنے کا معاملہ بھی ہے، اور پینے کے لیے اسے پیس کر شہد یا پانی وغیرہ میں ملا کر پیا جاتا ہے، اسی طرح اس کا نچوڑنا بھی واضح ہے، اور ناک میں چڑھانے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے پیس کر تیل میں ملایا جاتا ہے اور پھر ناک میں ٹپکایا جاتا ہے، اسی طرح اس کی مالش بھی کی جاتی ہے، اور دھونی لینے کی بات تو معلوم ہے۔

پھر مذکورہ ساتوں فوائد میں سے ہر ایک فائدے کے تحت مختلف بیماریوں کا علاج ہے، اور چونکہ آپ ﷺ کو جوامع الکلم سے نوازا گیا تھا اس لیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں"۔ ①

① فتح الباری، کتاب الطب: 157/10۔

عود ہندی کی نسوار لینے کا طریقہ:

ایک اوقیہ (قریبا 140 گرام) عود ہندی لی جائے اور اسے کوٹ کر باریک پیس لیا جائے حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں نسوار لینے کا طریقہ ذکر کیا ہے، فرمایا:

''انسان پیٹھ کے بل لیٹ جائے اور دونوں کندھوں کے درمیان کوئی چیز رکھ لے جس سے کندھے اوپر ہو جائیں اور سر نیچے ہو جائے، پھر پانی یا تیل میں عود ملا کر اس کی ناک میں ٹپکائی جائے، تا کہ یہ دماغ تک پہنچ جائے اور چھینک کے ذریعہ دماغ کے اندر موجود مرض کو باہر نکال لائے''۔ ①

اس طریقہ علاج سے جنات عموماً بھاگ ہی جاتے ہیں، لیکن اگر وہ نکل جائے پھر کسی سبب سے دوبارہ واپس آجائے، مثلاً مریض کے جسم کے اندر اس کے داخل ہونے کا کوئی قوی سبب ہو، تو مریض درج ذیل سورتیں کیسٹ میں ریکارڈ کر کے انہیں سنیں:

«الفَاتِحَة، الْبَقَرَة، آلِ عِمْرَانَ، التَّوْبَة، يٰسٓ، الصَّافَّات، الدُّخَان، قٓ، الرَّحْمٰن، الْمُلْك، الْجِن، الْكَافِرُون، الْإِخْلَاص، الْفَلَق، النَّاس»

مذکورہ پروگرام شروع کرنے کے ساتھ ہی مریض پر کیا واجب ہے:

اول: مریض پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو مضبوط رکھے، صبر کا دامن پکڑے رہے اور ناامیدی کا شکار نہ ہو، اور یہ بھی ذہن نشین رکھے کہ آزمائش پر صبر کرنا، قضا

---

① فتح الباری: 155/10۔

وقدر پر ایمان کا ایک لازمہ ہے، اور قضا وقدر پر ایمان لانا، ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

اسی طرح مریض کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ اسے جو مصیبت وپریشانی لاحق ہوئی ہے، آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے سے اللہ عزوجل کو اس کا علم ہے اور اسی نے اسے مقدر فرمایا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾

''کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے، یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے، اللہ تعالی پر تو یہ امر بالکل آسان ہے''۔①

نیز اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ ﴾

''نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، یہ کام اللہ تعالی پر بالکل آسان ہے۔ تاکہ تم لوگ اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اترا جاؤ''۔②

---

① الحج:70۔

② الحدید:22-23۔

بندہ جب یہ جان لے کہ اسے جو مصیبت لاحق ہوئی ہے وہ اللہ سبحانہ کے علم اور اس کی مقرر کردہ تقدیر سے ہے تو اس پر ایمان رکھنا، صبر کرنا، خوش رہنا اور اللہ کی مقرر کردہ تقدیر کو تسلیم کر لینا واجب ہے۔ بندے کی طرف سے جب ایمان اور تسلیم ورضا حاصل ہو جائے تو اللہ تعالی اس کے دل کو ہدایت سے نوازتا ہے اور اسے راضی، طالب اجر و ثواب اور صابر و شاکر بنا دیتا ہے، پھر جسے ہدایت قلب نصیب ہو جائے اس کا نفس مطمئن ہو جاتا ہے اور اس کے دل کو انشراح حاصل ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴾

''کوئی مصیبت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتی، اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت سے نوازتا ہے، اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے، اور اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو، پس اگر تم اعراض کرو تو ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے''۔①

اس پر بندے کے لیے جو چیز مددگار ہو سکتی ہے وہ ہے اللہ کے قضا و قدر پر ایمان رکھنا اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ بندہ اس زندگی میں اپنے کسی بھی امر کا مالک نہیں، بلکہ اپنے کسی خاص ترین امر کا بھی مالک نہیں، نہ اپنی روزی کا، نہ زندگی کا، اور نہ ہی اپنی شقاوت اور سعادت کا، کیونکہ یہ سب اس کے لیے مقدر کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ

---

① التغابن: 11-12۔

صادق ومصدوق ہیں۔ بیان فرمایا:

«إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَوَاللهِ! إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوِ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ بَاعٍ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعَيْنِ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا»

''تم میں سے (ہر) ایک شخص کی خلقت (کی تفصیل) یہ ہے کہ وہ اپنی ماں کے شکم میں چالیس روز تک نطفہ کی شکل میں رہتا ہے، پھر اسی مدت کے برابر خون کا لوتھڑا رہتا ہے، پھر اسی مدت کے بقدر گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے، پھر اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم ملتا ہے: اس کی روزی، اس کی مدت زندگی اور اس کا عمل لکھ دے، اور یہ بھی کہ وہ بد بخت ہوگا یا نیک بخت۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! ایک شخص جنتیوں کا عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے، پھر اس پر کتاب (تقدیر) غالب آجاتی ہے اور وہ جہنمیوں کا عمل کرنے لگتا

ہے اور جہنم میں پہنچ جاتا ہے، اور ایک شخص جہنمیوں کا عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے، پھر اس پر کتاب (تقدیر) غالب آجاتی ہے اور وہ جنتیوں کا عمل کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ①

جس شخص کو مصیبت لاحق ہے اسے یہ بھی جاننا چاہیے کہ اللہ کی مدد صبر کے ساتھ ہے، اور تکلیف کے بعد آرام حاصل ہوتا ہے، اور تنگی کے ساتھ ہی آسانی نصیب ہوتی ہے، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا، یا آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا:

«يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ»

''اے لڑکے میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں: تم اللہ (کے احکام) کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ (کے احکام) کی پابندی کرو اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے، جب مانگو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد طلب کرو تو

① متفق علیہ، صحیح بخاری: 6594 و صحیح مسلم: 2643۔

اللہ سے طلب کرو، اور یہ جان لو کہ پوری امت مل کر اگر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ تعالی نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر پوری امت مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو اتنا ہی نقصان پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ نے تم پر لکھ دیا ہے، تقدیر کے قلم اٹھائے جا چکے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں''۔ ①

اور بعض روایات میں ہے:

«تَعَرَّفْ إِلَى اللهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا»

''تم اللہ کو آسانی میں پہچانو وہ تمہیں سختی کے وقت پہچانے گا، اور یہ جان لو کہ جس مصیبت سے تم بچ گئے وہ تمہیں لاحق ہونے والی نہ تھی، اور جو مصیبت تمہیں لاحق ہوئی اس سے تم بچنے والے نہ تھے، اور یہ بھی جان لو کہ اللہ کی مدد صبر کے ساتھ ہے، اور تکلیف کے بعد آرام حاصل ہوتا ہے اور تنگی کے ساتھ ہی آسانی نصیب ہوتی ہے''۔②

اللہ تعالی نے صبر کرنے والوں کے لیے جس عظیم اجر وثواب اور بلند مرتبہ کا وعدہ فرمایا ہے، مصیبت زدہ شخص کو چاہیے کہ وہ اللہ کے اس وعدہ کو یاد کرتا رہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الرَّجُلَ لَتَكُونُ لَهُ عِنْدَ اللهِ الْمَنْزِلَةُ الْعَالِيَةُ، فَمَا يَبْلُغُهَا

---

① سنن ترمذی:2516، مسند احمد 1/293 نیز دیکھیے دیکھئے: صحیح الجامع للالبانی، حدیث:7957،

② مسند احمد:1/307

بِحُسْنِ عَمَلٍ، فَلَا یَزَالُ اللّٰہُ یَبْتَلِیهِ بِمَا یَکْرَہُ حَتّٰی یُبَلِّغَهُ إِیَّاهَا»

''اللہ تعالی کے نزدیک آدمی کا کوئی بلند مقام ہوتا ہے جسے وہ حسن عمل کے ذریعے نہیں پا سکتا تو اللہ تعالی مصیبتوں کے ذریعہ اس کی آزمائش کرتا رہتا ہے (جس پر وہ صبر کرتا ہے) یہاں تک کہ اللہ اسے اس مقام تک پہنچا دیتا ہے''۔①

دوم: اسی طرح مریض پر واجب ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ شفا عطا کرنے والی ایک اللہ واحد کی ذات ہے، اور دم کرنا تو محض شفا کے لیے مشروع اسباب اختیار کرنے کے قبیل سے ہے، نیز دم میں اصل چیز پڑھی جانیوالی دعا-یعنی اللہ عزوجل کا کلام- ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے''۔②

غرضیکہ دم میں اصل چیز پڑھی جانے والی دعا ہے، نہ کہ پڑھنے والا شخص (معالج) ہے، لہذا دل کو شخصیات سے وابستہ نہیں کرنا چاہیے۔

سوم: مریض پر واجب ہے کہ وہ دل جمعی کے ساتھ اللہ سے دعا کرے، قبولیت دعا کی شرائط مکمل ہوں تو دعا مصیبت دفع کرنے کے قوی ترین اسباب میں سے ہے اور ایک مفید ترین علاج بھی ہے، دعا مصیبت اور بلا کی دشمن ہے، یہ مصیبت ٹالتی اور اس کا علاج کرتی ہے، مصیبت آنے سے روکتی ہے، اور مصیبت نازل ہو جائے تو

① صحیح ابن حبان:7/ 2908 ومستدرک حاکم:1/ 334 وانظر الصحیحۃ:2599۔

② بنی اسرائیل:82۔

اسے ٹالتی اور اس کا علاج کرتی ہے، اور دعا مومن کا ہتھیار بھی ہے۔

اصرار کے ساتھ دعا کرنا مرض روکنے کے لیے ایک بہت ہی قوی ہتھیار ہے، اور مرض لاحق ہو جانے کے بعد یہی چیز اسے دور کرنے کا سبب بھی ہے، چنانچہ امام حاکم نے اپنی مستدرک میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يُغْنِي حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ، وَالدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، وَإِنَّ الْبَلَاءَ لَيَنْزِلُ فَيَلْقَاهُ الدُّعَاءُ فَيَعْتَلِجَانِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»

''محض بچاؤ تقدیر سے بچا نہیں جا سکتا، اور دعا نازل شدہ مصیبت دور کرنے میں بھی مفید ہے اور غیر نازل شدہ مصیبت سے بچنے کے لیے بھی، اور بلا نازل ہو رہی ہوتی ہے کہ دعا اسے پا لیتی ہے، پھر وہ دونوں قیامت تک باہم لڑائی کرتے رہتے ہیں''۔ ①

مسلمان کو چاہیے کہ وہ حاضر دل کے ساتھ دعا کرے، غافل دل سے دعا نہ کرے ورنہ کمزور دل سے نکلنے کی وجہ سے دعا بھی کمزور ہوگی اور اس دل کی مثال انتہائی کمزور اور نرم کمان کی ہوگی جس سے نکلنے والا تیر بالکل بے جان ہوتا ہے۔

اس بارے میں ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ»

---

① مستدرک حاکم: 1/ 492، یہ حدیث حسن ہے، دیکھیے: صحیح الجامع، حدیث: 7739۔

’’تقدیر کو صرف دعا ہی ٹال سکتی ہے، اور عمر میں صرف احسان وبھلائی ہی اضافہ کر سکتی ہے، اور آدمی خود کردہ گناہ کی وجہ سے روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے‘‘۔ ①

اسی طرح بندے کو چاہیے کہ دعا کے قبول ہونے کے لیے جلد بازی نہ کرے، دعا ترک نہ کر دے اور یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی تو میری دعا قبول نہ ہوئی، صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ، يَقُولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي»

’’تم میں سے کسی کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ جلد بازی نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی تو میری دعا قبول نہ ہوئی‘‘۔ ②

اور صحیح مسلم میں ہے کہ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! ’’استعجال‘‘ یعنی جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

«يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيبُ لِي، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ، وَيَدَعُ الدُّعَاءَ»

’’بندہ یہ کہے کہ میں نے دعا کی اور خوب دعا کی، لیکن میں نے دیکھا نہیں کہ میری دعا قبول ہو رہی ہو، اسی پر بندہ تھک جائے اور دعا کرنا بند کر دے‘‘۔ ③

اللہ کی طرف دست دعا بلند کرنے والے شخص کو یہ بھی چاہیے کہ اپنے کھانے پینے اور لباس و پوشاک میں حلال کا قصد کرے۔ امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

① سنن ابن ماجہ: 4022۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’إن الرجل‘‘ والے جملہ کے سوا حدیث حسن ہے۔
② صحیح بخاری: 6340 ③ صحیح مسلم: 2735

کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ﴾

"اے لوگو! اللہ پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے، اور اللہ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے، فرمایا: اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو"۔ ①

اس کے بعد آپ ﷺ نے اس آدمی کا ذکر فرمایا جو پراگندہ سر اور غبار آلود حالت میں لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اے رب! اے رب! کی رٹ لگاتا ہے، لیکن اس کا کھانا حرام کا، اس کا لباس حرام کا اور جس غذا سے اس کی پرورش ہوئی ہے وہ بھی حرام کی ہے تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہوگی۔

اسی طرح انسان کو چاہیے کہ وہ قبولیت دعا کے چھ اوقات میں دعا کرنے کی کوشش کرے، وہ اوقات یہ ہیں:

1- رات کا آخری تہائی حصہ۔
2- اذان کے وقت۔
3- اذان اور اقامت کے درمیان۔
4- فرض نمازوں کے بعد۔
5- جمعہ کے دن امام کے منبر پر چڑھنے کے وقت، یہاں تک کہ اس دن کی تمام نمازیں ادا کر لی جائیں۔

① البقرة:172۔ صحیح مسلم:1015، سنن الترمذی:2989۔

6- جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد کی آخری گھڑی۔

اور آخری بات یہ ہے کہ دعا کرتے وقت اس کا دل خوشی سے لبریز ہو، اور وہ خود رب سبحانہ کے آگے ذلت وعاجزی کا اظہار کر رہا ہو، قبلہ رخ ہو، دونوں ہاتھ بلند کئے ہوئے ہو اور مناسب حال الفاظ میں دعا کر رہا ہو، جسے دعا کرنے کی توفیق مل گئی اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

اسی طرح دعا کرنے والے کو چاہیے کہ وہ باوضو ہو، دعا کے شروع میں اللہ سبحانہ وتعالی کی حمد وثنا بیان کرے، پھر رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجے، پھر اللہ کے اسمائے حسنی اور صفات علیا کا واسطہ دے کر اللہ سے مناجات کرے، پھر اسی ذلت وعاجزی کی حالت میں رو رو کر اللہ عزوجل سے اصرار کے ساتھ سوال کرے، رغبت ورہبت کے ساتھ اسے پکارے، اور اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھے، ایسا ہی وہ بار بار کرے، اور بہتر ہے کہ دعا کرنے سے پہلے وہ اپنی پاکیزہ کمائی اور نفیس ترین مال میں سے کچھ صدقہ کر دے اسکے بعد دعا کرے۔

جب ان تمام امور کی رعایت کے ساتھ دعا کی جائے گی تو وہ دعا بالعموم رد نہیں ہوتی، بالخصوص اگر وہ دعائیں ہوں جن کے بارے میں نبی ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ قبولیت کے زیادہ لائق ہیں اور اللہ کے اسم اعظم پر مشتمل ہیں۔

میں ہر مصیبت زدہ اور ہر مریض بلکہ ہر مسلمان بھائی سے کہتا ہوں کہ ہم میں سے کس شخص کے پاس یہ قوی ہتھیار - یعنی دعا - نہیں ہے؟ لہذا میرے بھائی! دعا کرو اور اس قوی ہتھیار کو استعمال کرو، اشرف المخلوق اور اللہ کے حبیب سیدنا محمد ﷺ کی زندگی تمہارے لیے اسوہ ونمونہ ہے، آپ معصوم عن الخطاء تھے، آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے تھے۔ لیکن آپ دعا فرماتے، اللہ سے عاجزی کرتے

اور دعا کے ساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے، یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی، بلکہ آپ کے کندھوں سے آپ کی چادر گر جاتی۔

چہارم: مریض کثرت سے توبہ واستغفار کرے اور یہ اذکار پڑھے۔

«إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ»

''ہم سب اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں''۔

«لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ»

''اللہ کی توفیق کے بغیر (شر سے بچنے اور نفع حاصل کرنے کی) کوئی طاقت وقوت نہیں''۔

«حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ»

''ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے''۔

پنجم: مریض کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا، اس کا روزانہ کا جو معمول ہے اسے زیادہ کردے اور ہر تین دن میں کم ازکم ایک بار سورہ بقرہ پڑھے۔

ششم: مریض صبح وشام کے اذکار کی پابندی کرے، ان اذکار کو ہم عنقریب اذکار وتعوذات کی علیحدہ فصل میں ذکر کریں گے۔

ہفتم: بقدر استطاعت باوضو رہنے کی کوشش کرے۔

ہشتم: کوئی بھی کام بالخصوص کھانا پینا ''بسم اللہ'' کے بغیر شروع نہ کرے۔

نہم: مریض بعض ایسے مشروع طریقے اختیار کرے جو علاج میں مددگار ثابت ہوتے ہیں مثلاً: قرآن پڑھ کر دم کیا ہوا پانی پینا اور اس سے غسل کرنا، اسی طرح دم کیے ہوئے تیل سے اپنے جسم اور تکلیف کی جگہ اور سینے کی مالش کرنا، میں نے شیخ عبداللہ

بن الجبرین اور شیخ محمد بن صالح العثیمین سے یہ سوال کیا کہ مریض کے لیے پانی پر اور تیل پر قرآن سے دم کرنا کیسا ہے؟ تو ان دونوں حضرات نے جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ایسا کرنا مشروع ہے اور بعض سلف سے ثابت ہے۔

علاج میں مددگار بعض مشروع طریقے یہ ہیں:

آب زمزم پینا۔

حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آب زمزم نوش فرمایا اور کہا:

«إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ» یہ بابرکت پانی ہے۔

اور فرمایا:

«إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ»

''یہ مبارک پانی ہے' اس میں کھانے کا کھانا بھی ہے''۔①

نیز آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

«خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ، فِيهِ طَعَامُ الطُّعْمِ وَشِفَاءُ السُّقْمِ»

''روئے زمین کا سب سے بہتر پانی آب زمزم ہے، اس میں کھانے کا کھانا بھی ہے اور بیماری سے شفا بھی''۔②

اور فرمایا:

---

① صحیح مسلم: 2473۔

② معجم کبیر رقم: 11167، اسے امام طبرانی نے روایت کیا اور منذری کہتے ہیں اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔ دیکھیے سلسلہ احادیث صحیحہ: 1056۔

«مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ، إِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِي بِهِ شَفَاكَ اللهُ، وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِشَبْعِكَ أَشْبَعَكَ اللهُ، وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِقَطْعِ ظَمَئِكَ قَطَعَهُ اللهُ، وَهِيَ هَزْمَةُ جِبْرِيلَ وَسُقْيَا اللهِ إِسْمَاعِيلَ»

''آب زمزم ہر اس مقصد میں مفید ہے جس کے لیے پیا جائے، اگر تم اسے شفا حاصل کرنے کے لیے پیو تو اللہ تمہیں شفایاب کرے گا، اور اگر بھوک مٹانے کے لیے پیو تو اللہ تمہیں آسودگی بخشے گا، اور پیاس کی وجہ سے پیو تو اللہ تمہاری پیاس دور کرے گا۔ یہ جبرئیل امین کی ایڑی کے اثر کا نتیجہ اور اللہ کی طرف سے حضرت اسماعیل کو پلانے کا انتظام تھا''۔ ①

اور حاکم کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

«وَإِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيذًا أَعَاذَكَ اللهُ»

''اور اگر تم اسے پناہ طلب کرنے کی غرض سے پیو تو اللہ تمہیں پناہ میں رکھے گا۔ ابن عباس جب آب زمزم پیتے تو یہ کہتے:

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا وَاسِعًا، وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ»

''اے اللہ میں تجھ سے نفع بخش علم کا، کشادہ رزق کا اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں''۔ ②

امام ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک وقت مجھ پر ایسا آیا کہ میں بیمار پڑ گیا اور میرے پاس نہ کوئی ڈاکٹر تھا نہ دوا تھی، چنانچہ میں نے آب زمزم سے اپنا

① سنن دارقطنی: 1782، مستدرک حاکم، کتاب المناسک (473/1)۔

② دیکھیے: تفسیر قرطبی، سورۂ ابراہیم: 37۔

علاج شروع کیا، ایک گھونٹ زمزم کا پانی لیتا اور قرآن پڑھ کر اسی پر کئی بار دم کرتا، پھر اسے پی لیتا، اسی سے مجھے مکمل شفا ہوگئی، پھر بہت سی بیماریوں میں اسی نسخہ پر اعتماد کرنے لگا، اور اس سے مجھے انتہائی فائدہ ہوتا۔

آب زمزم پینے کا طریقہ:

- مسنون ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر پیا جائے۔
- مسنون ہے کہ تین سانس میں پیا جائے۔
- قبلہ رخ ہو کر پیا جائے۔
- پیٹ بھر کر پیا جائے۔
- پینے کے بعد الحمد للہ کہا جائے۔

ابوملیکہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

کیا تو نے زمزم اسی طرح پیا جو اس کے پینے کا طریقہ ہے؟ اس نے عرض کیا اے ابن عباس! وہ طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: قبلہ رخ ہو کر پیو، بسم اللہ پڑھو، تین سانس میں پیو اور پینے کے بعد الحمد للہ کہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«آيَةُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ : أَنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُونَ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ»

''ہمارے اور ان منافقین کے درمیان فرق یہ ہے کہ یہ لوگ پیٹ بھر کر زمزم نہیں پیتے''۔①

اس حدیث میں وارد لفظ ''تضلع'' کا مطلب ہے پیٹ بھر کر پینا، یہاں تک کہ آدمی آسودہ ہو جائے اور پانی پسلیوں تک پہنچ جائے۔ اگر زمزم دستیاب نہ ہو تو

① سنن البیہقی: 147/5، مستدرک للحاکم: 472/1، نیز دیکھئے: ضعیف الجامع للالبانی: 22۔

پینے کے کسی بھی صاف پانی پر دم کر لیا جائے اور مریض اس میں سے پی لے اور غسل کر لے۔

لوگوں نے آب زمزم پینے کا تجربہ کیا ہے اور امراض سے شفایابی میں اس کا عظیم فائدہ ثابت ہو چکا ہے، یورپ میں ایک بیمار خاتون سے ماہرین علم طب نے کہا کہ اس مرض کی شکار عورت کے لیے شفایابی ممکن نہیں۔ اس کا مرض کینسر تھا جو عورت کے پورے جسم میں پھیل چکا تھا۔ لیکن چند روز تک زمزم پینے اور اس سے غسل کرنے کے بعد وہ عورت اس طرح مکمل شفایاب ہو گئی گویا اسے کوئی مرض تھا ہی نہیں، سچ فرمایا رسول صادق و مصدوق نے:

«فِيهِ طَعَامُ الطُّعْمِ وَشِفَاءُ السُّقْمِ»

''اس میں کھانے کا کھانا بھی ہے اور مرض سے شفا بھی''۔

زیتون کے تیل کی مالش کرنا:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾

''اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا، اس کے نور کی مثال ایک طاق کی طرح ہے، جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے

ہوئے روشن ستارے کے ہو، وہ چراغ ایک بابرکت درخت، زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو، جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے، لوگوں (کو سمجھانے) کے لیے یہ مثالیں اللہ بیان فرما رہا ہے اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے''۔ ①

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْآكِلِينَ ﴾

''اور وہ درخت جو طور سینا پہاڑ سے نکلتا ہے جو تیل نکالتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن کا کام بھی دیتا ہے''۔ ②

نیز اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ﴾
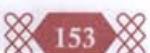
''قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی''۔ ③

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اس آیت سے تمہارا یہی انجیر اور زیتون مراد ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں:

اور زیتون کا درخت ہی شجرۂ مبارکہ (بابرکت درخت) ہے اور حدیث میں ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① النور:35۔

② المؤمنون:20۔

③ التین:1۔

«كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ»

''زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کی مالش کرو، کیونکہ یہ بابرکت درخت سے ہے''۔①

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ائْتَدِمُوا بِالزَّيْتِ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ»

''زیتون کا تیل بطور سالن استعمال کرو اور اس کی مالش کرو، کیونکہ یہ با برکت درخت سے نکلتا ہے''۔②

اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِزَيْتِ الزَّيْتُونِ، فَكُلُوا وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ يَنْفَعُ مِنَ البَاسُورِ»

''تم اپنے لیے زیتون کا تیل لازم کرلو اسے کھاؤ اور اس کی مالش کرو، کیونکہ یہ بواسیر کے لیے مفید ہے''۔③

شفایابی کے لیے زیتون کے تیل کی عجیب خاصیت ہے، اس پر قرآن سے دم کرنے کے بعد مریض اپنے جسم میں تکلیف کی جگہ اس کی مالش کرتا ہے، اسی طرح نظر بد کا شکار اور جادو زدہ شخص بھی اس کی مالش کرسکتا ہے۔

زیتون کا تیل چونکہ چمڑی کو نرم کرتا ہے، اس لیے حبہ سوداء (کلونجی) کے تیل کی بہ نسبت اس کی مالش زیادہ اچھی ہے، کیونکہ کلونجی کے تیل میں گرمی ہوتی ہے۔

---

① صحیح الجامع، حدیث: 4498۔

② یہ حدیث حسن ہے، دیکھئے: صحیح الجامع، حدیث: 18۔

③ اسے ابن السنی نے ''الطب النبوی'' میں روایت کیا ہے' نیز دیکھیے ضعیف الجامع' حدیث: 3784۔

ڈاکٹر حسن شمیسی نے زیتون کے تیل سے متعلق اپنی بحث میں بڑی اچھی گفتگو کی ہے اس کے بہت سے طبی فائدے ذکر کیے ہیں، چنانچہ یہ خشک چمڑے کے لیے بھی مفید ہے اور اس کے اندر تر وتازگی پیدا کرتا ہے، اسی طرح یہ دانوں کا اور ہاتھ اور پیر کی پھٹن کا بھی علاج ہے۔

زیتون کے تیل میں دل کی نالیوں میں خون کے انجماد سے بچاؤ کی خاصیت پائی جاتی ہے، ہائی بلڈ پریشر کے علاج میں بھی مفید ہے، پتے کی پتھری اور شوگر کے مرض میں بھی مفید ہے، غذا کے طور پر بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے اور کولیسٹرول کی مقدار بڑھ جانے میں بھی کارآمد ہے۔ ①

سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

«كُلُوا الزَّيْتُونَ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ»

”زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کی مالش کرو، کیونکہ یہ بابرکت درخت سے ہے“۔

لہٰذا مریض قرآن سے دم کیے ہوئے زیتون کے تیل کی مالش کرے اور معاون سبب کے طور پر دم کیا ہوا پانی پیے اور اس سے غسل کرے۔

مریض اس نسخہ پر عمل کرے، اور حضور قلب اور اللہ کی طرف سچی توجہ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرے اور سنے، اگر جن کی طرف سے کوئی تکلیف ہوگی تو جن ہمیشہ ہمیش کے لیے بھاگ جائے گا، اور اگر مریض کے جسم سے نہ نکلنے پر مصر رہا تو ہلاک ہو جائے گا یا جل جائے گا یا اس طرح سخت کمزور ہو جائے گا کہ اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا، اور جب معالج مریض پر قرآن پڑھے گا تو جن اس پڑھنے والے کے حکم کا پابند ہوگا۔

---

① دیکھیے: زیت الزیتون بین الطب والقرآن' ڈاکٹر حسن شمیسی پاشا۔

دوم: دم کی آیات پڑھنے پر اگر مریض بیہوش نہ ہو:

مذکورہ آیات پڑھنے پر اگر مریض بیہوش نہ ہو تو کچھ علامات ایسی ہیں جن کے ذریعہ جن لگنے کا پتہ لگایا جاسکتا ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں:

1- مریض کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر سن ہو جائیں۔
2- اس کے بدن پر لرزہ طاری ہو جائے یا وہ دانت کٹکٹائے۔
3- بایاں ہاتھ یا بایاں پیر سن ہو جائے۔
4- دونوں آنکھوں کو تیزی سے جھپکائے۔
5- چکر آنے لگے اور قے کی ضرورت محسوس ہو۔

جب مریض کے اوپر قرآن پڑھنے پر ان حالات میں سے کوئی حالت پیدا ہو جائے تو اس کو جن لگے ہونے کا احتمال ہے، چنانچہ اس حالت میں اسی سابقہ طریقہ سے اسے اپنا علاج کرنا ہوگا۔

جن اپنا عہد توڑ دے اور دوبارہ لگ جائے تو اس پر مندرجہ ذیل آیات پڑھی جائیں:

1- ﴿وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ڎ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

”یقیناً ہم نے آپ کی طرف روشن دلیلیں نازل کی ہیں جن کا انکار سوائے

بدکاروں کے کوئی نہیں کرتا۔ یہ لوگ جب کوئی عہد کرتے ہیں تو ان کی ایک نہ ایک جماعت اسے توڑ دیتی ہے، بلکہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں رکھتے، اور جب کبھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا آیا تو ان اہل کتاب کے ایک فرقے نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پس پشت ڈال دیا گویا جانتے ہی نہ تھے''۔ ①

2- ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ﴾

''اللہ کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر وہ ہیں جو کفر کریں، پھر وہ ایمان نہ لائیں۔ جن سے آپ نے عہد و پیمان کر لیا پھر بھی وہ اپنے عہد و پیمان کو ہر مرتبہ توڑ دیتے ہیں اور ذرا بھی نہیں ڈرتے۔ پس جب کبھی آپ لڑائی میں ان پر غالب آ جائیں تو انہیں ایسی مار ماریں کہ ان کے پچھلے بھی بھاگ کھڑے ہوں، ہوسکتا ہے کہ وہ عبرت حاصل کریں اور اگر آپ کو کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ توڑ دیں، بیشک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔ ②

3- ﴿وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ

① البقرہ آیات: 99-101۔

② الأنفال آیات: 55-58۔

﴿فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ﴾

''اگر یہ لوگ عہد و پیمان کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم بھی ان سرداران کفر سے بھڑ جاؤ، ان کی قسمیں کوئی چیز نہیں، ممکن ہے اس طرح وہ (اپنے کفر سے) باز آ جائیں۔ تم ان لوگوں سے جنگ کیوں نہیں کرتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور پیغمبر کو جلاوطن کرنے کی فکر میں ہیں، اور خود ہی پہلی بار انہوں نے تم سے چھیڑ چھاڑ کی ہے، کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ ہی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کا ڈر رکھو بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔ ان سے تم جنگ کرو، اللہ تعالی انہیں تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا اور انہیں ذلیل و رسوا کرے گا، اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا''۔①

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾

① التوبہ آیات: 12-14۔

''بیشک اللہ تعالی عدل وانصاف کا، بھلائی کا اور قرابتداروں کو دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم آپس میں قول وقرار کرو۔ اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ کو اپنا ضامن بنا چکے ہو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو بخوبی جان رہا ہے''۔ ①

جن کو انسان سے عشق ہو جائے تو اس کا علاج:

سورۂ فاتحہ، بقرہ، یوسف، نور، صافات، اخلاص اور معوذتین، (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) کو کیسٹ میں ریکارڈ کر دیا جائے اور مریض ان کو سنے، اور انہی سورتوں کو پڑھ کر پانی پر دم کر دیا جائے اور مریض اس پانی کو پیئے، نیز زیتون کے تیل کی مالش کرے، یہاں تک کہ اللہ تعالی اس سے یہ مصیبت دور فرما دے۔ پھر روزانہ صبح وشام اگلی اور پچھلی شرمگاہ پر کستوری لگائے۔

جن کی ایذا رسانی اور شیطان کے وسوسے سے بچنے کے لیے دس اعمال:

1- شیطان کے وسوسوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا۔

---

① النحل:90-91

2- معوذتین (سورۂ فلق اور ناس) پڑھنا، کیونکہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ جنات اور انسان کی نظر بد سے پناہ مانگتے تھے یہاں تک کہ معوذتین کا نزول ہوا۔

3- آیۃ الکرسی پڑھنا۔

4- سورۂ بقرہ پڑھنا۔

5- سورۂ بقرہ کی آخری دونوں آیتوں کا پڑھنا۔

6- سورۂ مومن کا ابتدائی حصہ پڑھنا۔

7- «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» کا زیادہ سے زیادہ ورد کرنا۔

8- اللہ تعالی کا کثرت سے ذکر کرنا، انسان کے مختلف افعال وتصرفات اور حالات سے متعلق ماثور اذکار کی پابندی کرنا بھی اسی میں داخل ہے، یہ ماثور اذکار اسی کتاب کی پانچویں فصل میں مذکور ہیں۔

9- وضو کرنا اور (نفل) نمازیں پڑھنا۔

10- فضول نگاہ، غیر ضروری گفتگو، زائد کھانے اور لوگوں کے اختلاط سے رک جانا، کیونکہ مذکورہ چاروں امور میں وسعت برتنے اور احتیاط نہ کرنے سے نفس کی قوت روحانی کمزور ہو جاتی ہے اور شر پسند انس وجن کے لیے نفس پر مسلط ہونا آسان ہو جاتا ہے۔

صحیح علاج کی رہنمائی

قرآن کریم کے ذریعہ علاج اور معالجین کا موضوع لوگوں کے ردوقدح اور مدح وستائش کا موضوع رہا ہے، لیکن اس ردوقدح اور مدح وستائش کا دارومدار دو باتوں پر ہے:

اول: اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابیں اور مضامین۔

دوم: بعض معالجین سے صادر ہونیوالی غلطیاں اور بیجا تصرفات۔

ذیل میں ہم ان اقوال اور غلطیوں میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں، اور حق بیان کرنے کی غرض سے کہتے ہیں:

ان معالجین میں بہت سے عزیز بھائی ہیں- اللہ تعالی ان کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔ جو عقیدہ کا دفاع اور اس کی حفاظت کرتے ہوئے اسلام کی ایک اہم سرحد پر جا کھڑے ہوئے اور جادوگروں، فریبیوں اور شعبدہ بازوں کو ناکوں چنے چبوا دیے۔ لوگوں کو ان کے خطرات سے آگاہ کیا اور ایک متروک سنت نبوی کا احیاء کیا، ان کے عمل میں قبولیت عمل کے دونوں رکن یعنی ''اخلاص'' اور ''اتباع''

موجود ہیں، کیونکہ نیت میں اخلاص نہ ہوتو ریا اور شرک پیدا ہوتا ہے، اور اتباع سنت نہ ہوتو معصیت اور بدعت جنم لیتی ہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجاہد فی سبیل اللہ کہا ہے، فرمایا:

''لیکن جو شخص جنوں کی عداوت ودشمنی دور کرنے میں عدل وانصاف کا راستہ اپنائے جس کا اللہ تعالی اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے، تو ایسا شخص جنوں پر ظلم کرنے والا نہیں، بلکہ مظلوم اور پریشان حال کی مدد اور مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے کے لیے شرعی طریقہ اختیار کرنے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والا ہے۔ جس طریقہ میں نہ تو خالق کے ساتھ شرک ہے نہ مخلوق پر ظلم، اور ایسے معالج کو جنات اذیت بھی نہیں پہنچا سکتے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کا عمل انصاف پر مبنی ہے، یا پھر وہ اسے اذیت پہنچانے سے قاصر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر معالج کمزور ہے اور جنات کا تعلق عفریت سے ہے تو وہ اس کو اذیت پہنچا سکتے ہیں، اس لیے اسے چاہیے کہ تعوذات مثلاً آیت الکرسی، معوذات (اللہ سے پناہ طلبی کی آیات وسور) نفل نماز، دعا اور اسی قسم کے دیگر اعمال کے ذریعہ اپنا بچاؤ کرتا رہے جن سے ایمان کو تقویت ملتی ہے، ساتھ ہی گناہوں سے بچتا رہے جو جن وشیاطین کے مسلط ہونے کا باعث بنتے ہیں، کیونکہ یہ شخص مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور اس کا عمل ایک عظیم جہاد ہے''۔ ①

رہی معالجین کی دوسری قسم جن کی بھرمار ہے۔ اللہ تعالی ان کی تعداد نہ بڑھائے۔ تو ان کی نیتیں اور ان کے ارادے ظاہر و باہر ہیں، انہوں نے حیا کی چادر اتار کر

---

① مجموعہ فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ: 53/19۔

مشیخت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے اور کُتبِ علاج کی بھرمار کر کے یا علاج کے نئے نئے طریقے ایجاد کر کے اس مبارک سنت نبوی کو ''کھلی تجارت'' بنالیا ہے۔

جہاں تک کتب علاج کی بات ہے تو ہم اس میدان میں بیشمار کتابیں دیکھ رہے ہیں، جو اکثر ایک دوسرے سے چوری شدہ ہیں، ان میں بہت سے مؤلفین علم سے خالی ہیں، یہ علم میں زیرو ہیں اور ان کا علم کسی کتاب پر مبنی نہیں، یہ شکست خوردہ لوگ ہیں جن کے اندر عزم وہمت نہیں، یہ ایک وہمی عزت وشرف کے حصول کے لیے کوشاں ہیں، ان کا کام یہ ہے کہ کسی کی تحریر چوری کر کے اور کسی کی محنت وکاوش کا سودا کر کے ایک نئی کتاب سامنے لائیں جس پر لکھا ہو کہ یہ فلاں بن فلاں کی تالیف ہے، حالانکہ یہ (بزعم خویش) مؤلف علم میں مفلس، تہی دست اور معاشرہ سے دھتکارا ہوا ہے، ایسے لوگوں کی کتابیں مبتدعانہ اور شاذ اقوال سے پُر، تصویروں اور دیگر شرعی مخالفات سے بھری پڑی ہیں، ہم نے ایسے کتنے عجیب وغریب قصے پڑھے اور سنے ہیں جن کے ذکر سے شرم آتی ہے۔ یہ خودساختہ شیخ ان قصوں کو تجربہ کا حوالہ دے کر لکھتا ہے اور اپنی زبان وبیان سے آراستہ کر کے ان پر بڑے بڑے امور کی بنیاد رکھتا ہے۔ چنانچہ جب ایک عام آدمی اس کی تحریر پڑھتا ہے تو اس کے انتہائی جھوٹے تعامل کو دیکھ کر جوش میں آ جاتا ہے اور اس کے علم سے متاثر ہو کر خوشی سے پھولے نہیں سماتا، جبکہ اہل علم فتنہ کا تالا کھل جانے پر کف افسوس ملتے ہیں۔

ہمارے محترم شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید کو اللہ تعالی خوش رکھے، انہوں نے ان جھوٹے عالموں اور مشیخت کے دعویدار لوگوں کے بارے میں کتنی اچھی بات کہی ہے، فرماتے ہیں:

''علم کی دوڑ میں ہم نے کتنے مقابلہ باز دیکھے ہیں جو پختگی سے پہلے ہی اپنے

آپ کو نمایاں کرنا چاہتے ہیں"۔ ①

ان لوگوں کی کتابوں میں جو عجیب وغریب اور شاذ اقوال ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

چند مخصوص آیات کو 366 مرتبہ یا 1002 مرتبہ پڑھنے کا حکم دینا۔ قرآنی آیات کو مریض کے جسم مثلاً ناف یا پیشانی پر لکھنے کا حکم دینا، ہتھیلی پر قرآن پڑھنا اور مریض کو ہتھیلی میں دیکھنے کو کہنا اور وہ جو دیکھے اس کے بارے میں سوال کرنا۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ سانس لینے کے دوران پانچ منٹ تک "بسم اللہ أولہ وآخرہ" پڑھو تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ جن ہے یا نہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ سفید کاغذ پر دائرہ کی شکل میں چند قرآنی آیات لکھ کر مریض کے سامنے ڈال دی جائیں تو جن اس کے جسم سے نکل کر اسی دائرے میں قید ہو جائے گا۔

بعض کہتے ہیں کہ اگر غیر شادی شدہ لڑکی کا علاج کرو تو علاج شروع کرنے سے پہلے اس کی بکارت کی حفاظت کا انتظام کرنا ضروری ہے، لہذا آپ پڑھیں "بسم اللہ علی عرضک ومستقبلک" یعنی تیری عزت اور تیرے مستقبل کے لیے اللہ کے نام کی پناہ۔ یہ لوگ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ تاکہ جن اس کی شرمگاہ کے راستہ سے نہ نکلے جس سے اس کا پردۂ بکارت زائل ہو جائے۔

بعض لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر مریض عورت ہو تو اس سے کہتے ہیں کہ وہ (عورت) اس (معالج) کی آنکھوں میں دیکھے اور یہ (معالج) اس (عورت) کی آنکھوں میں دیکھتا ہے، اور وہ اس طریقہ کو "کشف بالنظر" کا طریقہ کہتے ہیں، یعنی

---

① التعالم، از ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابو زید۔

شیطان بھگانے کے لیے نظر سے معائنہ کرنا۔

بعض لوگ مریض کو یہ حکم دیتے ہیں کہ جب وہ قرآن پڑھنے لگے تو مریض اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ، پھر کہتے ہیں کہ اگر ہاتھ داہنی جانب ہلے تو یہ جنات لگنے کی دلیل ہے اور اگر بائیں جانب ہلے تو یہ جادو کی علامت ہے۔

اسی طرح جنات اور فلاں شیخ کے درمیان ہونے والے طویل وعریض مکالمے بھی نشر کئے جاتے ہیں، میں نہیں جانتا کہ آخر اس قسم کے مکالمے نشر کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ سوائے اس کے کہ اس سے آدمی کی شہرت اور پروپیگنڈہ نیز جنوں سے ہم کلام ہونے کی طاقت کا اظہار مقصود ہو۔ چنانچہ بعض جنات مسلمان ہو جانے کا اعلان کرتے ہیں، اور بعض توبہ کرنے اور مریض کے جسم سے نکل جانے کا اعلان کرتے ہیں، ہم نے ایسے کتنے قصے پڑھے اور سنے ہیں کہ جنوں کے بادشاہ اور امراء اور ان کے ساتھ ان کے حفاظتی عملہ نے اسلام قبول کر لیا، ہم نے بارہا یہ بھی سنا ہے کہ جنوں کی ایک بڑی تعداد مسلمان ہوگئی ، یہ سب کے سب ایک ہی عورت کے جسم پر سوار تھے اور معالج کے ہاتھوں اس کے جسم سے نکل گئے ، اور اس کے اور جنوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ بڑی خوشگوار اور لطف آمیز رہی ، اور اسی طرح کے بیشمار قصے سنتے رہتے ہیں جن کی صحت کے بارے میں کوئی شخص قطعی بات نہیں کہہ سکتا، کیونکہ پوری گفتگو مریض کی زبان پر ہوتی ہے ، ہم وہاں کوئی جنات وغیرہ نہیں دیکھتے ، اس لیے یہ ہوسکتا ہے کہ جن ایک ہی ہو اور اسے اپنی آواز بدلنے کی قدرت ہو ، یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کوئی امیر یا وزیر نہ ہو بلکہ فقیر جن ہو ، یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی صورت نہ ہو ، اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود مریض کسی نفسیاتی مرض کا شکار ہو۔

اور بڑے معالجین کی طرف سے جو عجیب وغریب چیزیں سامنے آتی ہیں وہ بیان

سے باہر اور ایک حلیم و بردبار شخص کے لیے بھی حیرانی کا باعث ہیں، چنانچہ بعض لوگ ڈاکٹر بن بیٹھے ہیں اور مر، ہینگ اور دو بھائیوں کا خون وغیرہ کا نسخہ تجویز کرنے لگے ہیں، اس فن میں شریف اور کمینے ہر طرح کے لوگوں نے ہاتھ ڈال دیا ہے، اور عالم وجاہل اور مومن وفاسق ہر ایک نے رائے زنی شروع کر دی ہے، ہر شخص اپنی ہانک رہا ہے اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے باہر نکال رہا ہے، مشیخت کے میدان میں کھڑا ہو کر علم وہدایت اور کتاب منیر کے بغیر اللہ تعالی پر بات گھڑنے کی جسارت کر رہا ہے، اس کی باتوں کا سارا دارومدار ظن وتخمین پر ہے اور ظن سب سے جھوٹی بات ہوتی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ فلاں کو اسی قرین نے بیہوش کیا ہے جو انسان کے ساتھ ہوتا ہے اور اس پر زیادتی کی ہے۔ حالانکہ یہ ایسا نیا دعوی ہے جس کے لیے بالکل واضح اور کھلی دلیل کی ضرورت ہے۔ یا فلاں پر جادو کا اثر ہے اور فلاں کو ام الصبیان لاحق ہے۔ پھر جب تھک ہار جاتا ہے اور جن نہیں بولتا تو کہتا ہے کہ اس پر نظر بد ہے، بلکہ۔ سبحان اللہ۔ کبھی آپ دیکھیں گے کہ بات پوری کرنے سے پہلے ہی وہ اپنا فیصلہ سنانا اور جواب دینا شروع کر دیتا ہے اور ایسی باتیں کہہ جاتا ہے جس سے اسلام کے بڑے بڑے ائمہ نے بھی توقف اختیار کیا ہے۔

کسی کا حال یہ ہے کہ وہ قرآنی آیات کی بیجا تاویل کرتا ہے، چنانچہ وہ مریض کو سمندر کے کنارے لے جا کر اسے پانی میں غوطہ دلاتا ہے اور اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتا ہے:

﴿هَٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَشَرَابٌ﴾

''یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے''۔ ①

---

① ص:42۔

کوئی اللہ سبحانہ کے اس کلام کی تلاوت کرتے ہوئے مریض کی پٹائی کرتا ہے:

﴿ ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴾

''مزہ چکھ، تو بڑا باعزت اور بڑے اکرام والا تھا''۔ ①

کوئی اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے مریض کے اوپر سخت ٹھنڈا پانی ڈالتا ہے:

﴿ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ﴾

''پھر اس کے سر پر سخت گرم پانی کا عذاب ڈالو''۔ ②

لہٰذا ایسے لوگوں کی تردید اور ان کے شکوک وشبہات کے ازالہ کے لیے انفرادی اور اجتماعی جدوجہد ضروری ہے، مسلمانوں کا اپنے علماء پر یہ حق ہے کہ وہ ہر مخالف شریعت اور اس کی مخالفت کی، ہر خطا کار اور اس کی غلطی کی، ہر عالم کی لغزش اور اس کے منحرف افکار کی تردید کریں، تاکہ مسلمانوں پر بدعات وخرافات کا تسلط نہ ہو اور ان کی فطرت فساد وبگاڑ سے محفوظ رہے۔

یہ انتہائی خطرناک بات ہے کہ لوگ عجیب وغریب حکایات کے گرویدہ ہو جائیں اور خصوصا اس طرح کے شاذ ونادر واقعات کے شیدائی بن جائیں، اہل علم نے ان لغزشوں پر ہمیشہ تنبیہ کی ہے جو شیطان کسی فاضل عالم کی زبان پر مشہور کر دیتا ہے۔

چنانچہ زیاد بن جدیر سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ کون سی چیز اسلام کو منہدم کرتی ہے؟ میں نے کہا: نہیں! فرمایا:

---

① الدخان:49۔

② الدخان:48۔

''عالم کی لغزش، منافق کا کتاب کے ساتھ مجادلہ اور گمراہ کن حکام کا فیصلہ، یہی اسلام کو منہدم کرتی ہیں''۔ ①

اہل سنت و جماعت کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت سے اور اسلاف امت کے فعل سے ثابت دلیل جس بات پر دلالت کرے اس کی پابندی کرتے ہیں، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت و جماعت کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اہل سنت و جماعت ہر اس فعل اور قول کو بدعت کہتے ہیں جو صحابہ کرام سے ثابت نہ ہو، کیونکہ اگر وہ قول وفعل بہتر ہوتا تو وہ ضرور اس بارے میں ہم پر سبقت لے جاتے، اس لیے کہ خیر کی کوئی بھی خصلت نہیں جس کی طرف انہوں نے سبقت نہ کی ہو''۔ ②

یہی وجہ ہے کہ امت کے سلف صالحین اصل سنت سے زائد چیزوں پر سخت انکار فرماتے تھے، چنانچہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بعض ایسی زائد چیزیں دیکھیں جو بدعت کی حد تک نہیں پہنچی تھیں تو فرمایا:

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس دوبارہ تشریف لائیں تو نماز کے علاوہ کوئی بھی چیز اپنی اور اپنے صحابہ کی سنت میں سے نہیں پائیں گے۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ (جب یہ حال ابودرداء رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا تھا تو) پھر آج کا کیا حال ہوگا؟ عیسی بن یونس کہتے ہیں کہ اگر اوزاعی آج کا زمانہ پاتے تو آج کے بارے میں ان کا کیا تصور ہوتا؟

ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ ابودرداء غصہ کی حالت میں آئے تو میں نے عرض کی: آپ کس بات پر غصہ میں ہیں؟ فرمایا: اللہ کی قسم! ان

---

① سنن دارمی 71/1 حدیث: 220 ودیگر کتب۔

② تفسیر القرآن الکریم از ابن کثیر: 168/4۔

لوگوں کے اندر میں محمد ﷺ کی کوئی بھی سنت نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ باجماعت نماز پڑھتے ہیں۔

اور سہل بن مالک سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جس سنت پر میں نے لوگوں (صحابۂ کرام) کو پایا تھا ان میں سے سوائے اذان کے اور کوئی بھی سنت نہیں پاتا۔

اور میمون بن مہران سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: اگر اسلاف میں سے کسی کو زندہ کر کے تمہارے درمیان بھیجا جائے تو وہ اس قبلہ کے علاوہ اور کوئی بھی چیز پہچان نہ سکے گا۔

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جو کچھ میں دیکھتا تھا ان میں سے سوائے تمہارے "لا الہ الا اللہ" پڑھنے کے اور کوئی چیز تمہارے یہاں نہیں جانتا۔ ہم نے عرض کیا: اے ابوحمزہ! ایسا کیوں؟ فرمایا: تم سورج غروب ہونے تک نماز پڑھتے رہتے ہو، کیا رسول اللہ ﷺ کی نماز ایسی ہی تھی؟

اور انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، انہوں نے فرمایا: اگر کسی نے اسلاف کے اولین طبقہ کا زمانہ پایا ہو، پھر اسے آج دوبارہ زندہ کیا جائے تو اسلام کی کوئی بھی چیز نہیں پہچان سکے گا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے میرے رخسار پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا: سوائے اس نماز کے!!۔[1]

نیز متعدد طرق سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد ثابت ہے، آپ نے فرمایا:

«مَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا أَمَرَكُمُ اللهُ إِلَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَمَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ إِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ»

[1] الموافقات للشاطبی: 14/1۔

''اللہ سے قریب کرنے والی اور جہنم سے دور کرنے والی ہر چیز کا میں نے تم کو حکم دے دیا ہے، اور جہنم سے قریب کرنے والی اور اللہ سے دور کرنے والی ہر چیز سے میں نے تمہیں منع کر دیا ہے''۔ ①

لہذا اب دین کے اندر ایک چھوٹی سی چیز ایجاد کرنے کی بھی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ امام دار الہجرت مالک بن انس رحمہ اللہ نے اس شخص پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو کوئی ایسی چیز ایجاد کرے جو اسلاف امت سے ماثور نہ ہو، فرمایا:

''جس نے اسلام کے اندر کوئی بدعت ایجاد کی اور اسے اچھا جانا تو اس نے یہ گمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ رسالت میں خیانت کی ہے، اگر چاہو تو یہ ارشاد باری تعالی پڑھ لو:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا''۔ ②

امام مالک رحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

''اس امت کے آخری طبقہ کی اصلاح اسی چیز سے ہو سکتی ہے جس سے اس کے اولین طبقہ کی اصلاح ہوئی ہے، لہذا جو چیز اس وقت دین کا حصہ نہیں تھی وہ آج دین نہیں بن سکتی''۔

① المائدہ:3۔

② دیکھیے سلسلہ احادیث صحیحہ شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ :1803۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ جس عمل کی اصل مشروع ہو اگر اس کے اندر کوئی نیا طریقہ شامل ہو جائے تو وہ عمل ممنوع ہو سکتا ہے۔ چنانچہ بسند صحیح ثابت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک عورت کے پاس سے گزر ہوا جس کے ہاتھ میں تسبیح تھی اور اسی سے وہ تسبیح خوانی کر رہی تھی، تو انہوں نے وہ تسبیح توڑ کر پھینک دی، پھر ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کنکریاں لے کر تسبیح پڑھ رہا تھا تو اسے پیر سے مار کر فرمایا:

''تم نے ظلم کرتے ہوئے بدعت ایجاد کر لی ہے یا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے علم میں بڑھ گئے ہو؟''۔ ①

لہٰذا عجیب وغریب چیزیں ایجاد کرنے سے بچو اور ضعیف اقوال اور کمزور دلائل پر اعتماد کرنے سے پرہیز کرو، امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ اختلاف ہو سکتا ہے کہ کوئی ضعیف قول ہو، تو اس ضعیف قول سے جو کہ بعض مجتہدین کی غلطی کا نتیجہ ہے اور اس فاسد گمان سے جو کہ بعض جاہلوں کی غلطی ہے، اس سے اللہ کے دین میں تبدیلی، شیطان کی اطاعت اور رب العالمین کی نافرمانی پیدا ہو گی، پھر جب باطل اقوال اور جھوٹے گمان کا اجتماع ہو جائے اور بدعات ان کی تائید کر دیں تو اس کے بعد دین کی تبدیلی کی اور شریعت کے دائرہ سے بالکل ہی باہر ہو جانے کی بات نہ پوچھو''۔ ②

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے بارے میں جانے بغیر کوئی بات کہنے سے انتہائی پرہیز کرو، کیونکہ یہی شرک وکفر کی اصل اور بدعت ونافرمانی کی بنیاد ہے، اللہ کے بارے میں جانے بغیر کوئی بات کہنا ہر قسم کے گناہ اور سرکشی ونافرمانی سے برا ہے، اس

---

① سنن دارمی 68/1، البدع۔ از ابن وضاح: 8۔

② اغاثۃ اللہفان: 146/2۔

کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴾

''آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگا دو جس کو تم جانتے نہیں''۔ ①

آیت کریمہ میں مذکورہ چاروں محرمات کی حرمت ذاتی اور ابدی ہے اور ہر ملت وشریعت کے لیے ہے، اور حرمت کی شدت بتدریج بڑھتی گئی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

''آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں''۔ یہ سب سے پہلی چیز ہے، اس کے بعد اللہ سبحانہ نے اس چیز کا تذکرہ کیا جو حرمت میں اس سے بڑھ کر ہے۔ فرمایا: ''اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو'' پھر اس چیز کا تذکرہ کیا جو اس سے بھی بڑھ کر ہے، فرمایا: ''اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی'' اور آخر میں اللہ سبحانہ نے اس چیز کا تذکرہ کیا جو حرمت میں سب سے بڑھ کر ہے، فرمایا:

① الاعراف:33۔

''اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگا دو جس کو تم جانتے نہیں''۔
لہٰذا اللہ تعالیٰ کے بارے میں جانے بغیر کوئی بات کہنا شرک وکفر، گمراہ کن بدعات اور خطرناک فتنوں کی اصل اور بنیاد ہے۔①

میرے بھائی! اللہ تعالیٰ کے بارے میں بلا علم کوئی بات کہنے کے انجام بد سے محفوظ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ لوگوں کے مزاج اور حالات سے واقف ہوں اور آپ کے پاس مکمل فراست ہو جس سے مدعی علم کے سچ اور جھوٹ کی تمیز کر سکیں، اسی طرح آپ کے پاس نفسیاتی امراض کا اور جسم میں موجود غدودوں (دماغی غدودوں، گلے کے غدودوں اور گردہ کے غدودوں) کے اعمال کا علم ہو، کیونکہ ان غدودوں کے اندر کوئی بھی خلل پیدا ہو جائے تو انسان کے عادات وسلوک میں گڑبڑ آجاتی ہے اور وہ اول فول بکنے لگتا ہے جس کو بعض لوگ شیطانی اثر سمجھ لیتے ہیں۔

درحقیقت جنوں کے موضوع کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دے دی گئی ہے، اور معالجین کے پاس آنے والوں کی ایک بڑی تعداد ان کی ہے جو نفسیاتی مریض ہیں۔ اس لیے ہر وہ میاں بیوی جن کے مشکلات بڑھ جائیں، ضروری نہیں کہ ان پر جادو کیا گیا ہو، یا ہر وہ مرد یا عورت جو زندگی کے غموں میں الجھ جائے ضروری نہیں کہ اس پر جنات کا اثر ہو، یا ہر وہ طالب علم جو امتحان میں فیل ہو جائے اور درس کا مراجعہ نہ کر سکے، ضروری نہیں کہ وہ نظر بد کا شکار ہو، کیونکہ اس موضوع کو ضرورت سے زیادہ بڑھا دیا گیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ آخر اس موضوع کو اس درجہ شہرت کیوں ملی اور اتنا زیادہ عام کیوں ہوا؟ تو اس بارے میں ڈاکٹر علی بن نفیع العلیانی کی یہ تحریر ملاحظہ

① التعالم: ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابوزید: 112۔

کیجئے، لکھتے ہیں:

''انسان کے ساتھ شیطان کی چال بہت بڑی ہے، اسے صرف وہی لوگ جان سکتے ہیں جنہیں دین کی سمجھ حاصل ہے۔ چنانچہ جب لوگ کسی دم کرنے والے کے بارے میں عجیب وغریب باتیں سنتے ہیں اور یہ کہ اس کے سامنے اکثر وبیشتر مریضوں کی زبان سے شیطان گفتگو کرتا ہے اور یہ کہ دم کرنے والے نے شیطان سے دوبارہ نہ آنے کا عہد لے لیا ہے، تو اس طرح کی باتیں سن کر لوگ دور دراز کا سفر کر کے آتے ہیں اور اس کے دروازے پر بھیڑ لگائے ہوتے ہیں۔ یہ حالت اگر کرامت کی وجہ سے ہو تو بھی دم کرنے والے کو اس کے انجام سے ڈرنا چاہیے.....''①

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''طالوت سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن ادہم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو بندہ شہرت کا طالب ہو وہ اللہ کے لیے مخلص نہیں، مخلص بندہ جو غیر شعوری طور پر شہرت طلبی کا شکار ہو سکتا ہے، اس کی علامت یہ ہے کہ جب اسے اس بارے میں ملامت کی جائے تو غصہ نہ ہو اور نہ ہی اپنے نفس کو مبرا قرار دے، بلکہ غلطی کا اعتراف کر لے اور کہے: اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے مجھے میرے عیوب سے مطلع کیا، اور اگر اپنے عیوب کو نہ جانے تو اپنے آپ پر خوش نہ ہو، بلکہ یہ سمجھے کہ وہ اپنے عیوب سے آگاہ نہیں، کیونکہ خود پسندی اور شہرت طلبی ایک پرانا مرض ہے''۔②

---

① الرقی فی ضوء عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ، ڈاکٹر علی العلیانی: 80-81۔

② سیر اعلام النبلاء، امام ذہبی: 393/7۔

میرا ارادہ ہے کہ -ان شاء اللہ- اس قسم کی خرابیوں اور اللہ کے دین و شریعت کی طرف منسوب بیجا بدعنوانیوں کا تتبع کر کے علمائے کرام کی خدمت میں پیش کروں گا تا کہ وہ ان کی تردید کریں، کیونکہ جس شخص کے پاس ادنی ذوق اور اس کے دل میں عقل کا کچھ بھی حصہ ہوگا وہ فطری طور پر ان غلط چیزوں کا انکار کرے گا اور شریعت میں ہرگز ان کی کوئی اصل یا ان کا قائل نہیں پائے گا۔

اس کے بعد ان تصرفات کا نمبر آتا ہے جو معالجین کی طرف سے پیش آئے کہ وہ مال کے فتنہ کا شکار ہو گئے، یہ معالجین آخر انسان ہی تو ہیں، ان کے اندر خیر و شر دونوں موجود ہیں۔ ان کی خِلقت میں شہوت اور طبیعت دونوں شامل ہیں اور ان کے نفس میں دنیا اور اس کے مال و متاع کی محبت و چاہت پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴾

''مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان دار گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے، اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانا تو اللہ ہی کے پاس ہے''۔ [1]

اس بات کا کوئی مخالف نہیں کہ قرآن کریم اور مسنون اذکار کے ذریعہ دم کرنے پر اجرت لینا جائز ہے۔ اس بارے میں دو آدمی اختلاف نہیں کر سکتے۔ دم پر اجرت

---

[1] آل عمران:14۔

لینے کے جواز کی احادیث کا تتبع کرنے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ان تمام احادیث کا خلاصہ مریض کو فائدہ پہنچنا یعنی شفا حاصل ہونا ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ اپنے کسی سفر میں تھے کہ کسی عرب قبیلہ پروارد ہوئے اور ان سے میزبانی کی درخواست کی تو انہوں نے میزبانی کرنے سے انکار کر دیا، پھر اسی قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا۔ انہوں نے اس کے علاج کی ہر چیز کر ڈالی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، بعض لوگوں نے کہا: اس نووارد جماعت کے پاس جاتے تو شاید ان کے پاس کوئی چیز ہوتی۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے آ کر عرض کیا کہ اے جماعت! ہمارے سردار کو کسی جانور نے ڈس لیا ہے اور ہم نے اس کے علاج کے لیے ہر ممکن تدبیر کر ڈالی ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، تو کیا آپ لوگوں میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ بعض نے جواب دیا کہ ہاں! میں دم کرتا ہوں، لیکن ہم نے تم لوگوں سے میزبانی طلب کی تھی تو تم نے اس سے انکار کر دیا تھا، اس لیے جب تک تم اجرت نہ مقرر کر دو میں تمہیں دم نہیں کر سکتا۔ چنانچہ بکریوں کے ایک ریوڑ پر بات طے ہوگئی اور انہوں نے جا کر سورۂ فاتحہ ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ پڑھ کر مریض کو دم کرنا شروع کیا تو ایسا لگا کہ وہ بندش سے آزاد ہوگیا ہو۔ اس کی بیماری دور ہوگئی اور وہ چلنے لگا۔ انہوں نے بھی طے شدہ اجرت پوری پوری دے دی۔ بعض صحابہ نے عرض کیا: لاؤ یہ اجرت تقسیم کر لی جائے، تو دم کرنے والے نے کہا: ابھی نہیں، بلکہ ہم سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتے ہیں اور آپ سے پورا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور پورا واقعہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

''تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ دم ہے؟ پھر فرمایا: تم نے درست کیا، اجرت کی بکریوں کو تقسیم کر ڈالو اور اس میں اپنے ساتھ میرا بھی حصہ لگاؤ''۔ ①

صحیح بخاری کی روایت میں ہے: ''نبی کریم ﷺ پھر ہنس پڑے'' اور یہی روایت سب سے زیادہ کامل بھی ہے، اور ایک روایت میں ہے:

''وہ صحابی سورۂ فاتحہ پڑھتے اور اپنا تھوک جمع کر کے اس آدمی کے اوپر تھوکتے۔ چنانچہ وہ آدمی اچھا ہو گیا''۔

اور ایک روایت میں ہے: ''اس نے تیس بکریاں دینے کا حکم دیا''۔

سنن ابی داود میں صحیح سند سے خارجہ بن صلت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا، پھر واپس لوٹا تو ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے یہاں ایک پاگل آدمی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا، اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہارا یہ ساتھی (محمد ﷺ) خیر لایا ہے، تو کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے تم اس کا علاج کرو؟ چنانچہ میں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا تو وہ اچھا ہو گیا، اس پر انہوں نے مجھے سو بکریاں دیں۔ میں نے نبی ﷺ کے پاس حاضر ہو کر آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا:

''کیا صرف اتنا ہی پڑھا تھا؟'' اور ایک دوسری روایت میں ہے: ''کیا اس کے علاوہ بھی تم نے کچھ پڑھا تھا؟''۔ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا:

---

① صحیح بخاری کتاب الطب، باب الرقی بفاتحۃ الکتاب: 2276، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرۃ علی الرقیۃ: 2201 سنن ابی داود، کتاب البیوع باب فی کسب الاطباء: 3418، باب ما جاء فی اخذ الأجرۃ ...... حدیث: 2064۔

«خُذْهَا ، فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ ، لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ» ①

''بکریاں لے لو، میری زندگی کی قسم! بعض لوگ باطل دم کے ذریعہ کھاتے ہیں، تم نے تو برحق دم کے ذریعہ کھایا ہے''۔

اور ابن السنی کی کتاب (عمل الیوم واللیلۃ) میں دوسرے الفاظ وارد ہیں، اور یہ ابوداود کی دوسری روایت ہے جو انہوں نے خارجہ ہی کے واسطہ سے ان کے چچا سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: ہم نبی کے پاس سے واپس لوٹے تو ایک عرب قبیلہ سے ہمارا گزر ہوا، انہوں نے کہا: کیا تمہارے پاس کوئی دوا ہے؟ کیونکہ ہمارے یہاں ایک پاگل آدمی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، چنانچہ وہ پاگل کو اسی حالت میں لے کر آئے، تو میں نے صبح وشام تین دن تک سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا۔ میں اپنا تھوک جمع کر کے اس پر تھوکتا، چنانچہ ایسا لگتا کہ آدمی بندش سے آزاد ہو گیا ہو، اس پر انہوں نے مجھے اجرت دی تو میں نے انکار کر دیا، انہوں نے کہا: لے لو اور اپنے نبی سے دریافت کر لو۔ پھر میں نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

«كُلْ ، لَعَمْرِي مَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ ، لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ»

یہ اجرت کھاؤ، میری زندگی کی قسم! بعض لوگ باطل دم کے ذریعہ کھاتے ہیں، تم نے تو برحق دم کے ذریعہ کھایا۔ ②

جو ان دلائل کا تتبع کرے وہ جان لے گا کہ ان کے اندر یہ الفاظ وارد ہیں:

---

① سنن ابی داود، کتاب الطب باب کیف الرقی، حدیث: 3896۔

② عمل اليوم والليلة لابن السني، باب ما يقرأ على من يعرض له في عقله: 624، سنن أبي داود، كتاب الطب، باب كيف الرقى حديث: 3901۔

''مریض گویا بندش سے آزاد ہو گیا ہو''۔

''اس کی بیماری دور ہو گئی اور وہ چلنے لگا''۔

''وہ آدمی اچھا ہو گیا'' تو ان واقعات سے آج کے بعض معالجین کے فعل کا کیا واسطہ؟ جنھوں نے ڈاکٹروں کے شفاخانوں کی طرح دوکانیں کھول کر مختلف فیسیں متعین کر رکھی ہیں۔ چنانچہ مریض کے لیے فائل کھولنے کی اتنی فیس، پانی کی بوتل پر دم کرنے کی اتنی فیس اور مراجعہ کی اتنی فیس، مریض کو کبھی کبھار دسیوں بار مراجعہ کرنا پڑتا ہے، وہ دور دراز کا سفر کر کے آتا ہے اور ہر دفعہ بہت زیادہ مشقت اور تکلیف اٹھاتا ہے، اور آخر کار نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ غرضیکہ بعض لوگوں نے اس طرح قرآنی علاج کو ایک خوشگوار تجارت بنا رکھا ہے۔

لہٰذا معالج کو مال و دولت، کبر و غرور اور خود پسندی ہر پہلو سے شیطان کے راستوں اور اس کی چال سے بچتے رہنا چاہیے۔

اسی طرح معالجین کی ایک غلطی یہ ہے کہ وہ جن زدہ شخص سے دوسرے مریضوں کے حالات پوچھتے ہیں، یہ بہت بڑی غلطی ہے، سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ:

سوال: سماحۃ الشیخ! ایک صاحب ہیں جو قرآن کریم سے علاج کرتے ہیں، ان کے پاس ایک بھیڑیا ہے جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ جنوں کو کھا لیتا ہے، اور جن زدہ ایک نوجوان لڑکی بھی ہے جو جنوں کی جگہ بتاتی ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اللہ آپ کی حفاظت فرمائے۔

جواب: اس مقصد کے لیے بھیڑیے رکھنا جائز نہیں، یہ ایک منکر فعل ہے اسی طرح جن زدہ شخص سے لوگوں کے حالات دریافت کرنا بھی جائز نہیں، یہ کاہنوں اور

نجومیوں سے سوال کرنے کی مانند ہے، اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

«مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ»

''جو شخص کسی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا''۔

نجومیوں اور کاہنوں کے پاس جنات ساتھی ہوا کرتے تھے جو انہیں خبریں بتاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو اس بات پر ڈانٹا۔ لہٰذا معلومات حاصل کرنے کے لیے جن رکھنا یا جنوں کو کھانے کے لیے بھیڑیے رکھنا جائز نہیں، ہاں اگر کوئی شخص دم کرنا جانتا ہو تو وہ مریض پر پڑھ کر دم کر دے۔ لیکن بھیڑیے رکھنا یا لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے جن زدہ مرد یا عورت کو پاس رکھنا جائز نہیں، بلکہ یہ جادوگروں اور کاہنوں کا کام ہے۔ واجب یہ ہے کہ معالج وہ طریقۂ علاج اختیار کرے جس سے جن کو نکال دے اور اگر اس کے اندر خیر ہے تو اسے یہ بھی بتا دے کہ وہ ظالم ہے یا حد سے تجاوز کر رہا ہے۔ ①

اس بحث کو ہم رازی کی ایک وصیت پر ختم کر رہے ہیں جس کی انہوں نے اپنے تلامذہ کو وصیت کی تھی اور اسے ''طبیب کے اخلاق'' سے موسوم کیا ہے، اس کے اندر وہ طب کے پیشہ میں نرمی برتنے اور راز کی حفاظت کرنے کی وصیت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''میرے بیٹے! جان لو کہ طبیب کو چاہیے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نرمی برتنے والا، ان کی پوشیدہ باتوں کی حفاظت کرنے والا اور ان کے راز کو چھپانے والا ہو، کیونکہ

① سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کا کیسٹ میں ریکارڈ شدہ فتویٰ۔

ممکن ہے کہ کسی شخص کو ایسی بیماری ہو جسے وہ اپنے خاص ترین لوگوں مثلا باپ، ماں اور بیٹے سے بھی پوشیدہ رکھنا چاہتا ہو لیکن طبیب سے مجبورا بیان کر رہا ہو، اور جب وہ عورتوں، لڑکیوں یا کمسن لڑکوں کا علاج کرے تو خود اپنی نگاہ کی حفاظت کرے اور بیماری کی جگہ سے تجاوز نہ کرے۔ حکیم جالینوس نے طالب علموں سے اپنی وصیت میں کہا ہے-اور درحقیقت درست بات کہی ہے- کہ:

طبیب پر واجب ہے کہ وہ اللہ کے لیے مخلص ہو، حسین وجمیل عورتوں سے اپنی نگاہ پست رکھے اور ان کے جسم کے کسی بھی حصہ کو (بلا ضرورت شدید) چھونے سے گریز کرے، اور جب ان کا علاج کرے تو صرف علاج کی جگہ دیکھے، پورے جسم پر نگاہ نہ ڈالے۔ اسی طرح وہ طبیب کو تکبر اور غرور سے منع کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں نے بعض اطباء کو دیکھا ہے کہ جب وہ کسی شدید مرض میں مبتلا شخص کا علاج کرتے ہیں اور وہ ان کے ہاتھوں شفایاب ہو جاتا ہے تو ان کے اندر تکبر اور غرور داخل ہو جاتا ہے، ان کی گفتگو جابروں جیسی ہو جاتی ہے، اور جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو اس سے توفیق اور درستگی جاتی رہتی ہے۔

تواضع کی وصیت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جان لو کہ اس پیشہ میں حسن و جمال بھی ہے، لیکن تکلف سے نہیں، بلکہ بہترین الفاظ، عمدہ گفتگو، اور نرم لہجے سے کام لے، لوگوں پر سخت کلامی اور قساوت قلبی سے اجتناب کرے، اور جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو اسے توفیق اور درستگی حاصل ہوتی ہے۔ غریبوں کے علاج کی ترغیب دیتے ہوئے کہتے ہیں: طبیب کو چاہیے کہ وہ غریبوں کا اسی طرح علاج کرے جس طرح امیروں کا علاج کرتا ہے''۔ [1]

---

[1] الطب الاسلامی، از ڈاکٹر احمد طہ: 105۔

فصل دوم

جادو اور جادوگروں کا بیان

- جادو کے معانی
- جادو کے وجود پر دلائل
- جادو کے اقسام
- جادوگر میں کن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے
- جادوگر جادو کیسے کرتا ہے؟
- ایسے معالجین سے ہوشیار رہیں
- جادو سے بچاؤ کے طریقے
- جادو کا علاج
- جادو کے باعث جماع سے عاجز مریض کا علاج
- فراعنہ پر لعنت ربانی کا راز کیا ہے؟
- اگر یہ من گھڑت قصے ہیں

فصل دوم

جادو اور جادوگروں کا بیان

''سحر'' کا لغوی معنی:

ابوعبید کہتے ہیں: ''سحر'' کی اصل یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دیا جائے۔

لیث کہتے ہیں: ''سحر'' وہ عمل ہے جس میں شیطان کی مدد سے اس کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔

اور شمر کہتے ہیں: ابن عائشہ نے کہا: اہل عرب نے جادو کو ''سحر'' سے اس لیے موسوم کیا کیونکہ وہ صحت کو زائل کر کے مرض میں مبتلا کر دیتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ''سَحَرَہٗ'' یعنی اس کو بغض ونفرت سے نکال کر محبت کی طرف لے آیا۔ کبھی سحر کا اطلاق جائز بات پر بھی ہوتا ہے، اور اسی قبیل سے زبرقان بن بدر کے بارے میں عمرو بن الاہتم کا وہ مسجع قول بھی ہے، جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا»

''سحر'' کا اصطلاحی معنیٰ:①

رازی کہتے ہیں: جان لو کہ شریعت کی اصطلاح میں ''سحر'' ہر اس امر کو کہتے ہیں جس کا سبب پوشیدہ ہو، خلاف حقیقت نظر آئے اور دھوکہ دے، اور جب کسی تخصیص کے بغیر مطلق سحر کا لفظ بولا جائے تو اس کے فاعل کی مذمت مراد ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی مدح یا ذم کے لیے لفظ سحر مقید طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔②

قرطبی کہتے ہیں: ''سحر'' دراصل بناوٹی حیلے ہوتے ہیں جن کو سیکھ پڑھ کر حاصل کیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ حیلے انتہائی باریک ہوتے ہیں اس لیے معدودے چند ہی انہیں حاصل کر پاتے ہیں۔ سحر کا مادہ اشیاء کی خاصیت کا اور ان کی ترکیب کے وجود اور اوقات کا علم ہے۔ یہ زیادہ تر خلاف حقیقت تخیلات اور بلا ثبوت اوہام ہوتے ہیں جو نہ جاننے والے کے نزدیک بڑے محسوس ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جادوگروں کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَجَآءُو بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴾

''اور انہوں نے بڑا جادو دکھلایا''③

حالانکہ ان جادوگروں کی رسیاں اور ڈنڈے اپنی حقیقت پر ہی باقی تھے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ بعض جادو ایسے ہیں جن کی دلوں پر عجیب تاثیر ہوتی ہے، جیسے محبت و نفرت پیدا کر دینا یا خیر و شر ڈال دینا، اسی طرح جسم پر بھی ان کی

---

① اسے بیہقی نے دلائل النبوہ میں روایت کیا ہے۔ دیکھیے سلسلہ صحیحہ: 1731۔

② قصۃ السحر والسحرۃ: 25۔

③ الاعراف: 116۔

تاثیر ہوتی ہے کہ وہ اسے تکلیف اور مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

جادو در حقیقت مخفی امور سے عبارت ہے جو سیکھ پڑھ کر حاصل کیے جاتے ہیں، یہ زیادہ تر خلاف حقیقت دھوکہ اور جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے، لیکن بعض جادو حقیقت بھی ہوتے ہیں جو منتر اور دیگر ذرائع سے نفس، مال و جائیداد اور تعلقات کو نقصان پہنچانے کے لیے شریر روحوں کے تعاون سے شریر نفوس کی طرف سے عمل میں لائے جاتے ہیں۔

اول: جادو کے وجود پر قرآن کریم سے دلائل:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾

"اور وہ اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین (حضرت) سلیمان کی حکومت میں پڑھتے تھے، سلیمان نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں، اور دراصل وہ بغیر اللہ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان ہی پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے، اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں، کاش یہ جانتے ہوتے"۔①

اور فرمایا:

﴿فَلَمَّآ أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ﴾

"پس جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے۔ یقیناً اللہ اس کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے۔ بیشک اللہ فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا، اور اللہ تعالیٰ حق کو اپنے فرمان سے ثابت کر دیتا ہے گو مجرم کیسا ہی ناگوار سمجھیں"۔②

---

① البقرہ:102۔

② یونس:81-82۔

نیز فرمایا:

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾

''آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے، اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے''۔ ①

دوم: جادو کے وجود پر سنت نبوی سے دلائل:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بنو زریق کے لبید بن عاصم نامی ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ آپ نے فلاں کام کیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا، پھر ایک دن- یا ایک رات- جبکہ آپ میرے پاس تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب دعا کی اور اس کے بعد فرمایا:

''اے عائشہ! مجھے لگتا ہے کہ میں نے اللہ سے جو دعا کی تھی اللہ نے وہ دعا قبول کر لی ہے۔ میرے پاس دو شخص آئے، ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پیر کے پاس۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا:

ان کو کیا تکلیف ہے؟

دوسرے نے جواب دیا: ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔

پوچھا: کس نے کیا ہے؟

---

① البقرۃ:102۔

جواب دیا: ''لبید ابن الاعصم'' نے۔

پوچھا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟

جواب دیا: کنگھی اور کنگھی سے گرے ہوئے بال اور کھجور کے شگوفے کے نر چھلکے میں۔

پوچھا: جادو کہاں ہے؟

جواب دیا: بئر ذروان (یعنی بنوزریق کے ذروان نامی کنویں) میں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے اور واپس آکر فرمایا:

''اے عائشہ! ایسا لگتا تھا کہ اس کنویں کے پانی میں مہندی گھول دی گئی ہے اور اس سے سیراب ہونے والے کھجور کے درختوں کی چوٹیاں شیاطین کے سر ہیں''

میں (عائشہ) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس جادو کو کیوں نکلوا نہ دیا؟

آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالی نے مجھے عافیت دے دی۔ تو میں نے اس بارے میں لوگوں کے لیے شر چھیڑنا اچھا نہیں سمجھا'' پھر آپ نے حکم دیا اور اس کنویں کو پاٹ دیا گیا۔ ①

جادو کے بارے میں اہل علم کے اقوال:

امام قرطبی کہتے ہیں: قرآن کریم، ایک سے زیادہ آیات میں، اور سنت مطہرہ

① صحیح بخاری کتاب الطب' باب السحر حدیث:5763۔

ایک سے زیادہ حدیث میں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جادو کا وجود ہے اور جس پر جادو کر دیا جائے اس پر اس کا اثر ہوتا ہے، جو اس کی تکذیب کرے وہ کافر، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کرنے والا اور چشم دید حقائق کا منکر ہے۔ جادو کا منکر اگر باطن میں اس کا انکار کرے تو وہ زندیق ہے اور اگر ظاہر میں انکار کرے تو مرتد ہے۔ آگے فرماتے ہیں: اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دلوں پر جادو کی تاثیر ہوتی ہے کہ وہ محبت یا نفرت پیدا کرتا ہے، شر ڈال دیتا ہے، خاوند اور بیوی میں جدائی کرا دیتا ہے، آدمی اور اس کے دل میں حائل ہو جاتا ہے، اور آلام و امراض سے دوچار کر دیتا ہے، یہ سب باتیں مشاہدے میں ہیں اور اس کا انکار کرنا عناد اور سرکشی ہے۔ ①

امام ابن کثیر فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک جادو کا وجود برحق ہے اور اس کی ایک حقیقت ہے، اللہ تعالی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ برخلاف معتزلہ اور ابو اسحاق اسفرایینی شافعی کے، جن کا کہنا ہے کہ جادو محض جھوٹ اور نظر بندی کا نام ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

کبھی جادو محض ہاتھ کی صفائی ہوتا ہے جیسے شعبدہ بازی، اور بعض اوقات جادو کلام پر مشتمل ہوتا ہے جسے یاد کرنا پڑتا ہے، یا اللہ تعالی کے ناموں کا منتر ہوتا ہے، اسی طرح بعض جادو شیطان کا عہد و میثاق ہوتا ہے اور بعض دوا اور دھونی ہوتی ہے۔

اور امام ابن قدامہ رقمطراز ہیں: جادو کی ایک حقیقت ہے، بعض جادو ایسے ہوتے ہیں جو آدمی کو ہلاک کر دیتے ہیں، بعض مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ بعض ایسے

① شرح القرطبی علی صحیح مسلم: 6/6۔

ہوتے ہیں جو آدمی کو اپنی بیوی سے ہمبستری کرنے سے روک دیتے ہیں اور بعض خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی کرا دیتے ہیں۔ ①

① المغنی: 106/10۔

جادو کی قسمیں

علماء کرام -رحمہم اللہ- نے جادو کی کئی اقسام بتائی ہیں۔ چنانچہ ابو عبداللہ فخر الدین رازی نے جادو کی آٹھ قسمیں ذکر کی ہیں۔

ابن خلدون نے اپنی کتاب (المقدمہ) میں جادو کی کئی قسمیں بیان کی ہیں اور راغب اصفہانی نے چار قسمیں لکھی ہیں۔ اسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نقل کیا ہے۔

لیکن ان تمام قسموں پر گہری نظر ڈالنے کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ جادو کی صرف ایک ہی قسم حقیقی ہے اور وہ وہ ہے جس میں جادوگر جن وشیاطین پر اعتماد کرتا ہے، اور یہی قسم مختلف قسموں میں پائی جاتی ہے۔ بعض لوگ جس چیز کو جادو سمجھ بیٹھتے ہیں وہ جادو نہیں ہوتی، بلکہ حیلے ہوتے ہیں جن کے ذریعہ دجال اور شعبدہ باز عوام الناس کو بیوقوف بناتے ہیں۔ اس فصل میں ہماری زیادہ تر گفتگو اسی حقیقی جادو سے متعلق ہوگی جس میں جادوگر جن وشیاطین پر اعتماد کرتا ہے۔ کیونکہ اسلامی عقیدہ کے لیے نیز معاشرے اور فرد کے لیے اس کے خطرات بڑے سنگین ہیں۔

ستاروں کا جادو:

اس جادو کے عاملین سات گردش کرنے والے ستاروں یعنی شمس، قمر، زحل، مشتری، مریخ، زہرہ اور عطارد کی پرستش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہر ستارے کے لیے ایک خاص لباس پہنتے ہیں۔ چند مخصوص ایام کے روزے رکھتے ہیں۔ سر منڈاتے ہیں اور دھونی دیتے ہیں، پھر قمر (چاند) کی طرف نگاہ اٹھا کر اس سے مخاطب ہوتے ہیں۔ یہ سب اس لیے کرتے ہیں تاکہ ان کے گمان کے مطابق ان پر ستاروں کی روحانیت کا فیضان ہو۔

متقدمین نجومیوں کا حال یہ تھا کہ جب ان میں سے کسی کے یہاں بچہ پیدا ہوتا تو اس کا ایسا نام رکھتے جو اس مہینہ کے چاند پر دلالت کرتا جس میں بچہ پیدا ہوتا تھا۔ ان کا گمان یہ تھا کہ اس کے ذریعہ سے بچہ کے حالات دریافت کیے جاسکتے ہیں، اور ہم آج اپنے دور میں بہت سے اخبارات اور جرائد میں دیکھتے ہیں کہ "آج آپ کا نصیب" یا "آپ اور ستارے" کے عنوان سے نجومیوں کے اعمال اور زندگی کے بہت سے شعبہ جات سے متعلق لوگوں کے لیے ان کے صلاح ومشورے شائع کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ فلاں تاریخ سے لے کر فلاں تاریخ تک پیدا ہونے والے بچوں کے لیے برج سرطان منتخب کرتے ہیں اور فلاں تاریخ سے لے کر فلاں تاریخ تک پیدا ہونے والے بچوں کے لیے میزان یا عقرب مقرر کرتے ہیں۔ پھر جب چاند بلندی کی جانب چڑھ رہا ہوتا ہے یعنی برج سرطان میں ہوتا ہے تو ان کے لیے سفر کرنا، شادی بیاہ کرنا اور تجارتی معاملہ کرنا اچھا سمجھتے ہیں، اور جب چاند پستی کی طرف آرہا ہوتا ہے، یعنی برج عقرب میں ہوتا ہے تو ظن وتخمین اور کہانت کی بنا پر ان کے

حق میں سفر، شادی بیاہ اور تجارتی معاملات بہتر نہیں جانتے۔

احوال معلوم کرنے کے لیے ستاروں کو دیکھنا جادو اور کہانت کے قبیل سے ہے، کیونکہ مخلوقات کی بدبختی اور سعادت میں یا ان کو زندگی اور موت دینے میں مخلوقات علوی کی کوئی تاثیر نہیں، ستارے، چاند اور سورج اللہ سبحانہ وتعالی کی نشانیوں میں سے ہیں جو اس کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں، اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں، اسی کے لیے سجدہ کرتے ہیں اور اسی کے حکم کے پابند ہیں، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ﴾

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ کے سامنے سجدے میں ہیں سب آسمانوں والے اور سب زمینوں والے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور بہت سے انسان بھی''۔ ①

اور فرمایا:

﴿ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴾

''اور اسی نے تمہارے لیے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا ہے کہ برابر ہی چل رہے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمہارے کام میں لگا رکھا ہے''۔ ②

اور فرمایا:

﴿ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ﴾

① الحج:18۔
② ابراہیم:33۔

’’اور سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں‘‘۔①

اور فرمایا:

﴿وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ﴾

’’اور آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے تابع کر دیا ہے‘‘۔②

اللہ سبحانہ نے قرآن کریم میں یہ خبر دی ہے کہ ستارے آسمانِ دنیا کے لیے زینت ہیں اور بحر و بر کی تاریکیوں میں ان کے ذریعہ راستہ معلوم کیا جاتا ہے، اور کچھ ستارے ایسے ہیں جو آسمانی خبر اچکنے والے شیاطین کو مارنے کے لیے جاتے ہیں، اور یہ آسمان میں ثابت سیاروں کے علاوہ ہیں۔ لیکن ان سب پر ’’نجوم‘‘ یعنی ستاروں کا اطلاق ہوتا ہے جس طرح لفظ ’’دابہ‘‘ انسان اور جانور دونوں کو شامل ہے۔

صحیحین میں زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں بارش والی رات کے بعد ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے آج کی رات کیا فرمایا ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ یہ تو اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، فرمایا:

«أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ»

---

① الاعراف:54۔

② الجاثیہ:13۔

''(اللہ تعالی نے فرمایا): میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان رکھنے والے ہوئے اور کچھ بندے میرے ساتھ کفر کرنے والے ٹھہرے۔ تو جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل ورحمت سے بارش ہوئی ہے تو یہی بندہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں (سے بارش نازل ہونے) کا انکار کرنے والا ہے۔'' ①

اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ، يُنْزِلُ اللهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ: الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا»

''اللہ تعالی آسمان سے جو بھی برکت نازل فرماتا ہے اس کی وجہ سے لوگوں کا ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالی بارش نازل فرماتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے''۔ ②

غرضیکہ دنیوی حادثات رونما ہونے میں اور انسان کی سعادت وشقاوت میں ستاروں کا کوئی دخل نہیں ہے، اور اس علم سے مشغلہ رکھنا محض ظن وتخمین کے قبیل سے ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے ان (نجومیوں) سے دمشق میں گفتگو کی، ان کے بڑے بڑے علماء میرے پاس آئے اور میں نے ایسے عقلی دلائل سے ان کے عمل کا فساد وبطلان واضح کیا جن دلائل کی صحت کا وہ خود بھی اعتراف کرتے ہیں، ان کے بڑے نے کہا: اللہ کی قسم! ہم اپنی ایک بات کو سچ منوانے کے لیے سو جھوٹ بولتے ہیں۔ کیونکہ ان کے علم کا دارومدار اس نظریہ پر ہے کہ عالم بالا کی حرکات ہی دنیوی حادثات کے رونما ہونے کا سبب ہیں، اور سبب کا علم مسبب کے علم کا موجب ہے۔ لیکن یہ اسی

---

① صحیح بخاری، حدیث:846، صحیح مسلم، حدیث:71

② صحیح مسلم، حدیث:72۔

صورت میں ہوگا جب وہ مکمل سبب دریافت کر لیا جائے جو اپنے حکم (مسبب) کو مستلزم ہوتا ہے۔ جبکہ ان نجومیوں کا حال یہ ہے کہ اگر انہوں نے جان بھی لیا تو بے شمار اسباب میں سے صرف ایک ادنی حصہ ہی جان پاتے ہیں۔ بقیہ اسباب اور دیگر شرائط و موانع امور کا ان کو پتہ نہیں ہوتا، مثلا جو شخص یہ جان لے کہ گرمیوں میں سورج سر کے اوپر ہوتا ہے اس لیے گرمی سخت ہوتی ہے۔ اس سے وہ یہ بھی جان سکتا ہے کہ انگور خشک ہو کر کشمش بن جائے گا۔ تو اگرچہ ایسا بہت ہوتا ہے، لیکن محض سورج کے وجود سے ایسا نتیجہ اخذ کر لینا بہت بڑی جہالت ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس وقت انگور موجود ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ انگور موجود ہی نہ ہو، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ وہ درخت پھل لائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پھل ہی نہ لائے، یا ممکن ہے کہ انگور یونہی تازہ ہی کھا لیا جائے یا اسے نچوڑ لیا جائے، اسی طرح اس کا بھی احتمال ہے کہ انگور چوری ہو جائے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے خشک کر کے کشمش بنا لیا جائے، وغیرہ۔[1]

بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر آپ نجومیوں کے بیان کردہ حالات کو الٹ دیں، یعنی سعادت کی جگہ نحوست اور نحوست کی جگہ سعادت بنا دیں، یا گرم کی جگہ سرد اور سرد کی جگہ گرم کر دیں، یا مذکر کی جگہ مونث اور مونث کی جگہ مذکر لگا دیں، پھر حکم لگائیں تو بھی آپ کا حکم لگانا انہی کے حکم جیسا ہوگا کہ کبھی تو صحیح ہوگا اور کبھی غلط۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے قتال کرنے کے لیے سفر کرنا چاہا تو ایک نجومی ان کے پاس آیا اور کہا:

اے امیر المومنین! آپ سفر نہ کریں، کیونکہ چاند برج عقرب میں ہے۔ اگر چاند

---

① مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ :35/172,173۔

کے برج عقرب میں ہونے کے وقت آپ سفر کریں گے تو آپ کے ساتھی شکست کھا جائیں گے۔ یا اسی طرح کی کوئی بات کہی۔ اس کے جواب میں علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"بلکہ میں اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے اور تیری تکذیب کرنے کے لیے سفر کروں گا۔" چنانچہ آپ نے سفر کیا اور اس سفر میں آپ کو یہ کامیابی حاصل ہوئی کہ اس لڑائی میں اکثر خوارج قتل کر دیے گئے۔ کسی کا یہ اعتقاد رکھنا کہ سات ستاروں میں سے کوئی ستارہ سعادت اور نحوست کا ذمہ دار ہے، فاسد اعتقاد ہے، اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے علاوہ وہی ستارہ مدبر اور کارساز ہے تو ایسا اعتقاد رکھنے والا کافر ہے، اور اگر اس اعتقاد کے ساتھ ہی ستارے کو پکارنا، اس کی عبادت کرنا اور اس سے مدد مانگنا بھی شامل ہو جائے تو یہ کفر اور صریح شرک بھی ہے۔ البتہ جو لوگ افلاک اور ستاروں کی صفات، مقادیر اور حرکات جاننے کے لیے اور دنوں، مہینوں اور سالوں کا حساب وغیرہ لگانے کے لیے علم حساب کا استعمال کرتے ہیں تو دراصل یہ صحیح علم ہے لیکن فائدہ مند کم ہے، واللہ اعلم۔

جادوگر کے اندر کن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے؟

1- جادوگر اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اپنا نفس اور اپنی تمام ملکیت یعنی مال وجائیداد، گھر بار اور ذریت شیطان کے ہاتھوں فروخت کر دے۔

2- اس کے پاس عناد وسرکشی، اصرار اور مکر وفریب کی ایسی طاقت ہو جو اسے شیطانی عقیدے سے ٹلنے نہ دے، چاہے اس کے لیے اسے انتہائی سخت اور کٹھن اذیت واہانت برداشت کرنی پڑے۔

3- وہ اتنا بے حیا، بے شرم اور بے ضمیر ہو کہ شفقت ورحمت، مہربانی اور دیگر انسانی اور شریف جذبات سے بالکل عاری ہو۔

4- اپنے سردار ابلیس یا اس کے کسی چیلے کے خوفناک شکل میں سامنے آنے پر یا کوئی مہلک ہتھیار یا موت کا پھندا دیکھنے پر اس کے اوپر گھبراہٹ نہ طاری ہو۔

5- اس کی مدد کرنے میں اگر ابلیس ٹال مٹول کرے یا مدد کرنے سے انکار کر

دے تو وہ تنگ دل نہ ہو، بلکہ اس مدد کے طلب کرنے میں طاقت بھر اصرار کرے، اور جب اس سے دین یا آداب یا عرف عام یا انسانی قانون کے خلاف کوئی عمل طلب کیا جائے تو اس کی تعمیل وتنفیذ میں افسوس نہ کرے اور نہ ہی ملول خاطر ہو۔

6- وہ اپنی طاقت بھر جادوگری کے کام انجام دے، پابندی سے اس فن کا مطالعہ کرتا رہے اور یہ جادوگری جن شیطانی طریقوں، جشن اور اجتماعات کا مطالبہ کرے، ان کی تنفیذ کرے، اور ان اعمال، جشن اور اجتماعات کے نتیجہ میں خود اسے یا اس کے علاوہ کسی اور کو جو مصیبت و پریشانی لاحق ہو اس کی پرواہ نہ کرے، بلکہ ان شیطانی اجتماعات میں وقت مقررہ پر حاضر ہو اور متعین اوقات میں ان کی تنفیذ کرے۔

7- وہ فطری یا کسبی طور پر ہر بھلائی اور ہر عمدہ خصلت سے مکمل جاہل ہو۔

8- وہ شیطان کی قوت وطاقت، اور اس کی معاون خبیث وشریر روحوں کی طاقت کا پختہ اعتقاد رکھے۔ ان کے احکام واوامر کا فرمانبردار اور ان کے قوانین وشرائط کا پابند ہو۔

9- وہ تمام ادیان ومذاہب کا سخت دشمن ہو، ان پر اپنا غیظ وغضب ظاہر کرے۔ ان کا استہزاء کرے، اور تمام آسمانی کتابوں سے اپنی برأت ظاہر کرے، انہیں پھاڑے اور ان کی بے حرمتی کرے۔

10- وہ ہر قسم کے اخلاقی جرم، ہر معصیت اور برائی کے ارتکاب کے لیے تیار رہے، بلکہ فسق وفجور اور اباحیت میں بالکل غرق ہو۔

11- وہ اپنے لباس اور طرز زندگی سے غلاظت اور خست نفس کا نمونہ ہو اور

اپنے لیے پانی اور صابن کے استعمال کو ہمیشہ کے لیے حرام ٹھہرا لیا ہو۔ تاکہ اس کے جسم، اس کے لباس اور اس کی رہائش گاہ سے دائمی طور پر ایسی ناپسندیدہ اور سخت بدبو آئے جو اس کے ساتھیوں کے درمیان اس کی پہچان ہو۔

12- وہ اپنا زیادہ تر وقت - یا ممکن ہو تو سارا وقت - لوگوں سے الگ تھلک رہ کر گزارے، نہ تو ان سے تعامل کرے اور نہ ہی رابطہ رکھے، سوائے ان حالات کے کہ جب اس سے جادو کے کام انجام دینے اور لوگوں کو ضرر پہنچانے کے لیے ان سے رابطہ رکھنے کا مطالبہ کیا جائے۔ [1]

معاشرے میں جادوگر کے کام:

جادوگر معاشرے میں ہر طرح کی گندگی اور فساد پھیلاتا ہے اور اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی مخلوق کی ایذاء رسانی یا انتہائی گھٹیا برائی کا ارتکاب کرنے میں تردد نہیں کرتا۔ اسی طرح کھیتی باڑی اور چوپایوں کو ہلاک و برباد کر دینا، آگ لگا دینا، تجارتی سامانوں کو تلف کر دینا، میاں بیوی کے درمیان تفریق ڈال دینا، انہیں بانجھ بنا دینا، جنسی طاقت کو کمزور کرنے یا سرے سے ختم کر دینے کے لیے مخصوص مرہم تیار کرنا، حاملہ عورت کا حمل ضائع کر دینا، لوگوں کو جنون اور حیرانگی میں مبتلا کر دینا، پیار و محبت یا بغض و نفرت کے لیے خاص پاؤڈر تیار کرنا اور شادی سے پہلے منگنی یا عقد نکاح کو منسوخ کرا دینا جادوگر کے پسندیدہ اعمال میں شامل ہے۔

جادوگر اسی انداز سے جراثیم پھیلاتا رہتا ہے جو معاشرے کی ہڈیوں میں لگ کر

---

[1] السحر، ابراہیم محمد الجمل: 39,38۔

اسے کمزور کر دیتے ہیں، اور اگر ان جراثیم کا خاتمہ نہ کیا جائے تو معاشرے کا جسم کمزور ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے جادوگر کے بارے میں سخت موقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ راجح قول کے مطابق جادوگر توبہ کروائے بغیر گردن زنی اور مباح الدم ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ﴾

''سلیمان (علیہ السلام) نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور بابل میں ہاروت ماروت، دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر''۔ ①

اگر یہ کہا جائے کہ جادوگر سے آپ کیوں نہیں توبہ کراتے جبکہ مرتد سے توبہ کرائی جاتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جادوگر مالکیہ کے نزدیک زندیق (بے دین) کے حکم میں ہے اور زندیق سے توبہ نہیں کرائی جاتی۔

نیز جادوگر کو قتل کر دینا خلیفہ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔ چنانچہ سنن ابی داود میں بجالہ بن عبدہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں احنف بن قیس کے چچا جزء بن معاویہ کا کاتب تھا، اسی دوران ہمارے پاس عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے

① البقرہ:102۔

ایک سال پہلے ان کا یہ خط آیا کہ ''ہر جادوگر کو قتل کر دیا جائے''۔ ①

اس روایت کی سند صحیح ہے۔

اسی طرح ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی جادوگر کو قتل کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ موطأ امام مالک میں عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: انہیں یہ روایت پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک لونڈی نے جادو کر دیا تھا تو انہوں نے اسے قتل کروا دیا۔ اس نے ان پر جادو کی سازش تیار کی تھی تو انہوں نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ ②

جادوگر کو قتل کر دینا صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کا مذہب ہے جن میں عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، عبداللہ بن عمر، ام المومنین حفصہ اور ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ ③

اسی طرح ائمہ میں سے امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ایک روایت میں امام احمد -رحمہم اللہ- بھی اسی کے قائل ہیں۔

جادوگر کیسے جادو کرتا ہے؟

جادو کرانے والا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، جادوگر کے پاس جاتا ہے اور اس سے کسی پر جادو کرنے کی درخواست کرتا ہے، یا کسی ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جس کے جادوگر ہونے کا گمان نہیں ہوتا اور اس سے اپنی یا اپنے کسی عزیز کی بیماری کا علاج

---

① سنن ابی داود، حدیث: 3043، مسند امام احمد: 191,190/1، سنن بیہقی: 136/8، المحلی لابن حزم: 397/11۔

② موطأ امام مالک: 543۔

③ تفسیر قرطبی: 48/2۔

کرنے کا سوال کرتا ہے۔ اس وقت جادوگر اس سے اس شخص کا نام پوچھتا ہے جس پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے اور اس کی ماں کا نام بھی دریافت کرتا ہے، نیز مطلوب شخص کے بعض نشانات مثلاً بال، ناخن، کپڑا یا فوٹو طلب کرتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ جادوگر کیوں مطلوب شخص کی ماں کا نام دریافت کرتا ہے، اس کے باپ کا نام دریافت نہیں کرتا، جبکہ ہونا یہی چاہیے تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جادوگر اور اس کے ساتھ موجود جنات آسمانی ادیان وشرائع کے منکر ہیں، اور ان کا استہزاء کرتے ہیں، جادوگر شرعی عقد نکاح کو نہیں مانتا۔ اس لیے اپنے پاس آنے والے ہر شخص کو وہ -معاذ اللہ- زنا کی اولاد (حرامی) سمجھتا ہے، اس کے بعد جادوگر ایک ساتھ دونوں ناموں (مطلوبہ شخص اور اس کی ماں کا نام) کے حروف گنتا ہے، پھر دیکھتا ہے کہ یہ نام مٹی سے قریب تر ہے تو اسے زمین کے اندر دفن کر دیتا ہے، یا پانی سے قریب تر ہے تو اسے پانی مثلاً کنویں میں رکھ دیتا ہے، جیسا کہ لبید بن اعصم یہودی نے جب رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تو آپ کے نام اور آپ کی والدہ ''آمنہ'' کے نام کا حساب لگانے کے بعد دیکھا کہ ان دونوں ناموں میں حرف ''میم'' اور ''الف'' کا تکرار ہے، لہذا یہ نام ''ماء'' یعنی پانی سے قریب تر ہے، چنانچہ اس نے جادو کردہ چیز ''بئر ذروان'' میں رکھ دی۔

نام اگر ''ماء'' یعنی پانی سے قریب تر ہے تو جادوگر اسے کنویں یا سمندر میں ڈال دیتا ہے یا مچھلی کے اوپر لکھ دیتا ہے، اور ہوا سے قریب تر ہوتا ہے تو اسے عام درخت یا کھجور کے درخت یا دیوار میں لٹکا دیتا ہے۔ اس کے بعد جادوگر خوشبودار دھونی (اگربتی) سلگاتا ہے، کیونکہ جنات اس دھونی سے غذا حاصل کرتا ہے۔ واضح رہے کہ جادو کے ہر نوع کے لیے ایک مخصوص قسم کی دھونی ہوتی ہے۔ دھونی سلگانے

کے ساتھ ہی جادوگر اپنا کفریہ وشرکیہ منتر پڑھنا شروع کرتا ہے جس میں بڑے بڑے جنوں کی بھرپور تعظیم وتکریم ہوتی ہے، اس کے بعد منتر لکھتا ہے۔ اس منتر میں جادوگر کی طرف سے جن کے قبیلہ کے سردار کے لیے بندگی کا پیغام اور ان کی تعظیم ہوتی ہے۔ ان سے استعانت کی جاتی ہے اور اللہ عزوجل کے کلام کی اہانت اور بے حرمتی ہوتی ہے، اسی اثناء میں جن جادوگر کے سامنے اپنے مطالبات رکھتا ہے تاکہ وہ ذلت وخواری کی حالت میں جادو کروانے والے تک پہنچائے، مثلا:۔ زار کی محفل میں حاضر ہونا، یا کڑی شرطوں والا جانور ذبح کرنا، یا مخصوص قسم کا کھانا کھانا، یا متعین مدت کے لیے لوگوں سے علیحدہ ہو کر تاریک کمرے میں بند رہنا، یہ منتر اگر جل جائے یا خراب ہو جائے یا ضائع ہو جائے تو سحر زدہ شخص کا معاملہ آسان ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس منتر کی حفاظت کے لیے بعض جادوگر اسے پیتل کی ڈبیہ میں رکھ کر قلعی کر دیتے ہیں جسے بعض لوگ ''حجاب'' کہتے ہیں۔ اس کے بعد جادوگر کسی جن کو اس مہم کو انجام دینے کا حکم دیتا ہے جو وہ مطلوب شخص کے لیے کرنا چاہتا ہے۔ یعنی اسے مرض میں مبتلا کر دینا، یا اس کے دل میں اوہام وخیالات پیدا کر دینا، یا اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی پیدا کرنا وغیرہ، اس جن کو ''جادو کا خادم'' کہا جاتا ہے۔ ''جادو کا خادم جن'' جادو کیے گئے شخص کے نشان کی مہک سونگھ کر یا اس کی تصویر دیکھ کر اس کو پہچان لیتا ہے پھر اس کا پیچھا کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کی حالت دیکھ لیتا ہے۔ دیکھنے کے بعد اگر اسے اللہ تعالی کے احکامات کا پابند نہیں پاتا تو اس کے لیے اپنی مہم کا انجام دینا آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ اس پر سوار ہو جاتا ہے یا اس کے دل میں ایسے اوہام وخیالات پیدا کر دیتا ہے جن سے وہ گھٹن محسوس کرنے لگتا ہے۔ لیکن اگر جنات اسے احکام الٰہی کا پابند اور راہ حق پر گامزن پاتا ہے تو اس سے ڈر جاتا

ہے لیکن پیچھے لگا رہتا ہے تاکہ کسی وقت اسے اللہ کے ذکر سے غافل یا حالت غضب میں پاکر اس کے جسم میں داخل ہو جائے۔ پھر اس کے بعد جادوگر اس جادو کردہ شخص اور اور جادو کے خادم جنات کے درمیان ایک واسطہ (جنات) کے ذریعہ اپنے جادو کی پیروی کرتا ہے جو اس کے لیے روزانہ کی خبریں اور نتائج بیان کرتا ہے اور جادو کے خادم کے پاس جادوگر کے احکام لے کر آتا ہے۔ اب جس شخص پر جادو کیا گیا ہوتا ہے اگر وہ متقی اور پرہیزگار ہے، قرآن اور اذکار و ادعیہ کا ورد کرتا ہے تو جادو کے خادم جن کو بڑی مشقت پیش آتی ہے اور وہ اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ بعض معمولی عوارض کے علاوہ جادو کا کوئی اثر نہیں ہوتا، بلکہ خادم جن بھاگنے کی کوشش کرتا ہے، اور اگر متوسط جن اسے صبر کی اور شیطان کے پاس قربت حاصل کرنے کی نصیحت نہ کرے یا بھاگنے کی صورت میں اسے قتل کر دینے کی دھمکی نہ دے تو وہ بھاگ کھڑا ہوگا۔ لیکن اگر وہ شخص کمزور ایمان والا اور اللہ سے کم تعلق رکھنے والا ہے تو اس کے لیے بڑی آفت ہے۔ کیونکہ اس صورت میں جادو اس کے بدن میں سرایت کر کے اس کی زندگی پر مکمل طور پر اثر انداز ہو جاتا ہے، اور اس کا جادوگروں کے ساتھ ایک ایسا لامتناہی معاملہ شروع ہو جاتا ہے جو اس کی زندگی کی آخری سانس تک جاری رہ سکتا ہے۔ اس موقع پر دو طرح کا جادو اختیار کیا جاتا ہے:

یا تو جادو مریض کے جسم کے اندر گیا ہوتا ہے۔ یعنی کھانے کی چیز میں کھلایا گیا ہوتا ہے۔ یا پینے کی چیز میں پلایا گیا ہوتا ہے۔ یا عطر میں سونگھایا گیا ہوتا ہے۔ یا ہاتھ سے مصافحہ کے ذریعہ جسم تک پہنچایا گیا ہوتا ہے۔ یا پھر جادو مریض کے جسم سے باہر ہوتا ہے، یعنی کہیں دفن کیا گیا ہوتا ہے، یا کسی مقام پر لٹکایا گیا ہوتا ہے۔

انسان پر جادو کا اثر:

انسان پر جادو کا اثر دو طرح سے ہوسکتا ہے: یا تو جادو کا اثر داخلی ہوگا، یعنی مریض کے جسم کے اندر اس کا اثر ہوگا، اور یا اس کا اثر خارجی ہوگا، جیسے باہر سے یا دور سے مریض کے جسم پر اس کی تاثیر ہو، اور وہ اس کے اندر گھٹن اور اوہام وخیالات پیدا کر دے، اسی طرح جادوگر اپنا جادو استعمال کرتا ہے۔

اسی سے ہم وہ معلومات اخذ کرتے ہیں جو دوسرے معالج کے لیے بھی مفید ہیں اور جادو زدہ شخص کے لیے بھی مفید ہیں کہ وہ بذات خود اپنا علاج کر سکے۔

جادو سے متعلق مفید معلومات:

جادو کے علاج کا شرعی طریقہ ہی سب سے مفید طریقہ ہے، کیونکہ جادو زدہ شخص کا جادو اتروانے کے لیے کسی جادوگر کے پاس جانا جنوں کی دوطرفہ لڑائی کی مانند ہے اور اسی لڑائی کے نتیجہ پر جادو زدہ شخص کا معاملہ موقوف ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں طرف کے جنوں کے درمیان اس بات پر اتفاق ہو جاتا ہے کہ جادو کا خادم جن ایک متعین مدت کے لیے نکل جائے اور اس کے بعد دوبارہ اپنی مہم پر لوٹ آئے، لیکن قرآنی علاج کے آگے نہ کسی جادوگر کا بس چلتا ہے نہ جن کا:

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ﴾

''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا''۔ ①

---

① الحشر: 21۔

جادو کی ایک متعین مدت ہوتی ہے، اگر جادو کو تلف کر دیا جائے تو اس مدت کے بعد وہ بے اثر ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض جادوگر اپنے جادو کی پیروی اور اس کی تجدید کرتے رہتے ہیں۔

اس کتاب کی آخری فصل میں مذکور صبح وشام کے اذکار اور مسلمان کی زندگی سے متعلق وارد دیگر اذکار کی پابندی کے ساتھ ہی مریض کے لیے مخصوص پروگرام (طریقہ علاج) کی تعمیل میں درج ذیل فائدے ہیں:

اول: جس طرح جنگ میں کمک (امداد) منقطع کر دی جاتی ہے اسی طرح جادوگر اور خادم جن کے مابین واسطہ (جنات) منقطع ہو جاتا ہے۔

دوم: جادو کا خادم جن کمزور ہو کر یا تو ہلاک ہو جاتا ہے یا بھاگ جاتا ہے۔

سوم: جادوگر اپنے جادو کی اگر تجدید کرنا چاہے تو اسے اس کے لیے مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کسی بھی جادو کے لیے درج ذیل چیزوں کا وجود ضروری ہے:

جادوگر، وہ شخص جس پر جادو کیا جائے، طلسم (جادو)، جادو کے مخصوص مادّے، جادو کا خادم جن، جادوگر اور جادو کردہ شخص کے درمیان واسطہ جن۔

بعض جادوگر جادو کے خادم جن کی زبان باندھ دیتے ہیں جس کی وجہ سے جادو کردہ شخص گفتگو نہیں کر سکتا، گزشتہ دنوں ایک عورت کا علاج کیا گیا جو چھ ماہ تک اسی قسم کے جادو کا شکار تھی اور گفتگو نہیں کر سکتی تھی۔ نفسیاتی ہسپتال میں اس کا علاج ہو رہا تھا لیکن حالت میں سدھار نہیں آیا جس پر اس کے شوہر نے طلاق بھی دے دی، جادوگر بھی اس کے علاج سے تھک چکے تھے لیکن کتاب اللہ سے اس کا (شرعی) علاج

ہوا اور وہ شفایاب ہوگئی۔

اسی طرح جنوں میں بھی جادوگر ہوتے ہیں:

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جادوگر کسی جن پر جادو کر کے اسے جادو کردہ انسان کے پاس بھیجتا ہے، اس طرح وہ جادو جن اور انسان دونوں سے مرکب ہوتا ہے۔

پیارے بھائی! آپ ان معالجین سے ہوشیار رہیں:

لعنتی جادوگر لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کے ذریعے علاج کرتے ہیں۔ وہ دھوکہ بازی اور حیلہ گری سے کام لیتے ہوئے کبھی کبھی علاج کروانے والوں کی سماعت تک واقعی چند قرآنی آیات کی تلاوت بھی پہنچا دیتے ہیں، یا ان آیات کو لکھ کر دے دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ عبارت بڑی عجیب وغریب ہے جو مجھے ان جادوگروں کے ایک بڑے سرغنہ کی ایک کتاب کے مقدمہ میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ۔ جادوگروں کا یہ استاذ جس کا نام عبد الفتاح الطّوخی ہے اپنی کتاب ''تسخیر الشیاطین فی وصال العاشقین'' کے مقدمہ میں یوں رقمطراز ہے۔

''اللہ تعالی کی بارگاہ سے کامیابی اور فوز وفلاح کا طلب گار عبد الفتاح بن سید محمد الطّوخی الفلکی کہتا ہے: (اللہ تعالی مجھے اور مجھ سے پہلوں اور بعد میں آنے والے سب لوگوں کو معاف فرما دے)، یہ کتاب بہت عظیم الشان ہے، اسے میں نے اولین وآخرین کے علم سے جمع کیا ہے اور اس کا نام ''تسخیر الشیاطین فی وصال العاشقین'' رکھا ہے۔

یہ بد بخت، ملحد اور زندیق شخص اللہ تعالی سے کامیابی اور فوز وفلاح طلب کرنے

کے فورا بعد اپنے مقصد کی طرف پلٹتا ہے اور لوگوں کو کنواری لڑکیوں کے دلوں میں ہل چل پیدا کرنے کے لیے ابلیس لعین سے مدد مانگنے کے مختلف طریقے سکھلاتا ہے، چنانچہ وہ کفر اور بے دینی کی حدود کو چھونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لعنتی انسان لوگوں کو اس امر پر ابھارتا ہے کہ وہ اپنی عورتوں سے جماع کے وقت اپنے اعضاء تناسل پر قرآنی آیات لکھا کریں۔ ①

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سچ فرمایا ہے:

﴿ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ﴾

''وہ جب بھی کسی کو جادو کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیتے تھے کہ دیکھ! ہم محض ایک آزمائش ہیں تو کفر میں مبتلا نہ ہو''۔ ②

وہ علامات جن سے جادوگر پہچانا جاتا ہے:

1- ایسا شخص مریض کا نام اور اس کی والدہ کا نام پوچھتا ہے۔

2- وہ کسی جانور یا پرندے کو ذبح کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ کبھی یہ جانور عام ہوتا ہے تو کبھی متعین صفات کا حامل ہوتا ہے۔ وہ معالج بعض اوقات اس کا خون مریض کے بدن پر ملنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

3- ایسا معالج مریض کو یہ ہدایت کرتا ہے کہ وہ ایک خاص مدت تک لوگوں سے الگ تھلگ ایک اندھیرے کمرے میں قیام پذیر رہے اور اس دوران چند مخصوص غذائیں اور مشروبات استعمال کرے۔

---

① کتاب ''السحر والسحرة'' تالیف ڈاکٹر ابراہیم کمال ادہم۔

② البقرہ:102۔

4- وہ چند کاغذات مریض کے حوالے کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ وہ ان کاغذات کو جلا دے یا ان کی دھونی بنا کر استعمال کرے یا انہیں اپنے گلے میں لٹکا لے یا انہیں کسی خاص جگہ دفن کر دے۔

5- ہر وہ شخص جو حروف یا اعداد لکھ کر دے یا چھ چھ خانوں والی شکلیں بنا کر یا اللہ کا کلام لکھ کر اس کو کاٹ کاٹ کر استعمال کرنے کی تلقین کرے وہ جادوگر ہے۔

6- ہر وہ شخص جو دوران علاج سمجھ میں نہ آنے والے کلمات زبان سے ادا کرے یا عربی لغت کے علاوہ کسی دوسری زبان کے الفاظ ادا کرے وہ جادوگر ہے۔

جادوگروں کے پاس جانے میں خطرات:

اب جب کہ یہ بات ہمارے علم میں آچکی ہے کہ جادوگر کافر ہے اور اس کی سزا اسلام میں یہ ہے کہ اس کی گردن ماردی جائے، ہم یہ واضح کرنا چاہیں گے کہ ہماری روشن شریعت ایک مسلمان کو جادوگروں کے پاس جانے سے سختی کے ساتھ منع کرتی ہے۔ چنانچہ کتب حدیث میں عمران بن حصین سے حسن سند کے ساتھ مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ، وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ»

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو فال نکالے یا اس کے لیے فال نکالی جائے، جو

کہانت کرے یا اس کے لیے کہانت کی جائے یا جادو کرے یا اس کی خاطر کسی پر جادو کیا جائے۔ جو شخص کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کی جانے والی شریعت کا انکار کیا"۔ ①

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اجْتَنِبُوا السَّبعَ المُوبِقاتِ». قالُوا: يا رسولَ اللهِ! وما هُنَّ؟ قالَ: «الشِّرْكُ باللهِ، والسِّحْرُ، وقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إلَّا بالْحَقِّ، وأَكْلُ الرِّبَا، وأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، والتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وقَذْفُ المُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِناتِ الْغَافِلَاتِ»

سات تباہ کن چیزوں سے بچ کر رہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون کون سی چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا:

1- اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

2- جادو سیکھنا یا کرنا۔

3- اللہ کی حرام کردہ کسی جان کو ناحق طریقے سے قتل کرنا۔

4- سود کھانا۔

5- یتیم کا مال ظلم سے کھانا۔

6- میدان جنگ سے بھاگ جانا۔

① مسند بزار حدیث: 1170 باسناد جید' مجمع الزوائد: 117/5' الترغیب والترھیب: 33/4۔

7- پاک دامن بھولی بھالی مؤمن عورتوں پر بدکرداری کا الزام عائد کرنا''۔ ①

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

«مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَمَنْ أَتَاهُ غَيْرَ مُصَدِّقٍ لَهُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً»

''اگر کوئی شخص کسی کاہن کے پاس آئے اور اس کی باتوں کی تصدیق کر دے تو وہ اس شریعت سے لاتعلق ہو گیا جو اللہ تعالیٰ نے محمد پر نازل فرمائی ہے اور جو کوئی کاہن کے پاس آئے، چاہے اس کی باتوں کی تصدیق نہ بھی کرے تو ایسے شخص کی نماز چالیس روز تک قبول نہیں کی جاتی''۔ ②

ممکن ہے ایک شخص یوں کہے: میں کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے جادوگر کے پاس نہیں جاتا بلکہ میں تو اپنے جادو کا علاج کروانے اور شفا حاصل کرنے کے لیے جاتا ہوں، یا اس طرح کے دیگر اعذار پیش کرے تو ہم ایسے شخص سے یہ کہیں گے:

''تمہارا حال اس شخص جیسا ہے جو بیماری کا علاج بیماری کے ذریعے کروانا چاہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دھوپ سے بچنے کے لیے آگ میں کود پڑے''۔

بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جنات جادوگر کے خلاف بغاوت کر دیتے ہیں اور خود اسے کئی بیماریوں میں مبتلا کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ ان بیماریوں کا جادوگر کے پاس کوئی علاج نہیں ہوتا۔ جنات و شیاطین اکثر احوال میں جادوگر کو مصیبت میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی مدد کو نہیں آتے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴾

① صحیح بخاری حدیث، 2766، صحیح مسلم حدیث: 89۔

② شرح السنۃ: 182/12 باسناد جید و مجمع الزوائد: 118/5۔

”شیطان تو انسان کے ساتھ عین وقت پر بے وفائی کرنے والا ہے“۔ ①

کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ جنات جادوگر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس کے پاس بغرض علاج آنے والی خواتین سے بے حیائی کا ارتکاب کرے، یا ان کے نازک مقامات پر خون کے ساتھ کوئی تحریر لکھے۔

بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ جادو کا الٹا اثر جادو کروانے والے ہی پر ہو جاتا ہے۔ کتنی ہی ایسی خواتین ہیں جنھوں نے جادو کے ذریعے اپنے شوہر کی محبت چاہی اور اسے دوسری شادی سے روکنا چاہا مگر شوہر نے اس جادو کے زیر اثر خاتون کو طلاق دے دی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ﴾

”بری چالوں کا وبال ان کے کرنے والوں پر ہی پڑتا ہے“۔ ②

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت اور مرد بالکل ٹھیک ہوتے ہیں مگر جب یہ اس جادوگر کے پاس جاتے ہیں تو یہ مال اینٹھنے کے لیے ان پر کسی جن کو مسلط کر دیتا ہے، جو انہیں پریشان کرتا ہے اور یہ مجبور ہو کر اس کی خدمت میں نذرانے پیش کرتے ہیں۔

جنات وشیاطین بڑی کثرت سے تھکا دینے والے پریشان کن مطالبات کرتے ہیں۔ کبھی وہ بڑی سخت شرائط کے ساتھ مخصوص صفات کا حامل جانور، مرغ یا کبوتر طلب کرتے ہیں تاکہ اسے جنات کی خوشنودی کے لیے ذبح کیا جا سکے اور اس کا خون مریض کے جسم پر ملا جا سکے، یا پھر وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مریض لوگوں سے

---

① الفرقان:29۔

② فاطر:43۔

الگ تھلگ ہو کر تاریک کمرے میں چالیس راتوں تک مقیم رہے، یا یہ کہ وہ ایک خاص مدت تک پانی کے نزدیک نہ آئے۔ اسی طرح کے مطالبات جن کی کوئی حد نہیں، وہ کرتے رہتے ہیں۔ ہر علاقے کے جنات کے مطالبات دوسرے علاقوں کے جنات سے مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ مصر کے ایک میدانی علاقہ میں ایک کنواں ''ابوہشیمہ''① کے نام سے موسوم ہے ایسی خواتین جو اولاد کی طلب گار ہوتی ہیں انہیں جادوگر جمعہ کے روز نماز مغرب کے بعد اس کنویں کے پانی میں ڈبکی لگانے کے لیے بھیجتے ہیں۔ یہ ایک بے آباد کنواں ہے جس میں بہت سے جنات ڈیرا ڈالے رہتے ہیں اور عورتوں کے خفیہ اعضاء کو مزے لے کر دیکھتے رہتے ہیں۔ کبھی کوئی عورت اگر جن کو پسند آ جائے تو وہ اس کے بدن میں داخل ہو جاتا ہے اس خاتون کا بے چارہ شوہر اس کنویں پر اپنی بیوی کو لے جاتے وقت اس حقیقت کو بھول جاتا ہے کہ اولاد عطا کرنے کا اختیار تو اللہ عزوجل نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ۝ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ﴾

''وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عنایت فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے''۔②

جنات وشیاطین اپنے الٹے سیدھے مطالبات کے ذریعے لوگوں کو تھکا دیتے اور

① یہ کنواں بنی سویف کے ضلع میں ''مسمطا'' شہر کے دیہات میں سے ایک گاؤں میں واقع ہے۔

② الشوریٰ:50,49۔

پریشان کردیتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنی کتاب مقدس میں سچ فرمایا ہے:

﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾

''انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات کی پناہ طلب کیا کرتے تھے، مگر اس کے نتیجے میں جنات نے پناہ مانگنے والوں کو خوف اور پریشانی میں زیادہ ہی کر دیا''۔ ①

شیخ حافظ حکمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''کسی جادوزدہ شخص کا علاج اسی طرح کے جادو کے ذریعے کروانا حرام ہے، اس لیے کہ یہ جادوگر سے تعاون کی ایک صورت ہے اور یہ اس کے ناجائز کام کو تسلیم کرنے والی بات ہے۔ نیز یہ مختلف طریقوں سے شیطان کی قربت حاصل کرنے کی کوشش ہے تاکہ وہ جادوزدہ شخص کے جادو کو زائل کردے''۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''چونکہ عام طور پر جادو کا علاج جادوگر ہی کرتے ہیں۔ لہٰذا موجودہ دور میں جب کہ کوئی تلوار جادوگروں کے سد باب کے لیے نہیں اٹھتی، آپ دیکھیں گے کہ بہت سے بدکردار جادوگر اپنے پسندیدہ یا ناپسندیدہ لوگوں پر جان بوجھ کر جادو کر دیتے ہیں تاکہ وہ مجبور ہو کر جادو کے علاج کے لیے انہی جادوگروں سے رجوع کریں۔ اس طرح سے یہ لوگ دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور ان کے مال اور دین پر مسلط ہو جاتے ہیں''۔ ②

---

① الجن:6۔

② معارج القبول:1/530۔

ان تمام گذارشات کے بعد ہم امت توحید، امت قرآن، امت محمد ﷺ کے صحیح العقیدہ حضرات کو ندا دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ جادوگر کافر ہے اس کا عمل کفر ہے۔ وہ اپنی جان کے لیے بھی نفع نقصان اور موت وحیات یا دوبارہ زندگی کا اختیار نہیں رکھتا۔ نہ ہی وہ غیب جانتا ہے۔ وہ جنات جو جادوگروں کی خدمت کرتے ہیں کافر وسرکش جنات ہیں۔ کیونکہ ان کے مؤمنین تو انسانوں کے مؤمنین ہی کی طرح ہیں، وہ اپنے لیے تسخیر اور معبودیت کو پسند نہیں کرتے۔ عزت دار شخص گھٹیا چیزوں سے راضی ہوتا ہی نہیں۔

اے امت قرآن! اگر آپ جادوگروں کے حالات پر غور فرمائیں تو آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ مریضوں سے چند ٹکے بٹورنے کی خاطر در بدر ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ لوگ آپ میں سے کسی کو دولت مند کیسے بنا سکتے ہیں۔ تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟!

دریں حالات جب کہ اسلام نے جادوگروں کی طرف جانے والے راستے بند کر دیے ہیں تو کیا اس کا کوئی متبادل بھی موجود ہے؟ ہم کہتے ہیں: کیوں نہیں! اس کا متبادل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں موجود ہے اور ہم اگلے صفحات میں جادو کے ازالہ اور علاج کے شرعی طریقوں کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ......

طبیبوں کا قول ہے: پرہیز علاج سے بہتر ہے، اور ہم کہتے ہیں:

جادو کا بہترین علاج یہ ہے کہ آپ اس کے واقع ہونے سے قبل ہی اس سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کریں۔ اگر وہ خبیث جادوگر جو اپنی جان اور اپنا ایمان شیطان لعین کے ہاں فروخت کر چکا ہے، اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے شیطان سے مدد طلب کرتا ہے تو ہمارے لیے بھی شریعت نے واضح کر دیا ہے کہ ایک بندہ مومن کس طرح اپنی جان اور اپنے اہل وعیال کو شیطانی ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ چنانچہ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ جادو اور جادوگروں کے شر سے بچنے کے لیے درج ذیل طریقے اختیار کرے۔

1- ایمان کے ذریعے اپنے آپ کو مضبوط کرنا:

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ خود کو قوی گردانے اور اپنی توحید کو اللہ کے لیے خالص

کر لے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو یہ چیز اس کے ایمان کو تقویت فراہم کرے گی اور اس کے دل سے ماسوی اللہ کا کے خوف دور ہو جائے گا۔ یہ عقیدہ اس کے دل میں راسخ ہو جائے گا کہ نفع ونقصان اکیلے اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ایک مسلمان کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ جادو وغیرہ کے یہ تمام ذرائع ہواؤں کی حرکات کی مانند ہیں۔ان سب کا کنٹرول ان کے خالق ومالک کے ہاتھ میں ہے چنانچہ یہ کسی کو اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ سبحانہ وتعالی کا جادو کے بارے میں فرمان ہے:

﴿ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾

''وہ کسی کو بھی اذن الٰہی کے بغیر اس کے ذریعے نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے''۔①

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ﴾

''اللہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہیں خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو ہٹانے والا بھی کوئی نہیں''۔②

چنانچہ جو کوئی اللہ کا خالص بندہ ہوگا، راحت ومصیبت میں اللہ کا حق ادا کرنے والا ہوگا اور ساری خشیت وخوف اللہ ہی کے لیے خاص رکھنے والا ہوگا تو اس پر یہ قول الٰہی صادق آئے گا:

---

① البقرہ:102۔

② یونس:107۔

﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ﴾

''کیا اللہ تعالی اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے''۔ ①

بندہ جب کامل عبودیت کا درجہ پا لیتا ہے تو اس کے ساتھ اسے اللہ کی کامل حمایت حاصل ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگوں پر پھر شیطان غلبہ نہیں پا سکتا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ﴾

''میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ حاصل نہ ہو سکے گا''۔ ②

ایسا شخص قوی الایمان ہوتا ہے اور اللہ تعالی کی حفاظت، پناہ اور نصرت کے باعث شیطانی اثرات سے محفوظ ہوتا ہے۔ اس پر جادو وغیرہ کے اثرات شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں۔ جادوگروں کا جادو صرف کمزور نفوس ہی پر اثر انداز ہوتا ہے۔

2- صبح و شام کے اذکار کی پابندی:

صبح و شام کے مسنون اذکار کی پابندی کرنا جادو سے بچنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ یہ اذکار جادو کا اثر واقع ہونے سے قبل ہی اس کو روک دیتے ہیں اور اس کے اثرات سے انسان کا بچاؤ کرتے ہیں اور اس کے شر کو دفع کرتے ہیں اور اگر جادو واقع ہو چکا ہو تو یہ اذکار اس کا علاج بن جاتے ہیں۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ

---

① الزمر:36۔

② الحجر:42۔

فرماتے ہیں:

''جادو کا مفید ترین علاج اذکار الہیہ ہیں یہ اذکار ذاتی طور پر مفید ہیں، چونکہ ارواح خبیثہ کے اثرات گھٹیا نوعیت کے ہوتے ہیں لہذا ان کے اثرات کا ازالہ اسی چیز سے ہو سکتا ہے جو تاثیر میں ان کے برعکس ہو اور ان کا مقابلہ کر سکے۔ جیسا کہ مسنون اذکار، آیات اور دعائیں ہیں جو ان بدروحوں کے اثرات کو زائل کر دیتی ہیں۔ ان کے پڑھنے والا جس قدر قوی الایمان اور مضبوط ہوگا اسی قدر ان میں جنات و آسیب کے اثرات کو دور کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوگی، یہ معاملہ دو فوجوں کی جنگ جیسا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس اپنا سامان جنگ اور ہتھیار وغیرہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ دونوں میں جو بھی دوسرے پر غالب آجائے گا اس کو تسلط حاصل ہو جائے گا اور اسی کا حکم چلے گا۔ جب بندہ اللہ سے دلی تعلق رکھنے والا ہو، وہ اس کی یاد سے معمور ہو، وہ اپنے رب کی طرف توجہ کرنے والا ہو، زبان پر دعاؤں، اذکار اور تعوذات کا ورد رکھنے والا ہو اور اس معاملہ میں اس کا دل زبان سے ہم آہنگ ہو تو یہ وہ عظیم ترین اسباب ہیں جو انسان تک جادو کا اثر پہنچنے سے رکاوٹ بنتے ہیں۔ بلکہ اگر جادو کا اثر موجود ہو تو یہ چیزیں اس کا عظیم ترین علاج ہیں۔ جادوگر یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے جادو کا اثر صرف کمزور، وہمی اور ایسے گھٹیا اشخاص پر ہوتا ہے جو شہوات ولذات کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جادو کا اثر زیادہ تر خواتین، بچوں، جاہل عوام اور دیہاتیوں پر ہوتا ہے۔ نیز جو لوگ دین، توکل اور توحید میں کمزور ہوتے ہیں اور ذکر، اذکار، دعاؤں اور مسنون تعوذات سے محروم رہتے ہیں ان پر بھی جادو کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جادو کے اثرات کا غلبہ ان لوگوں پر زیادہ ہوتا ہے جو کمزور

اور توہم پرست ہوں اور جن کا میلان زیادہ تر سفلی خواہشات کی طرف رہتا ہو۔علماء کہتے ہیں:

”جادو کا مریض خود ہی اپنے خلاف جادو کرنے والوں کے لیے معاون ثابت ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اس کا دل ہر وقت بدروحوں اور آسیبوں ہی کے بارے میں سوچتا رہتا ہے۔ چنانچہ اس کے دل پر وہی چیز مسلط ہو جاتی ہے جس کی طرف ہر وقت اس کی توجہ اور میلان رہتا ہے اور یہ بدروحیں بالعموم ایسے شخص پر تسلط جماتی ہیں جو انہیں اس کام کے لیے زیادہ موزوں نظر آتا ہے۔ چونکہ اس شخص کا دھیان ہر وقت انہی بدروحوں کی طرف رہتا ہے لہٰذا یہ روحانی قوت سے خالی رہتا ہے اور وہ کوئی ایسی قوت نہیں جمع کر پاتا جو ان ارواح خبیثہ سے لڑائی کرے، چنانچہ وہ اس پر مسلط ہو جاتی ہیں اور ان کے اثرات جادو وغیرہ کی شکل میں اس پر واقع ہو جاتے ہیں۔“ ①

مسند احمد اور سنن ترمذی میں حارث اشعری رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث ہے جس کے ایک حصہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مذکور ہے:

«وَأَمَرَكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللهَ تَعَالَى فَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا ، حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُم كَذَلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللهِ تَعَالَى»

”میں تمہیں اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں، اس کی مثال اس طرح ہے جیسے دشمن کسی شخص کا تیزی سے پیچھا کر رہا ہو اور وہ دشمن سے بھاگ کر ایک مضبوط قلعہ میں پناہ لے لے۔ اسی طرح بندہ مؤمن بھی خود کو شیطان سے

---

① زاد المعاد: 4/127۔

بچا نہیں سکتا جب تک وہ اللہ کا ذکر نہ کرے"۔ ①

3- صبح نہار منہ عجوہ کھجوریں کھانا:

امام بخاری نے عامر بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے وہ اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ»

"جو شخص صبح کرتے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے اس کو رات ہونے تک اس دن کوئی زہر اور جادو اثر نہیں کرے گا"۔ ②

چنانچہ جو شخص اسی نیت کے ساتھ اللہ تعالی پر اعتماد کرتے ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے نہار منہ عجوہ کھجوریں کھانے کو اپنا معمول بنالے تو یہ کھجوریں اس کے حق میں جادو اور زہر کے خلاف ویکسین کا کام کریں گی۔ بعض علماء نے تو بڑے تکلف سے یہاں تک بیان کیا ہے کہ چونکہ کھجور کے خواص میں حرارت ہے اس لیے کھجور ہر قسم کی بیماری کے مقابلہ کی تاثیر رکھتی ہے۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص جادو اور زہر سے بچاؤ کا ذکر فرمایا ہے تو ضرور اس میں کوئی راز ہوگا جسے ہم نہیں جانتے۔ مگر اس راز کو نہ جاننے کے باوجود ہم صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر من وعن ایمان رکھتے ہیں۔ بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ اس مقصد کے لیے صرف مدینہ ہی کی کھجوریں استعمال کی جائیں۔ مدینہ کی کھجور

---

① مسند احمد: 202/4 سنن ترمذی: 2863 یہ حدیث صحیح ہے۔

② صحیح بخاری: 5779۔

کی افضلیت میں کوئی شک نہیں لیکن اگر یہ میسر نہ ہوں تو مطلقا کسی بھی کھجور کا استعمال ان شاء اللہ کافی ہوگا۔

4-جادو کے شر سے بچنے کے لیے جادوگروں سے دور رہیں:

کسی بیمار شخص کو تو جادوگروں کے پاس جانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا البتہ جو لوگ ٹھیک ٹھاک ہیں وہ جب ان کے پاس جاتے ہیں تو مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چونکہ وہ شیاطین جو جادوگروں سے مل کر کام کرتے ہیں اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو مسلمان مرد یا عورت مصیبت میں کسی جادوگر کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ اللہ پر ایمان اور توکل کے باب میں کمزور ہے۔اس لیے ایسے لوگوں پر تسلط حاصل کرنا ان کے لیے نسبتا آسان ہوتا ہے۔

جادو کا علاج

اگر خدانخواستہ کسی بندۂ مومن پر جادو کا اثر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے، اس کی ذات پر توکل کرے، اپنا معاملہ اللہ ہی کے سپرد کرے، صبر اور دعا کے ہتھیاروں سے اس آفت کا مقابلہ کرے اور جادو کے علاج کے لیے صرف جائز شرعی طریقے اختیار کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴾

”جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے مشکلات سے چھٹکارے کی شکل پیدا کر دے گا اور اسے ایسے طریقے سے روزی دے گا جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا

ہے۔اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔اللہ نے ہر چیز کی ایک تقدیر متعین کر رکھی ہے''۔ ①

علاج کے لیے شرعی طریقہ اختیار کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ علاج کے لیے کسی ایسے شخص کے پاس ہی جائے جس کی دینداری اور تقوی پر اسے اعتماد ہو۔تاکہ وہ اس کا علاج شرعی طریقہ سے کر سکے۔

معالج کو درج ذیل ہدایات پر عمل کرنا چاہیے:

1- جس جگہ مریض کا علاج کیا جارہا ہے وہاں ایسی مناسب فضا تیار کرے کہ وہاں سے اللہ کی نافرمانی کے ذرائع نکال باہر کرے۔

2- مریض سے یہ استفسار کیا جائے کہ کیا اس کے پاس پہلے سے کوئی تعویذ وغیرہ ہیں؟اور کیا وہ علاج کے لیے پہلے جادوگروں کے پاس جاچکا ہے؟ چنانچہ اگر اس کے پاس تعویذ ہوں تو انہیں جلا دے،اور اگر وہ جادوگروں کے پاس جاچکا ہو تو اس پر اس کی خطا واضح کرے اور اس کے عقیدے اور بدن پر اس کام کے ممکنہ خطرات سے اسے آگاہ کردے۔

3- مریض کے حال کی تشخیص کے لیے اس سے چند سوالات کرے۔ان سوالات کی نوعیت متعین کرنے میں معالج کے تجربہ کا بہت دخل ہوتا ہے۔مثلاً شادی شدہ شخص سے جو سوالات کیے جائیں گے وہ غیر شادی شدہ سے کیے گئے سوالات سے مختلف ہوں گے۔اسی طرح ہر شخص کے احوال کے مطابق ہی اس سے سوال کیے جائیں گے۔سوالات کچھ اس طرح سے ہوں گے۔

① الطلاق:3,2۔

1- مریض کس قسم کی تکلیف سے دوچار ہے؟

2- تکلیف کب شروع ہوئی؟

3- کیا شوہر اپنی بیوی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے یا معاملہ اس کے برعکس ہے؟

4- کیا مریض کو کچھ خواب وغیرہ بھی آتے ہیں۔ اگر آتے ہیں تو اس کی نوعیت کیا ہوتی ہے؟

5- کیا مریض معدہ میں درد کی شکایت محسوس کرتا ہے اگر ایسا ہے تو یہ کتنے عرصہ سے ہے؟

6- کیا مریض سر درد کی یا سر کے بھاری پن کی شکایت محسوس کرتا ہے۔ کیا بدن میں بھی درد ہوتا ہے؟

7- کیا سینہ میں تنگی یا سانس کی آمد و رفت میں دشواری کا احساس ہوتا ہے؟

اسی طرح ہر مریض کے حالات کے اعتبار سے مختلف سوالات کے ذریعے اس کے مرض کی تشخیص کی جائے۔ مریض کے جوابات کی روشنی میں معالج کچھ نئے سوالات بھی کرسکتا ہے سوالات کے بعد درج ذیل آیات مریض پر پڑھی جائیں:

مریض پر پڑھی جانے والی آیات 1- الفاتحہ:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾

''اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام کائنات کو پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان ہے نہایت رحم کرنے والا ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ ان کا نہیں جن پر غضب کیا گیا نہ گمراہوں کا''۔ ①

2- آیۃ الکرسی:

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴾

''اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ زندہ جاوید ہے پوری کائنات کو تھامے ہوئے ہے۔ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے۔ کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ جو کچھ مخلوق کے سامنے ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اسے بھی جانتا ہے۔ اس کے علم میں سے کوئی چیز ان کی گرفت میں نہیں آ سکتی الا یہ کہ وہ خود ہی کسی چیز کا علم دینا چاہے۔ اسی کی کرسی نے زمین وآسمان کو گھیر رکھا ہے۔ وہ ان کی نگہبانی سے

① الفاتحہ:1-7۔

تھکتا نہیں ہے وہ بہت بلند اور عظیم ہے۔''①

3-الاعراف:

﴿ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝١١٧ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١١٨ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۝١١٩ وَ اُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝١٢٠ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٢١ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴾

''ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنا عصا پھینک دو۔ اس کا پھینکنا تھا کہ اس نے ان کے بنائے ہوئے طلسم کو نگلنا شروع کر دیا۔ چنانچہ حق ثابت ہوا اور ان کا بنایا ہوا سب باطل ہو گیا۔ وہ لوگ میدان میں مغلوب ہو گئے اور ذلیل ورسوا ہو کر لوٹے۔ جادوگر سجدہ میں گر پڑے۔ کہنے لگے ہم اس رب العالمین پر ایمان لائے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے''۔②

4-یونس:

﴿ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝٨١ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴾

''جب انہوں نے اپنا طلسم پھینک دیا تو موسیٰ نے فرمایا: یہ جو کچھ تم نے پھینکا ہے یہ تو جادو ہے۔ اللہ ابھی اسے درہم برہم کر دے گا۔ اللہ فسادیوں کا کام سدھرنے نہیں دیتا۔ اللہ حق کو اپنے فرامین سے ثابت کر دیتا ہے گو مجرم اسے کیسا ہی ناگوار سمجھیں''۔③

① البقرہ:255۔

② الاعراف:117-122۔ ③ سورہ یونس:81-82۔

5- طٰہٰ:

﴿ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ﴾

''تو اپنے دائیں ہاتھ والی چیز پھینک دے کہ ان کی تمام کاریگری کو نگل جائے۔ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ محض جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا''۔ ①

6- المعوذات: (سورہ الإخلاص، سورہ الفلق، والناس)

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾

''کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے''۔

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾

''کہہ دیجیے میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور رات کی تاریکی کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے''۔

---

① سورہ طٰہٰ: 69۔

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾﴾

''کہہ دیجیے میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔ لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے حقیقی معبود کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس وسوسہ ڈالنے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں سے''۔

اس پورے دم کی قرأت کے بعد اگر مریض بیہوش ہو جائے اور جادو کا خادم جن بات کرنا شروع کر دے تو آپ اس سے درج ذیل سوالات پوچھیں:۔

اس کا نام کیا ہے؟

اس کا دین کیا ہے؟

جادو کس جگہ رکھا گیا ہے؟

اس کے بعد اسے بتلائیں کہ تمہارا یہ فعل ظلم عظیم ہے اور یہ کہ جادوگر کافر ہے اور اس کے ساتھ کام کرنا جائز نہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن آپ سے کہے گا: میں تو اس مریض کے بدن سے نکلنا چاہتا ہوں لیکن جادوگر نے مجھ پر ایسے جنات مسلط کر رکھے ہیں کہ اگر میں نکلوں گا تو وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ ایسی صورت میں آپ اس کو اطمینان دلائیں کہ اگر تم مسلمان ہو تو تمہیں کچھ ایسے کلمات سکھلا دوں گا جن کے باعث آپ ان جنات کی زیادتی سے محفوظ رہیں گے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن کہتا ہے: فلاں شخص ہے جس نے آپ کے آدمی کو
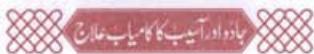
جادو کیا ہے مگر آپ اس کی بات کی تصدیق نہ کریں اور مریض کے گھر والوں کو بتلا دیں کہ جنات جھوٹ بول لیتے ہیں۔ اگر جن جادو کی جگہ کی نشاندہی کر دے تو اگر یہ مریض کے جسم کے باہر ہو تو آپ کسی شخص کو بھیجیں جو اس جادو کو وہاں سے نکالے اور جلا ڈالے لیکن اگر یہ جادو کھانے پینے کی کسی چیز میں ملا کر مریض کے بدن میں پہنچا دیا گیا ہو تو آپ مریض سے سوال کریں کہ کیا وہ معدہ میں درد محسوس کرتا ہے اور یہ کہ درد کب شروع ہوا تھا۔ اگر مریض کا جواب اثبات میں ہو تو آپ اس کو ''سنا'' کا جوشاندہ پلائیں کہ یہ نفع بخش اور مجرب دوا ہے۔

جادو کے علاج کے لیے جوشاندہ ''سنا'' پلانے کی افادیت:

''سنا'' طب نبوی میں مسہل کے طور پر دینے کے لیے مفید ترین دوا سمجھی جاتی ہے۔ اگر جادو والا مادہ پیٹ میں ٹھہرا ہوا ہو تو اس مادہ کے اخراج کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر ممکن ہو تو مریض کو قے کروا کر، یا پھر جوشاندۂ سنا پلا کر اس دوا کی افادیت کا تجربہ معدہ کے ذریعے جادو کا شکار ہونے والے بہت سے مریضوں نے کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے اسے بہت مفید پایا۔ سنت نبوی میں سنا کی فضیلت مندرجہ ذیل ہے:

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا:

«بِمَا تَسْتَمْشِينَ؟» قَالَتْ: بِالشُّبْرُمِ، قَالَ: «حَارٌّ جَارٌّ» قَالَتْ: ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ أَنَّ شَيْئًا كَانَ فِيهِ شِفَاءٌ مِنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا»

''تم مسہل کے طور پر کون سی دوا استعمال کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا: شبرم (ایک نباتی دوا جس کے دانے چنے کی طرح ہوتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو گرم اور سخت مسہل ہے۔ اسماء کہتی ہیں: پھر میں نے سنا کا مسہل لیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی چیز میں موت سے شفا ہوتی تو سنا میں ہوتی''①

«إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوطُ وَاللَّدُودُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ»

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین اشیاء جن سے تم علاج کرتے ہو: لدود، سعوط، حجامت اور مشی ہیں''۔②

لدود: ایسی دوا کو کہتے ہیں جو مریض کو منہ کی ایک جانب پلائی جائے اور انگلی سے داخل کی جائے۔ یہ لفظ ''لدید الوادی'' یعنی وادی کا کنارہ سے ماخوذ ہے۔

سعوط: وہ دوا ہے جو مریض کی ناک میں چڑھائی جائے یا منہ میں دوا رکھ کر ناک کے ذریعے سانس کھینچ کر بدن میں پہنچائی جائے۔

حجامت: یہ معروف شئے یعنی سینگی لگانا ہے۔

مشی: ایسی دوا جو مسہل کے طور پر استعمال کی جائے۔ اس کو مشی اس لیے کہا گیا کہ یہ استعمال کرنے والے کو قضائے حاجت کی طرف چلا دیتی ہے۔

«مَا تَصْنَعِينَ بِهَذَا؟» فَقَالَتْ: نَشْرَبُهُ، فَقَالَ: «لَوْ أَنَّ شَيْئًا

---

① سنن ترمذی: 2081۔

② سنن ترمذی: 2047 وابونعیم فی الطب النبوی۔

يَدْفَعُ الْمَوْتَ أَوْ يَنْفَعُ مِنَ الْمَوْتِ نَفَعَ السَّنَا»

''سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ایک روز ان کے ہاں تشریف لائے جبکہ وہ شبرم کے دانے کوٹ رہی تھیں۔آپ نے فرمایا: اس کا کیا کرو گی؟ اسماء نے کہا: ہم اس کو (کوٹ کر ابال کر اس کا پانی) پیتے ہیں۔آپ نے فرمایا: اگر کوئی چیز موت سے بچاتی یا یوں کہا: موت سے نفع دیتی تو سنا دیتی''۔

امام حاکم کہتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح ہے اور امام ذہبی نے اس تصحیح میں حاکم کی موافقت کی ہے۔①

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ایک روایت ذکر کی ہے:

''ابراہیم بن ابی عبلہ کہتے ہیں: میں نے ابوابی بن ام حرام سے سنا، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ دو قبلوں والی نماز پڑھی تھی، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِالسَّنَا وَالسَّنُّوتِ . فَإِنَّ فِيهِمَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا السَّامَ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: «الْمَوْتُ»

''تم لوگ ''سنا'' اور ''سنوت'' کو لازم پکڑو، ان میں سوائے ''سام'' کے ہر بیماری سے شفا ہے۔عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! سام کیا ہے؟ فرمایا: ''موت''!②

سنوت: شبت یا سوئے کے بیجوں کو کہتے ہیں۔

بعض نے کہا: سنوت سے مراد شہد یا پنیر ہے۔

---

① مستدرک للحاکم: 201/4 من حدیث عمر بن الخطاب۔

② سنن ابن ماجہ: 3457۔

جوشاندہ کی تیاری کا طریقہ:

سنا کے پتے تقریباً سو گرام لے کر ان کو ایک برتن میں ڈال کر اس میں ایک لیٹر پانی ڈالیں اور ابلنے کے لیے آگ پر رکھیں۔ پانی اور سنا کو دس منٹ تک ابلنے دیں۔ بعد ازاں اس کو چھان لیں اور ٹھنڈا ہونے تک چھوڑ دیں۔ پھر اس میں سے تین کپ صبح نہار منہ پی لیں۔ اگر اس کو خوش ذائقہ بنانے کے لیے اس میں چھوٹی مکھی کا شہد بھی ملا لیں تو اچھا ہے۔ دوا پینے کے بعد سات گھنٹے کے اندر مریض اسہال کی شدید حاجت محسوس کرے گا۔ بالعموم اس کا اثر 24 گھنٹہ تک جاری رہتا ہے۔ بعض اوقات مریض کو پاخانہ کرتے وقت پیٹ میں مروڑ کی کیفیت محسوس ہو گی مگر یہ مڑور انتڑیوں کی سوزش کی علامت نہیں ہے۔ سنا کا مسہل جب کام شروع کرتا ہے تو پھر پیٹ کے تمام فضلات کو خارج کر دیتا ہے اور اس طرح جادو والا مادہ اللہ کے حکم سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس دوا کا بہت مرتبہ تجربہ کیا گیا اور اللہ کے فضل سے اسے مفید پایا گیا۔

ڈاکٹر حمد علی البار نے ''سنا'' کے خواص اور سنت نبوی میں اس کی فضیلت کے بارے میں ایک خاص مضمون تحریر کیا ہے اور اس میں ''سنا'' کے بہت سے طبی فوائد بیان کیے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

سنا کا شمار نرم اور بے ضرر قبض کشا دواؤں میں ہوتا ہے۔ یہ دوا بڑی آنت پر مقامی طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ اپنی تاثیر میں بہت قوی ہے اور مسہل دوا کا اثر رکھتی ہے۔ یہ دوا بے حد مفید اور مضر اثرات سے محفوظ ہے اس کی تاثیر اعتدال کے قریب تر ہے۔ یہ درجہ اولی میں خشک ہے اور اس کے خاص فوائد درج ذیل ہیں۔

یہ دوا سوداوی وسواس ، درد شقیقہ، عضلاتی تشنج، بالوں کے انتشار (پھیلنے) ، جوؤں، خارش اور پھوڑے پھنسیوں کے امراض میں فائدہ مند ہے۔ اگر اس کو گھی میں پکا کر پیا جائے تو بدن کے فضلات کو قوت سے خارج کرتی ہے۔ یہ پشت اور کولہوں کے درد میں آرام دیتی ہے۔ سنا کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ یہ سوداء اور بلغم کو خارج کرتی ہے اور دل کو تقویت بخشتی ہے اسی طرح یہ پرانے سر درد اور مرگی میں بھی مفید ہے اور بواسیر کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ یہ قبض کے علاج میں مُلَیِّن اور مسہل کے طور پر ایک نفع بخش دوا ہے۔ میڈیکل اسٹوروں پر فروخت ہونے والی تقریبا تمام قبض کشا دواؤں میں سنا استعمال کی جاتی ہے۔ اس امر میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ سنا تمام قبض کشا دواؤں میں سب سے بہتر ہے۔ ①

لیکن اگر جادو کا اثر مریض کے سر پر ہو، اس طرح کہ جادو عطر کے ذریعے سونگھا دیا گیا ہو یا بیرون جسم سے اس کو کسی طرح سر تک پہنچا دیا گیا ہو اور مریض پر کثرت خیالات، وہم وجنون یا دیگر ایسے امراض ''جن کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے'' کا غلبہ ہو تو ایسی صورت میں سینگی لگوانے سے کافی اور شافی علاج میسر ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

سینگی کے ذریعے جادو کا علاج:

مختلف امراض کے ازالہ کے لیے سینگی لگوانا مفید ترین اور مسنون علاجات میں سے ہے۔ اگر سینگی جادو والی جگہ پر لگ جائے تو یہ اس جگہ سے ردی مادہ کو نکال دیتی ہے۔ چنانچہ اللہ کے حکم سے جادو باطل ہو جاتا ہے اور اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ سینگی لگوانا ایسے مسنون علاجات میں سے ہے جن کو لوگ آج کل تقریبا چھوڑ

① السنا والسنوت: ڈاکٹر محمد علی البار (معمولی تصرف کے ساتھ)۔

چکے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ: شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَيَّةِ نَارٍ، وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ»

''شفا تین چیزوں میں ہے: شہد پلانے، سینگی لگوانے اور آگ سے داغنے میں۔ مگر میں اپنی امت کو آگ سے داغ لگوانے سے منع کرتا ہوں''۔ ①

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ - أَوْ يَكُونُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ - خَيْرٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ»

''اگر تمہارے علاجوں میں سے کوئی بھلائی ہے تو وہ سینگی لگوانے میں، شہد پلانے میں اور آگ سے داغنے میں ہے، لیکن میں داغ لگوانے کو ناپسند کرتا ہوں''۔ ②

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک بار مقنع بن سنان تابعی کی عیادت کو گئے اور فرمایا:

لَا أَبْرَحُ حَتَّى تَحْتَجِمَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ فِيهِ شِفَاءً»

''میں یہاں سے جاؤں گا نہیں جب تک تم سینگی نہ لگواؤ۔ اس لیے کہ میں

---

① صحیح بخاری: 5680۔ ② صحیح بخاری: 5683۔

نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: سینگی میں شفا ہے''۔ ①

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سینگی لگانے والے کی اجرت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، حَجَمَهُ أبو طَيْبَةَ، وأعْطاهُ صَاعَينِ مِنْ طَعامٍ، وكَلَّمَ مَوالِيَهُ فَخَفَّفُوا عَنْهُ، وقالَ: «إنَّ أمْثَلَ ما تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الحِجامَةُ والقُسْطُ البَحْرِيُّ»، وَقالَ: «لا تُعَذِّبُوا صِبْيانَكُمْ بالغَمْزِ مِنَ العُذْرَةِ، وعَلَيْكُمْ بالقُسْطِ»

''ابوطیبہ نے رسول کریم ﷺ کو سینگی لگائی تو آپ نے اسے دو صاع کھجوریں عطا فرمائیں اور اس کے گھر والوں سے بات کر کے اس کے کام میں بھی تخفیف کروا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین علاج سینگی لگوانا اور قسط بحری سے علاج کرنا ہے'' اور یہ بھی فرمایا: ''اپنے بچوں کو حلق کی تکلیف میں تالو کو ہاتھ سے دبا کر تکلیف مت دو۔ قسط لگاؤ اس سے ورم جاتا رہے گا''۔ ②

ابوعبیدہ نے غریب الحدیث میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے ایک روایت نقل کی ہے:

«إنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ عَلَى رَأْسِهِ حِينَ طُبَّ أيْ: حِينَ سُحِرَ»

''جب نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپ نے اپنے سر مبارک میں سینگی لگوائی''۔

① صحیح بخاری: 5697، صحیح مسلم: 2205۔

② صحیح بخاری: 5696، صحیح مسلم: 1577۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر کیے گئے جادو کا مادہ آپ کے سر کی طرف منتقل ہو گیا تھا جس کے باعث آپ کے دماغ پر اثر ہو گیا تھا۔ آپ کو خیال ہوتا کہ ایک کام کر چکے ہیں مگر فی الحقیقت آپ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا۔

ایسا جادو خبیث روحوں کے اثرات اور مریض کی طبیعت کی تاثر پذیری کی صلاحیت سے مرکب ہوتا ہے اور یہ جادو نمریجات کا جادو (یعنی امور کو خلط ملط کر دینے والا جادو) کہلاتا ہے اور یہ جادو کی سخت ترین قسم شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ جس جگہ جادو کا اثر ہوا گر اس جگہ مناسب طریقے سے سینگی لگائی جائے تو یہ مفید ترین علاج سمجھا جاتا ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جس جگہ جادو کا اثر پہنچ چکا ہو اس کو فاسد اور ردی مواد سے پاک کرنا ضروری ہوتا ہے، کیونکہ جادو کی انسانی طبیعت پر ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔ طبیعت کی خلطوں میں ہیجان اور مزاج میں اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ جادو کا اثر جب کسی خاص عضو میں ظاہر ہو رہا ہو اور اس جگہ سے ردی مادہ نکالنا ممکن ہو تو مادے کا یہ اخراج بے حد مفید ثابت ہوتا ہے۔ ①

علماء طب کا کہنا ہے:

پیٹھ کے بالائی حصے پر گردن کے قریب سینگی لگانے سے کندھے اور حلق کے درد میں فائدہ ہوتا ہے اور گردن کے اطراف میں سینگی لگانے سے سر اور چہرہ کے امراض یعنی کانوں، آنکھوں، دانتوں اور حلق کے امراض سے افاقہ ہوتا ہے۔ اسی طرح

---

① زاد المعاد: 4/125۔

قدموں کی پشت پر سینگی لگانا رانوں اور پنڈلیوں کے زخموں میں اور خصیتین کی خارش میں، نیز خواتین کے لیے حیض کی بندش میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ سینے کے نچلے حصہ میں سینگی لگانا ران کے پھوڑوں، خارش اور پھنسیوں کے لیے، چھوٹے جوڑوں کے درد میں، بواسیر، نیل پا کی بیماری اور پشت کی خارش میں فائدہ مند رہتا ہے۔

بعض روایات میں یہ بھی وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گردن کے اطراف میں اور پشت کے بالائی حصہ میں سینگی لگوائی تھی۔ ①

درد شقیقہ (آدھے سر کا درد) میں سینگی لگوانا بہت نفع بخش علاج ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ''کتاب الطب'' میں اسی عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے[بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الشَّقِيقَةِ وَالصُّدَاعِ] یعنی درد شقیقہ اور درد سر کے لیے سینگی لگوانے کا بیان، اور حافظ ابن حجر نے ایک طویل بحث میں درد سر کے اسباب اور سینگی کے ذریعے اس کے علاج پر روشنی ڈالی ہے۔ ②

سر میں سینگی لگوانے کی فضیلت کے بارے میں ایک ضعیف حدیث بھی وارد ہے جسے ابن عدی نے ذکر کیا ہے:

«الْحِجَامَةُ فِي الرَّأْسِ تَنْفَعُ مِنْ سَبْعٍ: الْجُنُونُ، وَالْجُذَامُ، وَالْبَرْصُ، وَالنُّعَاسُ، وَالصُّدَاعُ، وَوَجْعُ الضِّرْسِ، وَالْعَيْنُ»

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعا روایت کرتے ہیں: سر میں سینگی لگوانا سات بیماریوں میں نفع بخش ہے: دیوانگی، کوڑھ، برص، اونگھ، سر درد، داڑھ

---

① اسے ترمذی: 2051 نے روایت کیا اور حسن کہا ہے نیز ابوداود: 3860 اور ابن ماجہ: 3482 نے بھی روایت کیا اور حاکم نے صحیح کہا۔ ② فتح الباری (10/ 154,153)۔

درد اور آنکھ''۔

اس حدیث میں گو کہ ضعف ہے، مگر تجربہ مذکورہ بالا فوائد کا شاہد ہے۔

سینگی لگوانے کے لیے مناسب وقت:

سینگی لگوانے کے وقت کے بارے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی مرفوع حدیث سنن ابن ماجہ میں مذکور ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ہے:

«فَاحْتَجِمُوا عَلَى بَرَكَةِ اللهِ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَاحْتَجِمُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ، وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَالْجُمُعَةِ وَالسَّبْتِ وَالْأَحَدِ»

''اللہ کی برکت سے جمعرات کے دن اور سوموار و منگل کے دن سینگی لگوایا کرو، البتہ بدھ، ہفتہ اور اتوار کو سینگی لگوانے سے پرہیز کرو''۔ ①

خلال نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ: امام صاحب مذکورہ ایام میں سینگی لگوانے کو ناپسند کرتے تھے۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مہینہ کی کن تاریخوں میں سینگی لگوانا چاہیے تو اس سلسلہ میں سنن ابی داود میں درج ذیل حدیث موجود ہے:

«مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ».

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے: جو شخص مہینے کی سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو سینگی لگوائے اسے ہر بیماری سے شفاء نصیب ہوگی''۔ ②

---

① اسے ابن ماجہ نے دو ضعیف سندوں سے حدیث نمبر: 3487 اور 3488 پر روایت کیا ہے مگر سنن دار قطنی میں ایک تیسری سند بھی مذکور ہے۔ ② ابو داود: 3861۔

❖ اطباء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مہینہ کے آخری نصف میں سینگی لگوانا اور پھر آخری نصف میں سے بھی پہلے ہفتہ میں سینگی لگوانا مہینے کی ابتداء یا بالکل آخری ایام کی بہ نسبت زیادہ فائدہ مند ہے۔ اس لیے کہ بدن انسانی کی خلطیں مہینہ کی ابتداء میں جوش میں ہوتی ہیں اور مہینہ کے آخری ایام میں بالکل پرسکون ہوتی ہیں لہذا مہینہ کے تیسرے ہفتہ میں سینگی لگوانا ردی مواد کو خارج کرنے میں زیادہ نفع بخش ہے۔ واللہ اعلم

❖ ان تمام کاموں کے ساتھ جو دم پہلے گزرا ہے اس کی آیات کو اگر ممکن ہو تو آب زمزم پر پڑھا جائے لیکن اگر زمزم میسر نہ ہو تو عام پانی پر دم کریں۔ مریض اس پانی میں سے کچھ پی لے اور باقی بچنے والے پانی سے غسل کر لے یہ عمل مریض کے تندرست ہونے تک بار بار دہرایا جائے۔

❖ مذکورہ دم کی آیات روغن زیتون پر پڑھیں اور مریض کو ہدایت کریں کہ وہ اس تیل کو جادو سے متاثر عضو پر لگائے۔ اسی طرح سر اور سینے پر بھی اس تیل کا استعمال کرے۔

❖ مریض کو چاہیے کہ وہ جس قدر زیادہ ہو سکے سورہ بقرہ کی تلاوت کرے اور سنے۔

❖ مریض اس پروگرام پر عمل کرے جو سابقہ فصل میں ''مریض کو کیا کرنا چاہیے'' کے عنوان سے گزر چکا ہے۔

جادو کے باعث جماع سے عاجز مریض کا علاج

لعنتی جادوگر (اللہ تعالی کی ان پر پھٹکار ہو) بعض اوقات کسی نئے شادی شدہ شخص پر تسلط حاصل کر کے اسے بیوی سے جماع کرنے سے روک دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ یہ رکاوٹ دو طرح کی ہوتی ہے۔

یا تو رکاوٹ شوہر کی طرف سے ہوتی ہے۔

یا پھر بیوی کی طرف سے ہوتی ہے۔

مریض کے حال کی اچھی طرح تشخیص کریں۔ شوہر سے مختلف سوالات کر کے یہ معلوم کریں کہ رکاوٹ زوجین میں سے کس کے ہاں پائی جاتی ہے۔ اس مرض کی اہم علامات درج ذیل ہیں۔

- رانوں میں درد، طبیعت کا بوجھل ہونا اور اس کے ساتھ ساتھ:
- سر میں درد رہنا۔
- مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہو جانا۔

یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ رکاوٹ کس طرف سے ہے، علاج بفضل اللہ آسان اور سہل ہو جاتا ہے۔ علاج اس طریقے سے کریں:-

بیری کے سات سبز پتوں کو لے کر ان کو دو سلوں کے درمیان پیس لیں پھر ان کو ایک بڑے برتن میں ڈال کر اس میں پانی ڈالیں پھر اس پر درج ذیل آیات پڑھیں۔

دم کی آیات 1- الفاتحہ:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾

’’اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام کائنات کو پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان ہے نہایت رحم کرنے والا ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ ان کا نہیں جن پر غضب کیا گیا نہ گمراہوں کا‘‘ [1]

2- آیۃ الکرسی:

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾

’’اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ زندہ جاوید ہے پوری کائنات کو تھامے ہوئے ہے۔ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے۔ کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے وہ اسے بھی

---

[1] الفاتحہ 1:1-7۔

جانتا ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اسے بھی جانتا ہے۔ اس کے علم میں سے کوئی چیز ان کی گرفت میں نہیں آ سکتی الا یہ کہ وہ خود ہی کسی چیز کا علم دینا چاہے۔ اسی کی کرسی نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے۔ وہ ان کی نگہبانی سے تھکتا نہیں ہے وہ بہت بلند اور عظیم ہے۔''①

3- الاعراف:

﴿ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿١١٩﴾ وَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴾

''ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنا عصا پھینک دو۔ اس کا پھینکنا تھا کہ اس نے ان کے بنائے ہوئے طلسم کو نگلنا شروع کر دیا۔ چنانچہ حق ثابت ہوا اور ان کا بنایا ہوا سب باطل ہو گیا۔ وہ لوگ میدان میں مغلوب ہو گئے اور ذلیل و رسوا ہو کر لوٹے۔ جادوگر سجدہ میں گر پڑے۔ کہنے لگے ہم اس رب العالمین پر ایمان لائے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے''۔②

4- یونس:

﴿ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴾

---

① البقرۃ: 255۔

② الاعراف: 117-122۔

''جب انہوں نے اپنا طلسم پھینک دیا تو موسیٰ نے فرمایا: یہ جو کچھ تم نے پھینکا ہے یہ تو جادو ہے۔ اللہ ابھی اسے درہم برہم کردے گا۔ اللہ فسادیوں کا کام سدھرنے نہیں دیتا۔ اللہ حق کو اپنے فرامین سے ثابت کر دیتا ہے گو مجرم اسے کیسا ہی ناگوار سمجھیں''۔ ①

5-طٰہٰ:

﴿وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰى﴾

''تو اپنے دائیں ہاتھ والی چیز پھینک دے کہ ان کی تمام کاریگری کو نگل جائے۔ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ محض جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا''۔ ②

6-المعوذات: (الإخلاص، الفلق، الناس)

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ڏ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾

''کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے''۔ ③

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا

---

① سورہ یونس: 81-82۔

② سورہ طٰہٰ: 69۔ ③ سورۃ الاخلاص

وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾

''کہہ دیجیے میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور رات کی تاریکی کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے''۔ ①

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۥ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾

''کہہ دیجیے میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔ لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے حقیقی معبود کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں سے''۔ ②

مریض سات روز تک اس پانی میں سے پیے اور غسل بھی کرے اور ساتھ ہی ساتھ مذکورہ بالا آیات کو روغن زیتون پر پڑھ کر اس کے ساتھ مریض کی رانوں کی مالش کی جائے۔ عام طور پر پہلے ہی غسل سے جماع کی رکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

ضروری ملاحظہ:

جو شخص شادی کرنے کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اذکار مسنونہ اور نبوی دعاؤں کے ذریعے اچھی طرح محفوظ کر لے اور اپنے شادی والے گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کرے۔ دیہات کے بعض جہلاء کی طرح کسی جادوگر کے پاس

① سورۃ الفلق۔ ② سورۃ الناس۔

جا کر یہ نہ کہے: میرے گرد حصار قائم کر دو تا کہ میں جماع سے رکاوٹ کا شکار نہ ہو سکوں۔ امر واقع یہ ہے کہ جب ایسا شخص جادوگروں کے پاس جاتا ہے تو وہ اس پر اور اس کی بیوی پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں جو اس کے لیے بیوی کے پاس جانے میں رکاوٹ پیدا کر دیتے ہیں۔ تاہم شادی کرنے والے ہر مسلمان شخص کو شب زفاف میں اپنی بیوی کے پاس جاتے وقت درج ذیل ہدایات پر عمل کرنا چاہیے:

بیوی کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے۔

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ ما جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ اللَّهُمَّ! بَارِكْ لِي فِيهَا»

”اے اللہ! میں اس کی بھلائی کا طلب گار ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں اور اس چیز کے شر سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اللہ! میرے لیے اس میں برکت عطا فرما“۔

- اپنی بیوی کے ساتھ مل کر دو رکعت نماز پڑھے اور پھر دونوں مل کر برکت کے حصول کی دعا کریں۔
- اپنی اہلیہ سے جماع کا ارادہ کرے تو یہ کہے:

«بِسْمِ اللهِ، اللَّهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ ما رَزَقْتَنَا»

”اللہ کے نام سے؛ اے اللہ! شیطان سے ہم کو دور رکھ اور جو کچھ تو ہمیں عطا فرمائے گا، اس سے شیطان کو دور رکھ“۔

- اذکار مسنونہ اور دعاؤں پر شدید محافظت کرے۔

فراعنہ پر لعنت ربانی کا راز کیا ہے؟

ایک موضوع جو جادو کی بحث سے متعلق ہے اور بہت سے لوگوں کے دل ودماغ میں راسخ ہو چکا ہے اس کا نام ہے: ''فرعونوں پر کی گئی لعنت''۔ یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ بہت سے لوگ جو فراعنہ مصر کی قبروں کی کھدائی میں یا ان کی لاشوں کے اجزاء کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے کام میں حصہ لیتے ہیں، بہت سی مصیبتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں بہت سے قصے مشہور ہیں۔ حتی کہ لوگوں میں یہ اعتقاد پھیل چکا ہے کہ ان فرعونوں کی لاشوں پر ایک لعنت مسلط کر دی گئی ہے کہ جو بھی ان کے نزدیک آتا ہے اس لعنت کے اثرات سے متاثر ہوتا ہے۔

ایک جرمن ادیب ''فلپس وینڈربرگ'' (Phillips Vanderberg) نے اس لعنت کے اسرار کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی کتاب ''فراعنہ کی لعنت'' میں درج ذیل سوالات اٹھائے ہیں:

1- کیا یہ لعنت وہاں پھیلا ہوا گرد وغبار ہے یا فرعون کی تدفین کے وقت کوئی ایسا ضرر رساں کیمیکل استعمال کیا گیا ہے کہ جو بھی ان قبروں کو کھولے ان

کو نقصان پہنچے؟

2- کیا یہ لعنت کچھ ایسی جڑی بوٹیوں سے مرکب زہریلی گیسوں سے عبارت ہے جو قبر کھولتے وقت تابوت کی لکڑی سے خارج ہوتی ہیں؟

3- کیا یہ محض نظریات وخیالات کی ایک قسم ہے جن سے قبر کھولنے والا یا تابوتوں کو چھیڑنے والا متاثر ہوتا ہے؟

4- یہ محض اتفاق ہو سکتا ہے کہ قبر کھولنے والا اسی عمل کے دوران موت کا شکار ہو گیا ہو۔

5- کیا یہ فرعونوں کے مقبروں کی دہلیزوں اور قبروں پر پائی جانے والی چمگادڑیں ہیں جو ان میں داخل ہونے والے شخص کے ہذیان کا (یعنی مرض وغیرہ کی وجہ سے غیر معقول باتیں کرنا) اور پھر موت کا سبب بن جاتی ہیں؟

6- کیا وہ اجنبی چور جو ان قبروں سے فرعونوں کے آثار چرانا چاہتے تھے، ایسے مبہم حالات میں موت کا شکار ہو گئے کہ ان پر وہاں کی مٹی کا غبار یا کوئی نباتی زہر اثر انداز ہوا؟

یہ ادیب حیرت ودہشت کے عالم میں فراعنہ مصر کی قبروں پر رونما ہونے والے واقعات درج کرتا چلا جاتا ہے پھر وہ تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

ہم اس بات کی کیسے وضاحت کریں کہ ان فرعونوں کی حنوط شدہ لاشیں جہاں بھی پائی جاتی ہیں وہیں کوئی نہ کوئی مصیبت واقع ہو جاتی ہے۔ انسان نے جو سب سے بڑا بحری جہاز ٹائٹینک (Titanic) تیار کیا تھا وہ ایک سمندری چٹان سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا اور غرق ہو گیا۔ کیونکہ اس میں ایک فرعون کی چرائی گئی حنوط شدہ لاش موجود

تھی۔ پھر اس کے بعد مصری علماء واطباء کو یکے بعد دیگرے جن مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا یہ چیز بھی ہماری حیرت واستعجاب میں اضافہ کرتی ہے۔ ①

اسی قسم کی حیرت واستعجاب کا اظہار کرتے ہوئے انیس منصور اپنی کتاب ''لعنۃ الفراعنۃ'' میں سوال کرتا ہے: علماء کی ایک کثیر تعداد یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ اہرام مصر اور فرعونی مقابر کے اندر ضرور کوئی ایسی چیز موجود ہے جو انسانی صحت کو نقصان دیتی ہے۔ لیکن یہ ہے کیا چیز؟ کوئی نہیں جانتا؛ پھر وہ تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے: روسی صدر ''خروشیف'' کو جب وہ اہرام مصر دیکھنے کا پروگرام بنا رہا تھا ایک ٹیلیگرام موصول ہوا جس میں اسے خبردار کیا گیا تھا کہ وہ اہرام مصر میں داخل ہونے سے باز رہے۔ چنانچہ اس نے آخری لمحات میں اس میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ دنیا کے اسکالرز اس عجیب وغریب معاملہ کی تفسیر وتعبیر میں حیرت زدہ ہیں۔ یہ اسی طرح پُر اسرار رہے گا جب تک ہم اس کی علمی یا علمی سے بھی کچھ بڑھ کر توضیح نہ کریں۔ ②

فرعون کی لعنت کا اصل قصہ کیا ہے اور یہ کیونکر شروع ہوا نیز اس کی وضاحت کیا ہے کہ جو شخص بھی قدیم فراعنہ کی لاشوں کی تلاش میں شریک ہوتا ہے کسی نہ کسی حادثہ کا شکار ہو جاتا ہے؟

فراعنہ کی لعنت کا یہ قصہ بظاہر 6 نومبر 1922ء کو شروع ہوا جب ''ہاورڈ کارٹر'' (Howard Carter) نے ''لارڈ کارٹروان'' (Lord Cartervon) کو ایک ٹیلیگرام ارسال کیا جس میں لکھا: میں نے مصری بادشاہوں کی وادی میں بعض حیران کن خوبصورت چیزیں دریافت کی ہیں۔ میں نے دروازوں اور تہہ خانوں کو سیل کر

---

① فرعونوں کی لعنت: فلپس وینڈربرگ۔ 5-22۔

② لعنۃ الفراعنۃ: انیس منصور۔ 5-12۔

دیا ہے تاکہ آپ بنفس نفیس آکر اس کا مشاہدہ کریں۔

چنانچہ لارڈ کارٹروان اسی سال 23 نومبر کو اپنی بیٹی کے ہمراہ مصری شہر ''اُقصر'' میں آیا کارٹر نے آگے بڑھ کر مہریں توڑ ڈالیں تاکہ وہ فرعون مصر ''ٹوٹ عنخامن'' (Tutankhamen) کی لاش دیکھ سکے جو 35 صدیوں سے وہاں رکھی ہوئی تھی۔ دنیا بھر کے اخبارات اس خبر سے لرزہ میں آگئے اور نہایت تیزی سے یہ خبر لوگوں میں پھیل گئی۔ یکا یک ''کارٹر'' کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہوگئی۔ ایک شدید خوف نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا، لیکن خزانے سونے اور شہرت کی طلب نے اسے ان احساسات سے غافل کر دیا تھا۔

اس فرعون کی لاش کا مشاہدہ کرنے کے لیے کارٹر نے جن 22 لوگوں کو مدعو کیا تھا یہ سب لوگ مقبرہ کے افتتاح کی تقریب میں شریک تھے کہ اچانک ایک عجیب وغریب حادثہ رونما ہوا کارٹر کے مدعوین میں سے 13 افراد دیکھتے ہی دیکھتے بغیر کسی ظاہری سبب کے یکے بعد دیگرے پراسرار حالت میں لقمہ اجل بن گئے۔ جہاں تک لارڈ کارٹر کا تعلق ہے تو اسے تیز بخار نے آلیا اور اس نے چلانا شروع کر دیا: میرے بدن میں آگ لگی ہوئی ہے وہ ہذیانی کیفیت میں چیخ رہا تھا: یہ لوگ مجھے ریگستانی صحرا میں پھینک دیں گے اور میرے منہ میں آگ ڈالیں گے۔ اس کا بیٹا ہندوستان سے اس کی ملاقات کے لیے آیا ہوا تھا وہ بیمار ہوا اور جلد ہی قاہرہ کے انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد کارٹر کا ایک معاون ''والٹرمس'' (Walter miss) جو ایک امریکی عجائب گھر کا نمائندہ تھا اور کھدائی کے کام میں کارٹر کی معاونت کرتا تھا، اسے شدید آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور مر گیا۔

انیس منصور نے ایسے بہت سے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو قبر کھودنے کے کام میں

شریک تھے اور مختلف قسم کی مصیبت اور تباہی کا شکار ہو گئے۔ ①

ڈاکٹر محمد بن محمد جعفر نے بھی اپنی کتاب ''السحر'' میں اسی نوعیت کے کچھ واقعات ذکر کیے ہیں اور لکھا ہے:

ایک برطانوی عجائب گھر میں اس وقت وہ تابوت موجود ہے جو بڑی مہارت اور کاریگری سے تیار کیا گیا تھا اس میں شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی ایک مصری خاتون کی حنوط شدہ لاش موجود ہے۔ یہ عورت کاہنہ تھی۔

اس تابوت کا قصہ جسے برطانوی میوزیم کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے، عجیب وغریب ہے۔ اس کو مصر سے مسٹر ڈگلس موری (Mr. Douglas Maury) نے خریدا تھا۔ وہ اسے لندن میں واقع اپنے گھر لے آیا مگر خود اسے اور تابوت کو اٹھانے والے دیگر تمام افراد کو مختلف نوعیت کے غیر متوقع حوادث اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ اس تابوت کو برطانوی عجائب گھر کے حوالے کر کے جان چھڑائی گئی۔

جس دن مسٹر ڈگلس نے یہ تابوت خریدا اسی روز وہ اپنے پستول کی صفائی کر رہا تھا کہ پستول سے اچانک ایک گولی چل گئی جو اس کی بائیں ران میں پیوست ہو گئی۔ اس گولی کو نکالنے کے لیے آپریشن کیا گیا جس نے ڈگلس کو موت کے منہ میں پہنچا دیا۔ ڈگلس نے آپریشن سے قبل مصر کے سفر میں اپنے ساتھ آنیوالے ایک دوست ''مسٹر ہوپلی'' (Mr. Hopley) کو یہ وصیت کی تھی:

''اگر میرے ساتھ آپریشن کے دوران کوئی حادثہ ہو جائے تو مسٹر ہوپلی کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس تابوت کو لندن کی بیکر سٹریٹ پر واقع میری بہن کے گھر پہنچا دے''۔

---

① لعنۃ الفراعنۃ: انیس منصور: 13,12۔

ہوپلی نے اپنے دوست کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اس تابوت کو پورٹ سعید پہنچایا تا کہ وہ اسے ایک بحری جہاز میں لندن لے جائے۔ مگر جیسے ہی وہ پورٹ سعید پہنچا، لندن سے آنے والا ایک ٹیلیگرام اس کے انتظار میں تھا جس میں اسے اطلاع دی گئی تھی کہ اس کا بھائی قتل کر دیا گیا ہے۔ بہر حال ہوپلی تابوت لے کر لندن پہنچا مگر تابوت کو ڈگلس کی بہن کے حوالے کرنے سے قبل اور بعد میں بھی بہت سی مصیبتیں ان لوگوں کو پیش آئیں۔ خاتون نے تابوت وصول کر کے گھر کے ایک بڑے کونے میں رکھوا دیا جس دن اس نے تابوت وصول کیا اسی دن اس کی بیٹی مدرسہ سے گھر واپس آتے ہوئے ایک سڑک عبور کرتے وقت کار کی زد میں آ کر ہلاک ہوگئی۔ ایک ہفتے بعد اس کے شوہر نے بیٹی کے غم میں خودکشی کر لی۔ اس کے مالی حالات بے حد خراب ہوگئے اس لیے وہ سخت پریشانی اور عصابی تناؤ کا شکار ہوگئی۔ اس نے نجومیوں، جوتشیوں اور عاملوں وغیرہ کو بلایا تو سب نے بالاتفاق یہ کہا کہ یہ تابوت جب تک آپ کے گھر میں رہے گا، آپ پر لگاتار مصیبتیں آتی رہیں گی جنہیں روکنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ خاتون بہت گھبرائی اور برطانوی عجائب گھر کی انتظامیہ سے رابطہ کر کے یہ تابوت میوزیم کو تحفہ میں دینے کی پیشکش کر دی۔ میوزیم کی انتظامیہ نے یہ پیشکش قبول کر لی۔

جب یہ تابوت میوزیم کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو اسے اٹھانے والے مزدوروں میں سے ایک نے ان انگریزوں کی عقل کو نشانہ مذاق بنایا جو فراعنہ کی خرافاتی داستانوں پر یقین رکھتے ہیں اور ایسے قدامت پسندانہ اور احمقانہ خیالات رکھتے ہیں کہ ان فرعونوں کی لاشوں کے لیے عجائب گھروں میں خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور ہمارے ہم وطنوں کو ان جگہوں پر نوکروں کی طرح کام کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

جیسے ہی اس نے تابوت کواس کی جگہ پر رکھا تو اس کو اپنے بدن کے مختلف حصوں میں شدید درد کا احساس ہوا۔ وہ بے چینی اور اضطراب کے عالم میں زمین پر لوٹنے لگا اور تھوڑی ہی دیر میں تابوت کے قریب بے جان ہو کر گر پڑا۔

انگلستان سے تعلق رکھنے والے مصری آثار کے تمام ماہرین نے اس تابوت کو خاص اہمیت دی اور اس کے مسائل سے نپٹنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی نے اپنی ذمہ داریاں انجام دینے کے ضمن میں فوٹوگرافی کی ایک کمپنی ''ایچ -اے- مانسل'' (H.A. Mansell) سے معاہدہ کیا کہ وہ اس تابوت کی مختلف زاویوں سے تصویر کشی کر کے کمیٹی کو فراہم کرے۔ کمپنی نے اپنا ایک نمائندہ اس مہم کو انجام دینے کے لیے عجائب گھر ارسال کیا۔ اس نے کامیابی کے ساتھ اس کی بہت سی چھوٹی بڑی تصاویر تیار کیں اور کمپنی کے دفتر پہنچنے کے لیے روانہ ہوا تاکہ وہ اگلی ذمہ داری کے بارے میں معلوم کر سکے لیکن جب وہ دفتر آرہا تھا تو راستہ میں اچانک ایک حادثہ کا شکار ہو گیا جس کے نتیجہ میں اس کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کاٹ دینا پڑیں اور وہ تصویریں بنانے کے قابل نہ رہا۔ جب اس تابوت کی تصاویر پرنٹ کی گئیں تو اس کی ایک جانب ایک نوخیز دوشیزہ کی تصویر پائی گئی جو کاہنہ کے لباس میں ملبوس تھی، غصے اور شر کے آثار اس کے چہرے سے ہویدا تھے۔ جو لوگ پہلے کئی بار اس تابوت کو دیکھ چکے تھے ان سب کا بیان تھا کہ تابوت کے کسی بھی حصہ پر اس قسم کی کوئی تصویر نہیں تھی۔ ①

مصر کے فرعونی آثار کی کھدائی اور تحقیق کے کاموں میں حصہ لینے والوں کے

① عالم السحر والشعوذہ۔ ڈاکٹر عمر الاشقر (113) انہوں نے یہ عبارت محمد بن محمد جعفر کی کتاب ''السحر'' سے نقل کی ہے۔

مصائب وحوادث میں مبتلا ہونے کے قصے بڑی کثرت سے بیان کیے جاتے ہیں انہی میں سے ایک قصہ ایک انگریز ''پال برٹن'' (Paul Birtone) کا ہے جس نے بادشاہ ''خوفو'' کے کمرے میں خود کو پوری رات بند کر رکھا تھا۔ صبح ہوئی تو اس نے دنیا کو بتلایا کہ رات بھر وہ مختلف ارواح کا مشاہدہ کرتا رہا اور اس نے ایک بہت بڑا جنازہ دیکھا جس کا میت وہ خود تھا اس نے جو کچھ دیکھا، سنا اور محسوس کیا وہ اس شخص کے احوال سے بالکل ملتا جلتا ہے جو نشہ آور دواؤں کا عادی، اور وسواس وتخیل کا مریض ہوتا ہے۔ اس انگریز کا دم گھٹ رہا تھا حتی کہ وہ موت کے منہ میں چلا گیا۔

اسی طرح کا ایک اور قصہ ''ایمری'' (Emery) نامی انگریز کا ہے جو 10 مارچ 1971ء کو سقارہ (Sakkara) نامی بستی میں آثار کی کھدائی کے کاموں کی نگرانی کر رہا تھا کہ اچانک زور زور سے چیخنے لگا۔ وہ کبھی بلی کی طرح میاؤں کرتا، کبھی کتے کی طرح بھونکنے لگ جاتا اور کبھی بھیڑیے کی طرح غرانے لگتا۔ اسے ہسپتال میں داخل کیا گیا اور اگلے ہی روز 11 مارچ کو اپنی بیوی کی موجودگی میں مر گیا۔

اسی طرح کا ایک اور قصہ ''جوہاٹز وِمٹش'' (Johatz Wimtisch) کا ہے، جس نے دیواروں پر بنے سیکڑوں نقوش پر تحقیق اور توضیح کا کام شروع کر رکھا تھا۔ ایک روز اچانک اس پر ہذیانی کیفیت طاری ہوگئی جو تسلسل سے جاری تھی۔ ڈاکٹروں نے اس کے مرض کی تشخیص کے بعد قرار دیا کہ یہ آدمی ایک قسم کی اندرونی تشخص کی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا ہے۔

ایک فرانسیسی اسکالر ''چمپولین'' (Champollion) کا قصہ بھی ہے جس کو ''روزیٹا سٹون'' (Rosetta stone) کے رموز حل کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی، لیکن جیسے ہی وہ وطن واپس پہنچا اس پر ہذیانی کیفیت طاری ہوگئی اور بے ہوشی

کے دورے پڑنے لگے۔ ①

اگرچہ فرعون کی لعنت کا موضوع حال ہی میں یعنی صرف 70 برس پہلے سامنے آیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ پہلے ادوار کے لوگوں نے بھی اس موضوع پر بات کی ہے۔ جیسا کہ قریبا سات سو برس قبل شہاب الدین احمد بن عبد الوہاب نویری متوفی 733ھ نے اپنی کتاب «نِهَايَةُ الْأَرَبِ فِي فُنُونِ الْأَدَبِ» میں اہرام مصر کی تعبیر کے بارے میں خبر دی ہے اور ان کے عجائبات کے بارے میں بہت سی باتیں بتلائی ہیں وہ کہتے ہیں:

اس کے عجیب وغریب حالات میں سے یہ بھی ہے کہ جب مامون الرشید نے اہرام مصر کو کھولا تو لوگ سالہا سال تک اس میں داخل ہوتے رہے اور اس کی بلندیوں پر پھسلتے رہے۔ ان میں سے کچھ لوگ تو سلامت رہتے مگر بعض ہلاکت کا شکار بھی ہو جاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بیس نوجوانوں کے ایک گروپ نے اہرام مصر میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا اور یہ عزم کیا کہ وہاں سے تب تک نہیں لوٹیں گے جب تک اس کا چپہ چپہ دیکھ نہ لیں۔ چنانچہ انہوں نے دو ماہ کے لیے کھانا پینا اور دیگر ضروریات اپنے ساتھ لے لیں۔ انہوں نے اپنے ہمراہ کچھ لوہے کی تاریں، رسیاں، موم بتیاں، آگ جلانے کا سامان، کلہاڑے اور خشک لکڑیاں لے لیں اور ہرم میں داخل ہو گئے۔ ان میں سے اکثر پہلی اور دوسری ڈھلوان میں داخل ہوئے اور ہرم کی زمین میں چلتے رہے یہاں تک کہ ایک جگہ ان کو عقابوں کی جسامت کی چمگادڑیں نظر آئیں جو ان کے چہروں سے ٹکرا رہی تھیں۔ چلتے چلتے وہ ایک دیوار میں بنی ایک چھوٹی سی سرنگ تک پہنچے جس میں سے تسلسل کے ساتھ

---

① لعنۃ الفراعنۃ، انیس منصور۔

ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی۔ جب انہوں نے اس سرنگ میں داخل ہونا چاہا تو ان کی موم بتیاں گل ہو گئیں، مگر انہوں نے ان کو شیشوں میں رکھ کر جلا لیا اور پھر چلے۔ انہیں ایسا محسوس ہوا کہ سرنگ ان پر بند ہو رہی ہے چنانچہ وہ ہیبت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔ ان میں سے ایک جوان نے کہا: آپ لوگ میری کمر سے رسی باندھ کر سرنگ کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں میں سرنگ میں داخل ہوتا ہوں، اگر یہ بند ہونے لگے تو تم لوگ مجھے پیچھے سے کھینچ لینا۔ سرنگ کے دروازے سے قریب انہوں نے کچھ خالی برتن دیکھے تو سمجھ گئے کہ ان کو لانے والے سرنگ میں موت کا شکار ہو گئے ہوں گے۔ انہوں نے اپنے ساتھی کو رسی سے باندھ لیا اور وہ سرنگ میں داخل ہو گیا۔ اب سرنگ جب اس پر بند ہونا شروع ہوئی تو اس کے ساتھیوں نے اسے باہر کھینچنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ انہوں نے ایک زوردار چیخ اور اپنے ساتھی کی ہڈیاں ٹوٹنے کی آواز سنی چنانچہ وہ سب کے سب منہ کے بل گر پڑے۔ انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں اور کہاں جائیں۔ جب ذرا حواس بحال ہوئے تو انہوں نے وہاں سے نکلنے کی ٹھانی۔ چنانچہ ایک دوسرے کو سہارا دے کر وہ ڈھلوانی بلندیوں پر چڑھتے گرتے پڑتے ایک ہرم سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ حیران و پریشان دوسرے ہرم میں بیٹھے تھے کہ ان کا سرنگ میں غائب ہونے والا ساتھی اچانک زمین سے نمودار ہو کر ان کے سامنے آ گیا اور اس نے کاہنوں کی زبان میں کچھ الفاظ کہے۔ ان الفاظ کا ترجمہ انہیں راستہ میں پڑنے والی ایک عبادت گاہ میں بیٹھے کچھ لوگوں نے بتلایا۔ ان کے ساتھی نے ان سے کہا:

«هَذَا جَزَاءُ مَنْ يَطْلُبُ مَا لَيْسَ لَهُ»

"جو شخص اپنی حدود سے بڑھ کر کوئی چیز طلب کرے اس کی سزا یہی ہوتی ہے"۔

یہ الفاظ کہنے کے بعد وہ بے جان ہو کر گر پڑا۔

احمد بن عبدالوہاب نویری نے اپنی کتاب میں ایک اور واقعہ بھی درج کیا ہے کہ بعض لوگ ہرم میں داخل ہوئے اور اس کے نشیبی حصہ کی طرف اترے۔ اسے گھوم پھر کر دیکھ رہے تھے کہ انہیں ایک پیدل راستہ نظر آیا وہ اس پر چلنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے ایک گنبد دیکھا جس کے نیچے ایک حوض بنا ہوا تھا۔ اس حوض میں پانی ٹپک رہا تھا پانی پھیلتا پھر غائب ہو جاتا۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا ہے۔

پھر انہوں نے ایک مجلس دیکھی یہ ایک چوکور کمرے کی شکل پر تھی جس کی تمام دیواریں عجیب وغریب رنگدار پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک شخص نے دیوار سے ایک پتھر اکھاڑ کر اپنی آستین میں چھپا لیا۔ یکا یک تیز ہوا کے تھپیڑوں سے اس کے کان بند ہونے لگے اور جب تک وہ پتھر اس کے پاس رہا ہوا کے تھپیڑے اس کو لگتے رہے۔

آگے چل کر انہوں نے ایک عظیم فوارے کی شکل میں کوئی چیز دیکھی۔ اس جگہ سونے کے سکے بڑی تعداد میں تھے ایک دینار کا وزن 100 مثقال کے قریب تھا۔ انہوں نے وہاں سے کچھ سکے اٹھانے کی کوشش کی تو وہ چلنے سے عاجز ہو گئے یہاں تک کہ وہ انہیں وہیں چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔

مؤلف نے یہ حکایت بھی بیان کی ہے کہ کچھ لوگ ابوالعباس احمد بن طولون (متوفی 270 ہجری) کے زمانہ میں ہرم میں داخل ہوئے۔ انہوں نے ایک گھر کے طاقچے میں موٹے شیشے کی ایک بوتل پڑی دیکھی۔ انہوں نے یہ بوتل اٹھالی اور گھر سے نکل گئے۔ اچانک انہیں محسوس ہوا کہ ان کا ایک ساتھی غائب ہے۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں پلٹے اور دوبارہ اس گھر میں داخل ہوئے تو یکا یک ان کا ساتھی ننگا ہو کر

ان کے سامنے آ گیا اور کہا:

میری تلاش میں وقت ضائع مت کرو......

یہ کہہ کر وہ پلٹا اور دوبارہ گھر میں داخل ہو گیا تو انہیں علم ہو گیا کہ ان کے ساتھی کو جنات نے دیوانہ کر دیا تھا۔ یہ بات جب لوگوں میں پھیلی تو شیشے کی بوتل ان سے واپس لے لی گئی اور لوگوں کو ہرم میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔

نہایۃ الأرب کے مؤلف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک شخص اپنے ساتھ عورت کو لے کر بدکاری کے ارادہ سے ہرم میں داخل ہوا مگر وہ جیسے ہی داخل ہوئے دونوں بیہوش ہو گئے۔ پھر ان پر دیوانگی طاری ہو گئی ان کا معاملہ لوگوں میں کافی مشہور ہوا اور بالآخر دیوانگی ہی کی حالت میں دونوں موت کے منہ میں چلے گئے۔

مؤلف نے یہ بھی لکھا ہے کہ کچھ لوگ کھلواڑ کرنے کی نیت سے ہرم میں داخل ہوئے۔ جب انہوں نے اس کا ارادہ کیا تو ان کے سامنے ایک کالا نوجوان ہاتھ میں ڈنڈا لیے نمودار ہوا۔ اس نے ان لوگوں کو ڈنڈے سے پیٹنا شروع کر دیا چنانچہ وہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنا کھانے پینے کا سامان اور بعض کپڑے بھی وہیں چھوڑ کر کھسک گئے۔

مؤلف کتاب نے اہرام مصر کی تعمیر سے متعلق اور وہاں کے جادوگروں اور بادشاہوں کے بارے میں بہت سی عجیب وغریب کہانیاں بیان کی ہیں جن کا یہاں ذکر طوالت کلام کا باعث بن جائے گا۔ ①

اس نوعیت کے قصے اس کثرت سے ہیں کہ اپنی کثرت کی بنا پر حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ ان کہانیوں کے باعث بعض لوگوں نے یہ اعتقاد بنا لیا ہے کہ فرعونوں

① نہایۃ الأرب۔ للنویری 20,19/15 مطبوعہ دار الکتب المصریہ قاہرہ۔

اور مصری بادشاہوں کے ساتھ لعنت چمٹی ہوئی ہے اور یہ ہر اس شخص پر اثر انداز ہوتی ہے جو ان کی لاشوں، آثار قدیمہ یا فرعونی خزائن کی تحقیق اور کھدائی وغیرہ کے کاموں میں شریک ہوتا ہے۔ مگر یہ اعتقاد سراسر باطل اور بے بنیاد ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی میت میں یہ طاقت ہے کہ اپنے اردگرد کے لوگوں پر اثر انداز ہو سکے؟ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی میت کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ لوگوں کو نفع یا نقصان پہنچا سکے یا کسی کو کچھ عطا کر سکے، یا کسی کو کسی نعمت سے محروم کر سکے۔ اس معاملہ میں فرعونوں کی اور دوسرے لوگوں کی لاشیں برابر ہیں۔ وہ بت اور مردے جنہیں مشرک لوگ زمانہ جاہلیت میں پوجتے تھے ان کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾

''اللہ کو چھوڑ کر جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی بھی چیز کے خالق نہیں بلکہ وہ تو خود مخلوق ہیں۔ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں۔ انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے''۔ ①

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾

① النحل:21,20۔

’’یہ تمہارا رب ہے، بادشاہی ساری اسی کی ہے۔ اس کے سوا تم جن کو پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی ایک گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سن نہیں سکتے اور اگر بالفرض وہ سن بھی لیں تو تمہاری فریاد رسی نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا صاف انکار کر دیں گے آپ کو حقیقت حال کی خبریں جس طرح خبردار حق تعالی دیتے ہیں اس طرح کوئی نہیں دے سکتا۔‘‘ ①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴾

’’ان سے کہیے: اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھتے ہو انہیں پکار کر دیکھو، وہ کسی تکلیف کو نہ تو تم سے دور کر سکتے ہیں نہ ہی بدل سکتے ہیں‘‘۔ ②

اور فرمایا:

﴿ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴾

’’لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود ہی مخلوق ہیں۔ وہ اپنی جان کے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں

---

① فاطر:14,13۔

② بنی اسرائیل:56۔

رکھتے۔ نہ موت وحیات کا اختیار رکھتے ہیں نہ وہ دوبارہ جی اٹھنے کے مالک ہیں''۔ ①

اور فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا﴾

''آپ پوچھیے: آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجیے! اللہ۔ کہیے: کیا پھر تم نے اس کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو اپنا کارساز ٹھہرالیا ہے جو اپنے نفع ونقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے''۔ ②

اگرچہ مذکورہ آیات میں بعض مفسرین کرام نے پکارے جانے والوں سے ''بت'' مراد لیے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس میں وہ تمام ہستیاں شامل ہیں جنہیں اللہ کے سوا پکارا جاتا ہے چاہے وہ بت ہو، پتھر ہو، قبر ہو یا کہ درخت، محمد نسیب الرفاعی، اللہ تعالی کے اس فرمان ﴿اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یہ صفات جمادات واحجار کی نہیں ہیں۔ یہ تو ان کے فوت شدہ نیک لوگوں کی صفات ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان کا ذکر ذی شعور آدمیوں کے صیغہ سے کیا ہے۔ ان کی جمع واؤ اور نون سے کی گئی ہے اور یہ صیغہ عقل رکھنے والے مذکر جانداروں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اگر اس سے مراد جمادات ہوتے تو پھر یوں ذکر کیا جاتا:

---

① الفرقان:3۔

② الرعد:16۔

(لَا تَشْعُرُ أَيَّانَ تُبْعَثُ) یعنی بے جان اشیاء کا ذکر عربی لغت میں واحد مؤنث کی ضمیر سے کیا جاتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾ تو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالی کی مراد ان نیک لوگوں کی جانب لوٹتی ہے جن کی شکلوں پر یہ بتان واصنام بنائے گئے تھے۔ موجودہ دور کے مشرکین ان لوگوں سے بہتر حال میں نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف یہ تبدیلی کی ہے کہ اصنام کی جگہ قبروں کی پوجا شروع کر دی ہے اور غالبا قبر کی پوجا کا فتنہ بت کی پوجا کے فتنہ سے زیادہ خطرناک ہے۔ ①

میں کہتا ہوں: یہ تو نیک لوگوں کی میتوں کا حال ہے۔ ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے خود معبود ہونے کا دعوی کیا تھا اور لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم دیتے رہے۔ میت اپنے آپ کے لیے بھی کسی نفع نقصان کی طاقت نہیں رکھتی، جیسا کہ نبی ﷺ کے درج ذیل فرمان سے ظاہر ہے:

«إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ . . . . . إلخ»

''جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے...... آخر حدیث تک'' ②

چنانچہ یہ دعوی کہ فرعونوں کی لاشوں سے کوئی لعنت چمٹی ہوئی ہے یا یہ کہ ان میں اپنے قریب آنے والے کسی شخص کو نقصان پہنچانے کی کوئی طاقت ہے، ایک باطل دعوی ہے۔ کتاب وسنت اس کی تردید کرتے ہیں۔ اخبارات ورسائل میں ان کی اشاعت لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کے سوا کچھ نہیں۔

---

① تیسیر العلی القدیر، محمد نسیب الرفاعی: 2/577۔

② صحیح مسلم: 1631۔

اگر یہ من گھڑت قصے ہیں

تو پھر فرعونوں کی قبروں کو کھودنے والوں کا یہ مصائب میں گرفتار ہونا کیسا ہے؟

ہم جادو کے باب میں ذکر کر چکے ہیں کہ ایک جادو ایسا ہوتا ہے جس کے اثرات چند دنوں تک قائم رہتے ہیں۔ کسی جادو کا اثر ایک ہفتہ تک، کسی کا کئی ماہ تک اور کسی کا اثر سیکڑوں بلکہ ہزاروں سالوں تک باقی رہتا ہے۔ جب تک اس جادو کا توڑ نہ کیا جائے تب تک اس کا اثر باقی رہتا ہے۔ جادو کی اثر پذیری کی مدت کا انحصار اس مادہ کی بقا کی مدت پر ہوتا ہے جس پر یہ جادو لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر یہ جادو کسی ورق پر، کپڑے کے ٹکڑے پر یا آدمی کی تصویر پر لکھا جاتا ہے تو جب تک یہ ورق، کپڑا یا تصویر تلف نہیں ہو جاتی یا جل نہیں جاتی، جادو کا اثر باقی رہتا ہے۔ اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ بعض لعنتی جادوگر اپنا جادو موٹے پیتل کے ڈبہ میں رکھتے ہیں اور اس کو

پگھلے ہوئے سیسہ سے بند کرتے ہیں تا کہ جادو والا مادہ تلف ہونے سے محفوظ رہے۔

مصر کے قدیم فراعنہ لوگوں میں سب سے زیادہ جادو جاننے والے اور اس کے فنون سے سب سے زیادہ باخبر تھے۔ اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں ان کے جادو کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایک عظیم جادو تھا۔

﴿قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ﴾

"موسیٰ نے کہا: پھینکو! انہوں نے جو اپنے انچھر پھینکے تو لوگوں کی نظر بندی کردی اور انہیں ہیبت زدہ کر دیا اور بڑا ہی زبردست جادو بنا لائے"۔ ①

تاریخ کے مطالعہ اور آثار کی تحقیق سے جو چیز عیاں ہو کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ مصر کے یہ فراعنہ جادو کے استعمال میں تمام لوگوں سے بڑھ کر مہارت رکھنے والے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام اور فرعونی جادوگروں کے قصہ کے تعلق سے قرآن کریم میں جتنی آیات وارد ہوئی ہیں ان کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اس قوم کے ہاں اپنے ان بادشاہوں کی عبادت کے سوا کوئی دوسرا دین نہیں پایا جاتا تھا۔ ان بادشاہوں نے قوم کو اپنی عبادت کی دعوت دے رکھی تھی۔ فرعون ہی بزعم خود ان سب کا رب اعلیٰ اور معبود تھا۔ اللہ تعالی فرعون کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾

"(فرعون نے) کہا: میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں" ②

فرمان باری تعالی ہے:

---

① الأعراف:116۔

② النازعات:24۔

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَاأَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي﴾

''فرعون کہنے لگا: اے درباریو! میں تو اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود نہیں جانتا'' ①

چنانچہ اس دور کے جادوگروں نے اپنے جادو کے تمام اعلیٰ فنون اپنے بادشاہوں کے لیے وقف کر دیے تھے وہ ان فرعونوں کی زندگی میں بھی اور ان کی موت کے بعد بھی ان بادشاہوں کی خدمت میں لگے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ بادشاہ لوگ فن جادوگری میں مہارت تامہ رکھنے والوں کو اپنا مقرب خاص بناتے اور ان کو بڑے عطیات سے نوازتے تھے۔ ملک رعمسیس ثالث (1197-1165) قبل مسیح نے اپنے دور کے سب سے بڑے کاہن کو (88786) قیدی عطا کیے اور اسے اس بات کا اختیار دیا کہ وہ چاہے تو ان کو بیچ ڈالے اور چاہے تو ان کو قتل کر دے۔ کوئی اس پر محاسب یا نگران نہیں تھا۔ مزید برآں اس نے کاہن کو 32 ٹن سونا بھی عطا کیا۔ ②

گیارہویں صدی قبل مسیح میں امون معبود کے کاہنوں نے 2400 قطعات زرعی زمین، 83 بڑی کشتیاں، 46 بندر گاہیں اور 5 لاکھ بھیڑ بکریاں بطور عطیہ حاصل کیں۔ ③

ان جادوگروں اور بادشاہوں کے درمیان نہایت قریبی تعلقات قائم تھے اس

---

① قصص: 38۔

② لعنۃ الفراعنۃ، انیس منصور: 56۔

③ حوالہ سابقہ

لیے موسی علیہ السلام کو اسی نوعیت کا معجزہ دے کر بھیجا گیا جس قسم کے فنون میں یہ لوگ ید طولی رکھنے والے تھے۔ ان کا موسی علیہ السلام کو چیلنج کرنا پھر معجزہ الٰہی کے بالمقابل شکست فاش سے دو چار ہونا قرآن مجید میں تفصیل سے مذکور ہے۔

فراعنہ مصر اور ملوک مصر چونکہ دوبارہ زندہ ہونے اور ایک ہمیشگی والی زندگی میں داخل ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے، ان کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے اور اپنی سلطنت، خزائن اور حشم وخدم دوبارہ پالیں گے۔ اس لیے انہوں نے جادوگروں کو حکم دیا کہ وہ ان کے مرنے کے بعد ان کی لاشوں کو حنوط کرنے میں، ان کی حفاظت کے انتظام میں اور ان کے مقبروں اور خزانوں کی حفاظت کے لیے اپنے فنون جادوگری کو اس طریقے سے استعمال کریں کہ وہ زمانے کے تھپیڑوں سے ایک طویل مدت تک محفوظ رہیں۔ چنانچہ جادوگروں نے اپنا جادو مضبوط چٹانوں پر کندہ کیا۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ مگر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فراعنہ مصر کی قبروں میں موجود آثار و نقوش کے درمیان جادوئی طلسمات شامل کیے گئے ہیں تاکہ مقبرے یا خزانے کی حفاظت ہوتی رہے۔ ان جادوگروں کا جادوئی طلاسم نقش کرنے کے لیے مضبوط اور اعلی قسم کا لوہا استعمال کرنا بھی اسی غرض کے لیے ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ شاہی زیورات اور جواہرات کے خزانے کے بیچوں بیچ آپ کو لوہے کا ایک ٹکڑا تعویذ کی شکل میں نظر آئے گا یا پھر یہ تعویذ آپ کو تابوت میں بند لاش کی گردن میں پڑا ہوا ملے گا۔

مصر کے ایک بادشاہ "توت عنخامون" کی لاش جب کھولی گئی تو اس کے ارد گرد 143 ٹکڑے قیمتی جواہرات کے پائے گئے اور جس چیز نے اسکالرز کو حیران کر دیا وہ یہ تھی کہ ان قیمتی جواہرات کے درمیان عجیب وغریب شکل کا لوہے کا ایک ٹکڑا تھا جس پر فرعونی نقوش منقش تھے۔ جب ان اشیاء کی توضیح کے لیے مُردوں کی

کتاب کھولی گئی تو اس میں یہ وارننگ درج تھی:۔

"ہر وہ ہاتھ جو آپ کی طرف بڑھے گا کٹ جائے گا، جو ناک آپ کو سونگھے گی گر پڑے گی اور جو آنکھ آپ کی طرف دیکھے گی بے نور ہو جائے گی۔اے بادشاہ سلامت! آپ بڑے اطمینان اور سکون سے اٹھیں گے"۔

اس طریقہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس چیز کا نام فراعنہ کی لعنت رکھ دیا گیا ہے وہ دراصل یہ ہے کہ بعض جنات کو بہت طاقتور جادو کے ذریعے مسخر کر کے ان لاشوں اور خزانوں پر مامور کر دیا گیا ہے اور یہ جنات جو نسل در نسل اپنے آباؤ اجداد کے وقت سے اس خدمت پر مامور چلے آتے ہیں ہر اس شخص کو ایذا پہنچانے کے در پے ہو جاتے ہیں جو ان اشیاء کے قریب آتا ہے۔ جتنے لوگ بھی فراعنہ کی قبروں کی کھدائی کے دوران مصائب کا شکار ہوتے ہیں ان کی حالت بیان کرنے کے لیے علماء طب نے جو بے ہوشی، وسواس اور شخصیت کی ٹوٹ پھوٹ جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ یہ تمام حالتیں دراصل جن کے انسان کو چھونے سے پیدا ہوتی ہیں۔

فصل سوم

نظر بد اور حسد

ان سے بچاؤ کے طریقے اور علاج

- ✧ نظر کیا ہے؟
- ✧ نظر بد لگ جانے کے کتاب وسنت سے دلائل
- ✧ حسد کیا ہے؟
- ✧ حسد کے وجود کے دلائل
- ✧ دین اسلام کی روشنی میں حسد کا علاج
- ✧ نظر بد اور حسد کے علاج کے لیے لوگوں میں رائج ناجائز طریقے اور بدعات

فصل سوم

نظر بد اور حسد۔ بچاؤ اور علاج

نظر بد:

نظر بد کی حقیقت: لغوی طور پر کہا جاتا ہے۔

عَانَ الرَّجُلُ بِعَيْنِهِ عَيْنًا فَهُوَ عَائِنٌ وَالْمُصَابُ مَعِينٌ وَمَعْيُونٌ یعنی اس کا فعل ماضی ''عان'' ہے، مصدر ''عینٌ'' ہے، فاعل ''عائن'' اور مفعول ''مَعِین'' اور ''مَعْیُون'' ہے۔ ①

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عرب کہتے ہیں عِنْتَ الرَّجُلَ - يَعْنِي - أَصَبْتَهُ بِعَيْنِكَ معنی ہے: تم نے فلاں شخص کو اپنی آنکھ سے نظر لگائی۔ جس شخص کو نظر لگے گی اس کو ''معین'' یا ''معیون'' کہا جائے گا جبکہ نظر لگانے والے شخص کو ''عائن''، ''معیان'' اور ''عیون'' کہا جائے گا۔ ②

نظر بد کے لیے بعض اوقات نفس کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے عرب کہتے ہیں:

أَصَابَتْ فُلَانًا نَفْسٌ، أَيْ عَيْنٌ

---

① لسان العرب ابن المنظور: 301/13۔

② فتح الباری ابن حجر: 200/10۔

معنی ہے: فلاں شخص کو نفس یعنی نظر بد لگ گئی۔ نظر لگانے والے کو اسی لیے "النَّافِس" بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح کبھی نظر بد کے لیے "النظرۃ" کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نظر بد کی اصل یہ ہے کہ نظر لگانے والے کو کوئی چیز اچھی لگتی ہے پھر اس کے نفس کی ایک خبیث کیفیت اس کا پیچھا کرتی ہے پھر نفس اپنے اس زہر کو نافذ کرنے کے لیے اس شخص کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے۔ ①

ابن منظور کہتے ہیں:

کہا جاتا ہے۔ أَصَابَتْ فُلَانًا عَيْنٌ ،فلاں شخص کو نظر لگ گئی یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کی طرف کوئی دشمن یا حاسد دیکھتا ہے۔ چنانچہ دیکھنے والے کی نظر اس پر اثر انداز ہو جاتی ہے اور یہ شخص نظر کے باعث مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔ ②

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نظر بد کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو اچھی سمجھ کر اس کی طرف ایسی نظر اٹھائے جس میں خبث طبیعت کے باعث حسد بھی شامل ہو تو ایسی نظر سے نقصان پہنچتا ہے۔ ③

کتاب وسنت سے نظر بد کے وجود پر دلائل:

اولا: قرآن کریم سے چند دلائل:

---

① زاد المعاد، ابن القیم: 167/4۔

② لسان العرب: 301/13۔

③ فتح الباری ابن حجر: 200/10۔

اللہ تعالی سورہ یوسف میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴾

"(یعقوب علیہ السلام نے) کہا: میرے بچو! تم سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے (مصر میں) داخل ہونا۔ میں اللہ کی طرف سے آنیوالی کسی مصیبت کو ٹال تو نہیں سکتا۔ حکم تو صرف اللہ ہی کا چلتا ہے میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو اسی پر کرے"۔ ①

جمہور مفسرین اس امر پر متفق ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی خوبصورت اور ڈیل ڈول والے تھے، چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے خوف محسوس کیا کہ سب کو ایک جگہ دیکھ کر لوگ کہیں ان کو نظر بد نہ لگا دیں۔ پس ثابت ہوا کہ نظر بد کا لگ جانا برحق ہے۔ ②

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾

"قریب ہے کہ کفار اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں جب کبھی قرآن سنتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں: یہ تو ضرور دیوانہ ہے۔ حالانکہ یہ قرآن تو تمام جہان والوں کے لیے نصیحت ہے"۔ ③

---

① یوسف: 67۔

② تفسیر ابن کثیر، تفسیر طبری، الوسی، سیوطی، اور تفسیر رازی وغیرہ۔

③ القلم: 52,51۔

ابن عباس، مجاہد اور دوسرے مفسرین کہتے ہیں:

﴿ لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ ﴾ کا معنی ہے: ''وہ آپ کو نظر لگا دیں''۔ پھر انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ نظر کا لگ جانا اور اللہ کے امر کے ساتھ اس کا اثر ہونا برحق ہے۔ ①

ثانیا: سنت نبوی سے دلائل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] «الْعَيْنُ حَقٌّ، وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ»

''نظر کا لگ جانا برحق ہے، نیز آپ نے بدن گودوانے سے منع فرمایا''۔ ②

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[2] «اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنَ الْعَينِ، فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ»

''نظر بد سے اللہ کی پناہ طلب کرو کیونکہ نظر بد برحق ہے''۔ ③

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[3] «الْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَو كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا»

---

① ابن کثیر: 408/4۔

② صحیح بخاری: 5740۔

③ ابن ماجہ: 3508 و مستدرک للحاکم: 215/4 شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

”نظر بد کا لگ جانا برحق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر بد ہوتی۔ جب تم سے (نظر لگانے والے سے) غسل کا مطالبہ کیا جائے تو انکار نہ کرو (اور پانی مریض کے سر کی پچھلی جانب سے اس کی پشت پر انڈیلا جائے)۔①

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں: اس حدیث میں تقدیر کا اثبات ہے اور یہ کہ نظر بد کا لگ جانا صحیح ہے، اور یہ کہ ایسی نظر بہت طاقتور ہوتی ہے، اور یہ کہ نظر سے نقصان یا کوئی بھی خیر وشر اللہ کی تقدیر کے مطابق ہی واقع ہوتا ہے“۔②

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

[4] إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ فَقَالَ: «نَعَمْ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ»

”اے اللہ کے رسول! (میرے شوہر) جعفر کی اولاد کو نظر لگ جاتی ہے۔ کیا میں ان کے لیے دم کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں ضرور کرو۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر ہوتی“۔③

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[5] «إِنَّ الْعَيْنَ لَتُولِعُ الرَّجُلَ بِإِذْنِ اللهِ حَتَّى يَصْعَدَ حَالِقًا ثُمَّ

① صحیح مسلم، حدیث: 2188۔

② صحیح مسلم بشرح نووی- حدیث:2188۔

③ سنن الترمذی، حدیث: 2059 وصححہ الألبانی، ومسند احمد: 438/6۔

يَتَرَدَّى مِنْهُ»

’’نظر آدمی کو اللہ کی اجازت سے اس طرح لگتی ہے کہ وہ اگر ایک بلند پہاڑ پر ہو تو نظر لگتے ہی وہ پہاڑ سے گر پڑتا ہے‘‘۔ ①

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[6] «الْعَيْنُ حَقٌّ تَسْتَنْزِلُ الْحَالِقَ»

’’نظر کا لگ جانا برحق ہے یہ پہاڑ پر چڑھے ہوئے آدمی کو نیچے گرا دیتی ہے‘‘۔ ②

دونوں حدیثوں کا معنی یہ ہے کہ نظر بد آدمی سے یوں چمٹ جاتی ہے کہ اسے اللہ کی قدرت اور اجازت سے بلند پہاڑ سے بھی گرا دیتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ نے فرمایا:

[7] «أَكْثَرُ مَنْ يَمُوتُ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ كِتَابِ اللهِ وَقَضَائِهِ وَقَدَرِهِ بِالْأَنْفُسِ - يَعْنِي - بِالْعَيْنِ»

’’میری امت میں اللہ کی کتاب (لوح محفوظ)، اس کے فیصلے اور اس کی تقدیر سے مرنے والوں کے بعد سب سے بڑی تعداد نظر بد سے مرنے والوں کی

---

① مسند احمد (146/5) نیز بزار نے اسے اپنی مسند میں: 3972 پر روایت کیا ہے اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا: احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

② مسند احمد: 274/1، معجم طبرانی: 12833 اور مستدرک حاکم: 215/4، شیخ البانی نے حسن کہا ہے۔

ہوگی''۔①

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[8] «الْعَيْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَتُدْخِلُ الْجَمَلَ الْقِدْرَ»

''نظر بد آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہانڈی میں پہنچا دیتی ہے''۔②

ابوامامہ اپنے والد سہل بن حنیف کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

[9] اغْتَسَلَ أَبِي سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ (بِالْخَرَّارِ) فَنَزَعَ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ يَنْظُرُ إِلَيهِ، وَكَانَ سَهْلٌ شَدِيدَ الْبَيَاضِ حَسَنَ الْجِلْدِ، فَقَالَ عَامِرٌ: مَا رَأَيتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ عَذْرَاءَ. فَوُعِكَ سَهْلٌ مَكَانَهُ، وَاشْتَدَّ وُعْكُهُ. فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوُعْكِهِ فَقِيلَ لَهُ: مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَقَالَ: «هَلْ تَتَّهِمُونَ لَهُ أَحَدًا؟» قَالُوا: عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ عَلَيهِ فَقَالَ: «عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلَا بَرَّكْتَ؟، اغْتَسِلْ لَهُ» فَغَسَلَ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَأَطْرَافَ رِجْلَيهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدَحٍ ثُمَّ صَبَّ عَلَيهِ مِنْ وَرَائِهِ، فَبَرَأَ سَهْلٌ مِنْ سَاعَتِهِ

میرے والد سہل بن حنیف مدینہ کی ایک وادی ''خرار'' کے مقام پر ایک مرتبہ

① اس روایت کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بزار نے مسند میں روایت کیا ہے۔ شیخ البانی نے کہا: حدیث حسن ہے، صحیح الجامع۔

② دیکھیے سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: 1250۔

غسل کیا۔ انہوں نے جب اپنا جبہ اتارا اور نہانے لگے تو عامر بن ربیعہ ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ سہل بن حنیف گورے چٹے اور خوبصورت جسم کے مالک تھے۔ عامر نے کہا: میں نے جیسا خوبصورت بدن آج سہل کا دیکھا ہے ویسا تو کسی نئی نویلی دلہن کا بھی نہیں ہوتا۔ یکا یک سہل کو تیز بخار نے آلیا اور وہ سخت علیل ہو گئے، رسول اللہ ﷺ کو فوری طور پر ان کی بیماری کی خبر دی گئی کہ سہل تو سر اٹھانے سے بھی عاجز ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ کسی پر نظر کا شک کرتے ہو؟ کہنے لگے: ہاں! عامر بن ربیعہ پر۔ آپ نے عامر کو بلایا، اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا:

''تم میں سے کوئی کیوں اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے، تمہیں ان کا بدن جب اچھا لگا تھا تو تم نے برکت کی دعا کیوں نہ کی، آپ نے عامر سے فرمایا: غسل کرو۔ چنانچہ عامر نے اپنا چہرہ، دونوں ہاتھ کہنیوں تک، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں کے کنارے اور اپنے ازار کے اندرونی حصہ کو (جو بدن سے لگتا ہے) ایک بڑے برتن میں دھویا اور پھر اس پانی کو سہل کے سر کی پچھلی جانب سے اس پر گرایا گیا تو فوراً ہی سہل ٹھیک ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔''①

نظر کا لگ جانا برحق ہے:

اوپر جو دلائل کتاب وسنت سے ذکر کیے گئے ہیں ان کی روشنی میں یہ بات واضح ہو کر سامنے آگئی ہے کہ نظر کا لگ جانا برحق ہے۔②

اور اس سے نقصان پہنچنا ثابت ہے۔ نیز مشاہدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے اور یہ

---

① سنن ابن ماجہ: 3509 سنن نسائی کبری: 7616 ومسند احمد: 487/3 یہ حدیث صحیح ہے۔

② اس سلسلہ میں احمد بن عبدالعزیز الشمیری نے ایک شاندار بحث لکھی ہے اس کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔

کہ نظر آدمی سے چمٹ جاتی ہے حتی کہ اس کو پہاڑ سے گرا دیتی ہے، اور یہ کہ جب وہ ٹھیک ٹھاک تندرست آدمی کو دبوچ لیتی ہے تو بعض اوقات اس کی موت کا سبب بن جاتی ہے اور وہ رات قبر میں گزارتا ہے۔ یہ نظر اگر اونٹ کو لگتی ہے تو وہ بھی گر پڑتا ہے، اس کا مالک اسے جلدی جلدی ذبح کرتا ہے اور ہانڈی میں اس کا گوشت پکاتا ہے تو ثابت ہوا کہ نظر کا لگ جانا برحق ہے اس کی نقصان دہ تاثیر بھی برحق ہے۔ یہ آدمی یا جانور کو بھی قتل کر دیتی ہے نظر کا اثر کسی شخص کے بدن یا جان پر ہوتا ہے جسے کسی نظر لگانے والے نے تحسین کی نظر سے دیکھا ہو۔ کبھی اس کا اثر دیکھنے والے کی زیر ملکیت چیزوں میں بھی ہوتا ہے۔ علماء امت، امام مالک، شافعی اور احمد وغیرہم کا یہی مذہب ہے۔

نظر اور حسد میں فرق:

حاسد عائن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے اسی لیے سورہ الفلق میں حاسد کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ حاسد ایک بغض رکھنے والا شخص ہوتا ہے اس کے حسد کے ساتھ کراہت ونفرت بھی شامل رہتی ہے اور وہ محسود کی نعمت کے زائل ہو جانے کی تمنا رکھتا ہے۔ جبکہ عائن صرف ایک چیز کو اچھا سمجھ کر اس کی طرف دیکھتا ہے۔ اس لیے نظر کبھی کسی نیک شخص یا نیک خاتون کی طرف سے بھی لگ سکتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے ہی مال، اولاد یا گھر والوں کو نظر لگا دیتا ہے اور اس کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ البتہ ایک معاملہ میں نظر اور حسد باہم مشترک ہیں کہ دونوں کا اثر معیون اور محسود پر نقصان اور تکلیف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

حسد:

حسد کسی شخص کے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمت دیکھ کر اس کے خلاف دل میں بغض رکھنے اور اس نعمت کے زوال کی تمنا کرنے کا نام ہے۔

یعنی حاسد اور حاقد شخص کسی کے پاس اللہ کی نعمت دیکھ کر برداشت نہیں کر پاتا۔ وہ چاہتا ہے کہ یہ نعمت اس شخص سے چھن جائے چاہے یہ نعمت اسے ملے یا نہ ملے۔ عرب کہتے ہیں: حَسَدَہٗ یحسدہٗ حسدًا، یعنی حاسد نے اللہ کی نعمت کو کسی شخص کے پاس ناپسند کیا اور اس نعمت کے چھن جانے کی تمنا کی۔ کبھی حاسد عملی طور پر یہ کوشش بھی کرتا ہے کہ یہ نعمت محسود کے پاس نہ رہے۔

حسد کے وجود پر کتاب وسنت سے دلائل:

اولا۔قرآن مجید سے دلائل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنۢ بَعْدِ إِيمَٰنِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ﴾

’’اہل کتاب کے اکثر لوگ چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان سے مرتد کر کے کافر بنا دیں۔ گو کہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر وہ یہ

خواہش رکھتے ہیں''①

اور فرمان الٰہی ہے:

﴿ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴾

''پھر کیا یہ لوگوں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے ان پر اپنا فضل وکرم کر دیا ہے۔ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب وحکمت اور بڑی سلطنت عطا فرمائی''۔②

نیز ارشاد باری ہے

﴿ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾

''اور میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے''۔③

ثانیا: حسد کے وجود پر سنت نبوی سے دلائل:

''امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں حضرت زبیر بن العوام سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الأُمَمِ قَبْلَكُمْ: الْحَسَدُ وَالبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ،

① البقرة:109۔

② النساء:54۔

③ الفلق:5۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذٰلِكَ لَكُمْ: أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ»

''تم لوگوں میں بھی وہ بیماری سرایت کر چکی جو پہلی امتوں میں تھی، حسد بغض اور باہمی دشمنی۔ یہ چیز مونڈ دینے والی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈ دینے والی ہے، بلکہ یہ دین کا صفایا کر دینے والی چیز ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لوگ تب تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان دار نہ ہو جاؤ اور تب تک ہرگز ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہارے درمیان محبت کا رشتہ مضبوط کر دے، آپس میں سلام پھیلایا کرو''۔ ①

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّهُ سَيُصِيبُ أُمَّتِي دَاءُ الْأُمَمِ» قَالُوا: مَا دَاءُ الْأُمَمِ؟ قَالَ: «الْأَشَرُ، وَالْبَطَرُ، وَالتَّكَاثُرُ، وَالتَّنَافُسُ فِي الدُّنْيَا، وَالتَّبَاغُضُ، وَالْحَسَدُ حَتَّى يَكُونَ الْبَغْيُ ثُمَّ الْهَرْجُ»

''میری امت کو پہلی امتوں کی بیماری لگ جائے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: پہلی امتوں کی بیماری کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیش پسندی، قبول حق سے تکبر و تجبر، مال جمع کرنے کی ہوس، حصول دنیا میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش، باہمی بغض و عداوت اور حسد۔ یہاں

① سنن ترمذی: 2628۔

تک کہ امت میں سرکشی پیدا ہو جائے گی، پھر قتل وغارتگری ہوگی"۔ ①

حاسد کی علامات کا بیان تا کہ اس سے بچا جا سکے:

جہاں تک نظر کا معاملہ ہے تو یہ سب لوگوں کو شامل ہے حتی کہ نیک لوگوں کی نظر بھی بسا اوقات سہوا لگ جاتی ہے۔ لیکن حسد کا معاملہ بعض متعین علامات والے لوگوں کے ساتھ خاص ہے۔ حاسد میں کچھ ایسی نشانیاں پائی جاتی ہیں جن سے وہ صاف طور پر پہچانا جاتا ہے۔ دیکھنے کا انداز، ایک معنی خیز مسکراہٹ، چہرے کے تاثرات، انداز گفتگو، یہ سب چیزیں انسان کی اندرونی کیفیت کی ترجمانی کرتی ہیں۔ انسان جو کچھ اپنے قلب وضمیر میں چھپا کر رکھتا ہے وہ بہر حال اس کے چہرے کے احوال، اس کی لغزشوں، اس کی مشکوک نگاہوں، خاص قسم کی مسکراہٹوں، اس کی جملہ حرکات وسکنات اور چہرے کے تاثرات سے ظاہر ہو کر رہتا ہے۔

اللہ عز وجل کی حکمتوں اور عجائبات قدرت میں سے یہ بھی ہے کہ خالق کائنات نے انسان کے چہرے کو آئینہ بنا دیا ہے جس میں اس کے نفس کے خفیہ جذبات، اس کے دلی احساسات اور دل کی گہرائی میں پائے جانے والے خیالات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک بیمار شخص کے مرض کے اثرات اس کے چہرے سے عیاں ہوتے ہیں۔ ایک غمزدہ دل گرفتہ شخص کا حزن وکرب بھی اس کے چہرے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک تندرست وسلامت شخص کی صحت مندی کا اثر بھی اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا ہوتا ہے اور ایک خوش وخرم شخص کی خوشی، مسرت اور بے فکری اس کے چہرے کی سلوٹوں، اس کے دیکھنے کے انداز اور اسلوب گفتگو سے

① مستدرک للحاکم: 168/4 نیز دیکھیے سلسلہ احادیث صحیحہ: 480

ٹپک رہی ہوتی ہے۔

ایک صادق الایمان مومن، صادق الاخلاص مخلص، رحمان سے ڈرنے والے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے شخص کے چہرے پر اس کے ایمان، اخلاص اور نیکی کے اثرات سے بشاشت اور روشنی، اس کی طبیعت میں تواضع اور نرمی اور اس کی گفتگو میں ادب اور عزوشرف واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ یہ عکس بالعموم صحیح ہوتا ہے۔ ایک فاسق وفاجر شخص کے فسق وفجور کا اثر اس کے چہرے سے عیاں ہوتا ہے، اس کی گفتگو پر بھی اس کی بدی کا اثر واضح ہوتا ہے۔ اگر چہ اس کی ظاہری شکل وصورت نیکوکار لوگوں جیسی ہی کیوں نہ ہو!!

حاسد کا معاملہ بھی بالکل اسی طرح کا ہے۔ وہ لوگوں کو حاصل ہونے والی بھلائیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ لوگوں سے نعمتوں کے زائل ہونے کی تمنا کرتا ہے چنانچہ وہ دل کی بیماریوں کا مریض اور ناقص ایمان والا ہے۔ وہ خبث باطن چھپانے اور اس پر پردہ ڈالنے کی جس قدر بھی کوشش کر لے وہ اس کو چھپانے میں ناکام رہتا ہے اور جلد ہی اس کی بدباطنی اور اس کا اندرونی حسد ظاہر ہو کر رہتا ہے۔

تو پھر حاسد کی علامات کیا ہیں؟

① حاسد شخص ہمیشہ اللہ کی تقدیر سے نالاں اور برہم رہتا ہے۔

② حاسد شخص اگر پوری دنیا کے خزانوں کا مالک بن جائے تب بھی شکوہ ہی کرتا رہتا ہے اور ــ اللہ بچائے ــ اللہ کا شکر کم ہی ادا کرتا ہے۔

③ حاسد جس سے حسد کرتا ہے اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی تلاش میں رہتا ہے اور انہیں مجالس میں بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے۔

④ محسود کی خوبیوں اور اچھائیوں کو چھپاتا ہے ان کے بارے میں جان بوجھ کر انجان بنا رہتا ہے اور لوگوں میں انہیں معمولی بنا کر پیش کرتا ہے۔

⑤ حاسد زیادہ دیر تک خاموش نہیں رہ سکتا۔ وہ محسود کے کلام کا جواب تو ہنستے ہوئے مزاحیہ انداز میں دیتا ہے لیکن اس کے دل کا بھرپور کینہ اور بغض اس کی نظروں سے واضح ہوتا ہے۔

⑥ حاسد محسود پر ہر وقت بادلیل یا بے دلیل واضح طور پر رسوا کن تنقید کرتا رہتا ہے۔

⑦ حاسد ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتا ہے وہ کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا جس میں محسود کو جانی یا مالی نقصان سے دوچار کیا جا سکتا ہو۔

⑧ آخری بات یہ ہے کہ حاسد کا خون ہر وقت کھولتا رہتا ہے۔ وہ ایک پریشان طبیعت شخص ہوتا ہے۔ ذلت اور بدحالی ہر وقت اس کے چہرے پر چھائی رہتی ہے۔

شریعت اسلامیہ کی روشنی میں حسد کا علاج:

حسد ایک خطرناک بیماری ہے جس کے نتائج سخت نقصان دہ ہیں۔ یہ نتائج بالخصوص معاشرتی تعلقات کے انقطاع اور انسانی معاملات کے بگاڑ کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ خرابی جہالت اور پسماندگی کے ادنی ترین درجے تک جا پہنچتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین حنیف نے اس خطرناک بیماری کے خلاف بہت ٹھوس موقف اختیار کیا ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَقَاطَعُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ

إِخْوَانًا» وَعَنْهُ ﷺ: «اسْتَعِينُوا عَلَى قَضَاءِ حَوَائِجِكُمْ بِالْكِتْمَانِ فَإِنَّ كُلَّ ذِي نِعْمَةٍ مَحْسُودٌ»

''ایک دوسرے سے حسد، قطع تعلقی، بغض ونفرت اور باہمی دشمنی نہ رکھو، اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، اور آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ حاجات پوری کرنے کے لیے نعمت کو چھپا کر مدد طلب کرو، اس لیے کہ ہر صاحب نعمت کے ساتھ حسد کیا جاتا ہے''۔ ①

اس گناہ سے بچنے کے لیے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ صاف دل اور پر سکون رہے۔ ایک مسلمان کے لیے اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ کسی شخص کے ہاں پائی جانے والی نعمت کو پالینے کی تمنا کرے، مگر شرط یہ ہے کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی سے اس نعمت کا زوال نہ چاہے اور نہ ہی اس شخص کے پاس اس نعمت کی موجودگی اور دوام کو ناپسند کرے۔

چونکہ حسد دل کی بیماریوں میں بڑی خطرناک بیماری ہے اور دل کی بیماریوں کا علاج نفع بخش علم کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ حسد کی بیماری کے علاج کے لیے نافع علم یہ ہے کہ آپ اچھی طرح جان لیں کہ حسد آپ کے لیے دنیا کی زندگی میں تو نقصان دہ ہے ہی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ گناہ کا اور اللہ کے غضب کا سبب بھی ہے۔

حسد کا ترک کر دینا دخول جنت کے اسباب میں سے ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ہم ایک روز نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ

① حدیث کا پہلا حصہ صحیح مسلم: 2559 میں ہے اور دوسرے حصہ کو ابن ابی دنیا اور طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ دیکھیے مجمع الزوائد: 195/8۔

الأَنْصَارِ تَنْطِفُ لِحْيَتُهُ مِنْ وَضُوئِهِ قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ الشِّمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ الْمَرَّةِ الأُولَى، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا. فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَلَى مِثْلِ حَالِهِ الأُولَى، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ تَبِعَهُ عَبْدُاللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنِّي لَاحَيْتُ أَبِي فَأَقْسَمْتُ أَنْ لَا أَدْخُلَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُؤْوِيَنِي إِلَيْكَ حَتَّى تَمْضِيَ فَعَلْتُ، قَالَ: نَعَمْ قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ عَبْدُاللهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيَ الثَّلَاثَ فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ وَتَقَلَّبَ عَلَى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: غَيْرَ أَنِّي مَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلَاثُ لَيَالٍ وَكِدْتُ أَنْ أَحْتَقِرَ عَمَلَهُ، قُلْتُ: يَاعَبْدَاللهِ! لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَ وَالِدِي غَضَبٌ وَلَا هَجْرٌ؛ وَلَكِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، فَأَرَدْتُ أَنْ أَعْرِفَ عَمَلَكَ فَلَمْ أَرَكَ تَعْمَلُ عَمَلًا كَثِيرًا، فَمَا الَّذِي بَلَغَ بِكَ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ، فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِي فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ غَيْرَ أَنِّي لَا أَجِدُ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِي نَفْسِي غِشًّا وَلَا حَسَدًا عَلَى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ. قَالَ عَبْدُاللهِ: فَقُلْتُ لَهُ: هِيَ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ».

”ابھی ابھی (اس پہاڑی راستے سے) ایک اجنبی شخص نمودار ہوگا۔ چنانچہ ایک انصاری صحابی نمودار ہوا، جس کی داڑھی سے وضو کے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے، اس نے اپنے جوتے اپنے بائیں ہاتھ میں لٹکا رکھے تھے اور آ کر حاضرین کو سلام کیا، اگلے روز نبی کریم ﷺ نے وہی بات ارشاد فرمائی چنانچہ پھر وہی شخص نمودار ہوا۔ جب نبی کریم ﷺ مجلس سے تشریف لے گئے تو عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس جنتی شخص کے پیچھے پیچھے چل دیے حتی کے اس کے گھر پہنچ گئے اور کہا: محترم! میرا اپنے والد سے جھگڑا ہوگیا ہے اور میں نے تین روز تک اپنے والد کے گھر میں داخل نہ ہونے کی قسم کھالی ہے۔ اگر آپ مجھے تین روز تک اپنے ہاں رہنے کی اجازت عطا فرمائیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ انہوں نے حامی بھر لی۔ عبداللہ ان کے پاس تین روز قیام پذیر رہے مگر انہوں اپنے میزبان میں کوئی زیادہ شب بیداری وغیرہ تو نہیں دیکھی البتہ جب وہ اپنے بستر پر کروٹ بدلتے تو اللہ کا ذکر کرتے اور روزمرہ کی گفتگو میں بھی سوائے بھلائی کے کچھ بات نہ کرتے، عبداللہ کہتے ہیں: قریب تھا کہ میں ان کے اعمال صالحہ کو معمولی نوعیت کے اعمال خیال کر لیتا۔ جب تین روز گزر گئے تو میں نے ان سے عرض کیا: اللہ کے بندے! میرے اور والد صاحب کے درمیان جھگڑا وغیرہ کچھ نہیں ہوا بلکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو آپ کے بارے میں اس طرح فرماتے ہوئے سنا تو میرے دل میں آپ کے حالات جاننے کا شوق پیدا ہوا لیکن میں نے آپ کو کوئی زیادہ عبادت کرتے ہوئے نہیں پایا، تو آپ کے بارے میں جنت کی خوشخبری کا اصل سبب کیا ہے؟

اس نے کہا: بھائی! میرے معمولات زندگی تو وہی ہیں جو آپ نے ملاحظہ کر لیے، جب میں واپس جانے کے لیے پلٹا تو انہوں نے مجھے آواز دے کر بلا لیا اور یوں

گویا ہوئے: آپ نے میری نیکی اور عبادت جو کچھ دیکھی ہے اس سے زیادہ میرے پاس کچھ نہیں۔ ہاں البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ میرے نفس میں کسی مسلمان کے لیے دھوکہ، فراڈ کی جگہ نہیں ہے، اور کسی بھی مسلمان کو اللہ نے جو کچھ خیر و بھلائی عطا کر رکھی ہے اس پر میں اپنے دل میں کوئی حسد اور کدورت محسوس نہیں کرتا۔ عبد اللہ کہتے ہیں: میں نے کہا: یہی وہ چیز ہے جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے"۔①

اس حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے کہ حسد کی صفت ذمیمہ کو چھوڑ دینا بہت عظیم الشان عمل ہے اور اللہ عزوجل کے پاس ایسے شخص کے لیے بڑا اجر و ثواب ہے۔

نظر کے نقصانات کی قسمیں:

نظر کے اثر سے ہونے والے نقصانات دو قسم کے ہوتے ہیں:

پہلی قسم: وہ ہے کہ جس میں نظر کا اثر ہوتے ہی فوری طور پر خطرناک نقصانات کا ظہور ہوتا ہے۔ جیسا کہ آدمی یا حیوان کی موت واقع ہو جانا یا مکان کا زمین بوس ہو جانا، یا کھیتی کا برباد ہو جانا اور اسی طرح کے دوسرے نقصانات ہیں جن سے بچاؤ یا علاج ممکن نہیں ہوتا۔

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ریاض شہر کی ایک نواحی بستی میں ایک شخص بکریوں کے ریوڑ کے قریب سے گزرا تو اس نے نظر لگا دی جس کے اثر سے تمام کی تمام بکریاں ہلاک ہو گئیں۔ بکریوں کا مالک جب آیا اور دیکھا کہ اس کی تمام بکریاں ہلاک ہو چکی ہیں تو اپنے بیٹے سے پوچھا: یہاں سے کون گزرا تھا؟ بیٹے نے جواب دیا: سوائے فلاں بن فلاں کے کوئی دوسرا شخص یہاں سے نہیں گزرا۔ چنانچہ

---

① مسند الإمام أحمد: 166/3، وإسناده صحيح على شرط الشيخين۔

بکریوں کا مالک اس شخص کے پاس پہنچا اور دیکھا کہ وہ اپنی ایک نو تعمیر شدہ بلڈنگ کی چھت پر کھڑا تھا اس نے آواز دے کر کہا:

دیکھو میاں! تم میری بکریوں کے قریب سے گزرے اور ان کو نظر لگا دی اب میں اس نظر کو یا تو تمہارے بدن میں لوٹا دوں گا یا تمہاری عمارت میں، عمارت کے مالک نے کہا: تھوڑی دیر ٹھہرو، مجھے نیچے اتر لینے دو۔ چنانچہ جیسے ہی وہ اترا عمارت دھڑام سے زمین بوس ہوگئی۔ ①

نظر کی یہ قسم زہر قاتل ہے اور اس کے نقصانات کا کوئی علاج نہیں۔

نقصان کی دوسری قسم:

یہ ہے کہ ایسا نقصان جس سے موت اور تباہی فوری طور پر واقع نہ ہو اس کے علاج کی تین اقسام ہیں۔

① فوری علاج جو نظر کا نقصان واقع ہونے سے قبل ہو جاتا ہے۔

② نظر کا نقصان واقع ہو جانے کے بعد سریع الاثر علاج۔

③ دم اور اذکار کے ذریعہ سے علاج۔

اولا: نظر کے واقع ہونے سے قبل اس کو پھیر دینا:

یہ علاج برکت کی دعا کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے اللہ عزوجل کی حکمت میں یہ بات شامل ہے کہ کسی اچھی چیز کو دیکھنے والا اگر برکت کی دعا کر دے تو اللہ کے حکم سے نظر کا نقصان وہ اثر ختم ہو جاتا ہے، اور اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی اپنی

---

① یہ واقعہ علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے ریاض کی بڑی جامع مسجد میں ایک درس میں بیان کیا تھا۔

تقدیر کو تقدیر ہی کے ذریعہ ٹالتا ہے۔امر سارے کا سارا اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے اسی لیے ہمیں نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ہمیں جو چیز بھی اچھی لگے ہم اسے دیکھ کر برکت کی دعا کریں۔آپ کا ارشاد گرامی ہے:

«إِذَا رَأَىٰ أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ، فَلْيَدْعُ لَهُ بِالْبَرَكَةِ»

”جب تم سے کسی کو اپنے بھائی کی کوئی چیز اچھی لگے تو اسے چاہیے کہ وہ برکت کی دعا کرے“

آپ ﷺ نے عامر بن ربیعہ سے فرمایا:

«أَلَا بَرَّكْتَ» تم نے اس کے لیے برکت کی دعا کیوں نہ کی اور سہل بن حنیف کے بارے میں فرمایا:

«إِذَا رَأَىٰ أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ، فَلْيَدْعُ لَهُ بِالْبَرَكَةِ»

«أَلَا بَرَّكْتَ»

”تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی جان یا مال میں سے کوئی چیز اچھی لگے تو اسے چاہیے کہ اس کے حق میں برکت کی دعا کرے اس لیے کہ نظر کا لگ جانا برحق ہے“۔①

ان احادیث سے واضح ہوا کہ نظر اس صورت میں نقصان نہیں دیتی نہ ہی اثر انداز ہوتی ہے جب دیکھنے والا برکت کی دعا کرے۔ یہ صرف اسی صورت میں ہی نقصان دہ ہوتی ہے جب دیکھنے والا برکت کی دعا نہ کرے۔امام قرطبی اور بعض دیگر علماء نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔②

---

① مسند أحمد:3/447 ، ومستدرک حاکم:4/215۔

② تفسیر القرطبی:9/227۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب کوئی چیز اس کو اچھی لگے تو وہ برکت کی دعا کرے کیونکہ جب وہ برکت کی دعا کرے گا تو یقیناً خوفناک اثرات ہٹ جائیں گے۔ ①

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

جس کسی کو کوئی چیز اچھی لگے اس کو چاہیے کہ وہ جلدی سے اس کے لیے دعا کرے یہ اس کی طرف سے دم کرنے کے قائم مقام ہوگا۔ ②

برکت کی دعا اس طرح ہونی چاہیے: «بَارَكَ اللّٰهُ فِيهِ»۔

''اس چیز میں اللہ برکت عطا فرمائے''۔

یا پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا کرے: «اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ عَلَيْهِ»

''اے اللہ! اس چیز میں برکت عطا فرما''۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾

''اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہو رہا تھا تو نے یہ کیوں نہ کہا: جو اللہ نے چاہا وہی ہوگا''۔ ③

ثانیا: نظر کا علاج اس کے واقع ہو جانے کے بعد:

جب نظر لگانے والے کا پتہ چل جائے اور اس کے مختلف اعضا کو دھو کر، اس کے

---

① حوالہ سابقہ۔

② فتح الباری: 205/10۔

③ الکہف: 39۔

وضو کا پانی لے کر مریض پر ڈالا جائے تو یہ عمل اللہ کے حکم سے نظر کے اثر کو زائل کرنے والا اور بیماری سے شفا دینے والا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سہل بن حنیف والی گزشتہ حدیث میں یہ فرمایا ہے:

«عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلَا بَرَّكْتَ؟ ، اغْتَسِلْ لَهُ»

''تم میں ایک آدمی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے، تم نے اس کے لیے برکت کی دعا کیوں نہ کی؟ اب جلدی سے اس کے لیے اپنے اعضا کو دھونے کا اہتمام کرو''۔

چنانچہ عامر نے اپنا چہرہ، اپنے دونوں ہاتھ، اپنی دونوں کہنیاں، اپنے دونوں قدموں کے کنارے اور اپنے ازار کا اندرونی حصہ ایک بڑے برتن میں دھویا اور پھر یہ پانی سہل پر سر کی پچھلی جانب اور پشت پر ڈالا گیا تو وہ فوراً ہی ٹھیک ٹھاک ہو گئے۔ ①

ایک دوسری روایت میں ہے: ''توضأ له''۔

''اٹھو اور اس کے لیے وضو کرو''۔

چنانچہ عامر نے وضو کیا اور یہ پانی سہل بن حنیف پر پچھلی جانب سے ڈالا گیا تو وہ بھلے چنگے ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور نبی ﷺ کے ساتھ چل دیے۔

امام مسلم اپنی صحیح میں یہ روایت لائے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«الْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَو كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا

① موطا امام مالک: 938/2، سنن بیہقی: 351/9 اور مستدرک حاکم: 411/3۔

اسْتُغْسِلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَغْتَسِلْ»

''نظر کا لگ جانا حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر ہوتی۔ جب تم سے غسل کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کیا کرو''۔ ①

اور سنن ابی داود میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

«كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ المَعِينُ»

''نبی ﷺ کے عہد میں نظر لگانے والے کو وضو کرنے کا حکم دیا جاتا اور وضو کے اس پانی سے مریض کو نہلایا جاتا''۔ ②

غسل کا طریقہ:

نظر لگانے والے کے پاس ایک برتن میں پانی لایا جائے، وہ اس میں اپنی دائیں ہتھیلی داخل کرے اور پانی لیکر کلی کرے اور کلی کا پانی برتن میں پھینک دے، پھر اپنا چہرہ برتن میں دھوئے، پھر بایاں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی لے کر اپنے دائیں ہاتھ کو دھوئے اور اس کا پانی برتن ہی میں گرائے، پھر دایاں ہاتھ برتن میں ڈالے اور ایک چلو پانی لے کر اسے بائیں ہتھیلی پر ڈالے پھر اپنا بایاں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی لے کر دائیں کہنی پر گردن تک ڈالے، پھر دائیں ہاتھ سے پانی لے کر بائیں کہنی پر گردن تک ڈالے، پھر بائیں ہاتھ میں پانی لے کر دائیں پاؤں پر ڈالے، پھر بائیں ہاتھ میں پانی لے کر اپنے دائیں پاؤں پر ڈالے، پھر بائیں ہاتھ میں پانی لے کر دائیں گھٹنے پر ڈالے، پھر دائیں ہاتھ میں پانی لے کر بائیں گھٹنے پر ڈالے۔ یہ تمام پانی اعضاء کو دھونے پر برتن

---

① صحیح مسلم: 2188۔

② سنن ابی داود: 3880

ہی میں ڈالا جائے۔ پھر اپنی دونوں رانوں کے بالائی حصوں کو دھو کر اس کا اپنی بھی برتن میں ڈالا جائے اس سارے عمل کے دوران برتن کو زمین پر نہ رکھا جائے آخر میں برتن کا پانی یک بارگی مریض کے سر کی پچھلی جانب سے انڈیل دیا جائے۔①

اس حدیث میں نبی ﷺ نے غسل کا حکم دیا ہے اور حکم وجوب کے لیے ہوا کرتا ہے۔

ثالثا: دم اور اذکار کے ذریعے علاج:

جب نظر لگانے والے کا علم نہ ہو تو مریض کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرے اور ذکر واذکار کے ذریعے مرض کے ازالہ کی کوشش کرے۔ اس عمل میں ان شاء اللہ تعالی شفا ہے۔

مریض سورہ فاتحہ، آیت الکرسی اور معوذات پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے ان میں پھونک مارے اور ان کو اپنے جسم پر پھیر لے۔

مذکورہ بالا آیات پڑھ کر روغن زیتون پر دم کرے اور درد کے مقام پر اس تیل کا استعمال کرے۔ اور یہی آیات پانی پر دم کر کے اس میں سے پیے اور غسل کرے۔

مسنون دم کی دعائیں:

1 - «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ»

”میں اللہ تعالی کے کامل کلمات کے ساتھ اس کی ساری مخلوق کے شر سے پناہ چاہتا ہوں“②

---

① سنن بیہقی: 352/9۔

② صحیح مسلم: 2708۔

2 - «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وهامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ»

''میں اللہ تعالی کے کامل کلمات کے ساتھ ہر ایک شیطان اور زہریلے جانور کے شر سے اور ہر اثر انداز ہونے والی نظر کے شر سے پناہ چاہتا ہوں''۔ ①

3 - «بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَعَيْنِ حَاسِدٍ، بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ، واللهُ يَشْفِيكَ» ②

''میں اللہ کے نام کے ساتھ تمھیں ہر ایذا دینے والی چیز سے، ہر ایک نفس کے شر سے اور حسد کرنے والے کی نظر سے تمھیں دم کرتا ہوں، میں اللہ کے نام سے تمھیں دم کرتا ہوں، اللہ تعالی تمھیں شفا عطا فرمائے''۔

4 - «بِسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ، وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ»

''اللہ کے نام سے، وہ تمھیں صحت عطا فرمائے اور ہر بیماری سے شفا عطا فرمائے اور حاسد کے حسد سے اور ہر نظر لگانے والے کے شر سے محفوظ رکھے'' ③

ذیل میں اللہ کی پناہ حاصل کرنے اور دم کرنے کے لیے چند دعائیں نقل کی جا رہی ہیں جنھیں علامہ ابن القیم نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے:

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي

① بخاری: 3371 ② مسلم: 2186 ③ کنز العمال: 18364، طبقات ابن سعد: 16/2/2۔

الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ»

''میں اللہ تعالیٰ کے ان کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کر سکتا، ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا، اسے تشکیل دیا اور پھیلایا، اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو اس میں چڑھتی ہے، اور ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے زمین میں پھیلایا، اور ہر اس چیز کے شر سے جو اس سے نکلتی ہے، اور شب و روز کے فتنوں سے، اور ہر رات کے وقت آنے والے کے شر سے سوائے ایسے رات کو آنے والے کے جو خیر کے ساتھ آئے، اے نہایت رحم کرنے والے''۔ ①

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ»

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، اس کی ناراضگی سے، اس کی سزا سے، اس کے بندوں کے شر سے، شیطانوں کے وساوس سے، اور ان کے میرے پاس آنے سے''۔ ②

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ، وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اللَّهُمَّ! أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَأْثَمَ، اللَّهُمَّ! لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ»

''اے اللہ! میں تیرے عزت والے چہرے اور تیرے کامل کلمات کے ساتھ

① مسند احمد: 419/3۔ ② سنن ترمذی: 2528۔

ہر اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جس کی پیشانی کو تو پکڑنے والا ہے۔ اے اللہ! تو ہی گناہوں اور قرض کو زائل کرتا ہے، اے اللہ! تیرا لشکر کبھی شکست نہیں کھاتا اور تیرے وعدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں ہوتی، تو پاک ہے (ہم) تیری تعریف کے ساتھ (تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں)''۔①

«اللَّهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، مَا شَاءَ اللهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَأَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ»

''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں نے تجھی پہ بھروسہ کیا، تو عرش عظیم کا مالک ہے، جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو نہ چاہا نہیں ہوا، نہیں ہے برائی سے بچنے کی ہمت نہ نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے، میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پہ قادر ہے۔ اللہ تعالی نے ہر چیز کو اپنے علم کے ساتھ گھیر رکھا ہے، اور ہر ایک چیز کی گنتی کو شمار کر رکھا ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے نفس کے شر سے، شیطان کے شر سے، اور اس کی شراکت سے، اور ہر اس جاندار کے شر سے جس کی پیشانی کو تو پکڑے ہوئے ہے۔ بے شک میرا رب صراط مستقیم پر ہے''۔②

اس کے بعد علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

① سنن ابی داود: 5052 ② ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ حدیث: 57، 58۔

جو شخص ان دعاؤں اور معوذات کا تجربہ کرے گا ان کا فائدہ اور ان کی شدید ضرورت کے بارے میں جان لے گا۔ یہ اذکار نظر لگانے والے کی نظر بد کے اثرات کو روکتے ہیں اور اثر ہو جانے کے بعد اس کو دور بھی کرتے ہیں، مگر ان کا فائدہ پڑھنے والے کی قوت ایمانی، قوت شخصی، ذاتی استعداد، قوت توکل اور دل کی مضبوطی کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ یہ ادعیہ واذکار مؤمن کا ہتھیار ہیں اور ہتھیار کی کارکردگی اس کے چلانے والے کی صلاحیت کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ ①

نظر بد اور حسد سے بچاؤ کے لیے مروجہ ناپسندیدہ بدعات

لوگوں نے نظر بد سے بچاؤ کے لیے بہت سی بدعات گھڑ لی ہیں اور ان کا اعتقاد ہے کہ یہ چیزیں نظر اور حسد کے شر کو دور کر دیتی ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

- **تعویذات کا لٹکانا:** یہ وہ اشیاء ہیں جو عرب لوگ اپنے بچوں پر لٹکا دیتے تھے ان کا خیال تھا کہ یہ چیزیں نظر لگنے سے بچاتی ہیں حالانکہ یہ نبی کریم ﷺ کے درج ذیل ارشاد کے مطابق شرک ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اپنی مسند میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث لائے ہیں۔

«مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ»

"جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا" ②

- ایسے تعویذات استعمال کرنا جن میں کتاب وسنت کی نہیں بلکہ جنات سے کام لینے والے کاہنوں کی عبارات لکھی ہوئی ہیں، اور یہ بھی شرک ہے:

---

① زاد المعاد: 4/170۔ ② مسند احمد: 4/156۔

- گھونگھے، کوڑیاں، اور سیپیاں وغیرہ جو سمندر سے نکلتی ہیں گلے میں لٹکانا تاکہ نظر سے بچاؤ کیا جا سکے۔
- بچوں اور حیوانات کے گلے میں ایسے پٹے ڈالنا جن میں نیلے رنگ کے منکے اور نگینے وغیرہ پروئے ہوئے ہوں یا چاند کی شکل کے لوہے کے ٹکڑے لٹکانا یا بجو کا دانت یا اس کی ہڈی لٹکانا۔
- گھروں کے دروازوں پر، جانوروں کی گردن میں اور گاڑیوں میں گھوڑے یا گدھے کا کھر یا گندم کے خوشے لٹکانا یا تانبے کا ایسا پنجہ لٹکانا جس میں انسانی آنکھ بنی ہوتی ہے۔
- ایسی انگوٹھیاں پہننا جن میں نیلے رنگ کے پتھروں اور منکوں کی جڑائی ہوتی ہے اور ان پر نظر بد کو روکنے کے لیے کچھ الفاظ تحریر ہوتے ہیں۔
- گھروں اور کھیتوں میں کھوپڑیاں اور جانوروں کے سر لٹکانا۔
- بعض ممالک میں شادی پر بلائے گئے مہمانوں پر اس غرض سے نمک کا چھڑکاؤ کرنا تاکہ دولہا اور دلہن نظر بد سے محفوظ رہیں۔
- بعض عجیب وغریب الفاظ اس اعتقاد کے ساتھ کہنا کہ یہ نظر سے بچاتے ہیں۔ جیسے ہتھیلی کی پانچ انگلیاں اور ''لکڑی کو پکڑو'' جیسے الفاظ ادا کرنا اور چونکہ ہندو لوگ لکڑی کو مقدس گردانتے ہیں اور اس کو مصیبتوں کے دور کرنے والی سمجھتے ہیں اس لیے یہ الفاظ انہی کی طرف سے آئے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ نظر سے بچنا چاہتے ہیں تو کسی لکڑی کو ہاتھ میں پکڑ لو۔
- گاڑیوں پر مخصوص جملے لکھوانا جیسے: ''عین الحسود فیہا العود''

"حاسد کی آنکھ میں تنکا" (یا جیسے برصغیر کے ممالک میں گاڑیوں پر لکھتے ہیں: جلنے والے کا منہ کالا، بری نظر والے تیرا منہ کالا، دیکھو مگر پیار سے، وغیرہ)

- یہ اعتقاد رکھنا کہ اگربتی کا دھواں مریض کی بیماری کو دور کرتا ہے

یہ چند ناجائز امور اور بدعات اوپر ذکر کیے گئے ہیں جو لوگوں نے نظر بد اور حسد سے بچنے کے لیے عقیدے کے طور پر اختیار کر لیے ہیں۔

فصل چہارم

نفسیاتی اور اعصابی بیماریاں

- وہم
- مرگی
- غمناکی
- قلق (بے چینی)
- سیدھے سادے مومن کی خوبیاں

فصل چہارم

نفسیاتی اور اعصابی بیماریاں

وہم: یہ ایک خبیث نفسیاتی بیماری ہے۔ انسان پر اوہام کا تسلط ہو جاتا ہے تو پھر ان سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے انسان اس حیات مستعار میں اوہام و وساوس سے مکمل طور پر کبھی خالی نہیں ہوتا، بلکہ بعض لوگوں کی زندگی تو وہم در وہم کا نمونہ ہوتی ہے۔ ان کے ہاں نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اوہام کی تاثیر ان پر حقائق کی تاثیر سے زیادہ قوی ہوتی ہے چونکہ جنات اور جادو کا اثر زائل کرنے کے لیے قرآن کریم کے ذریعے علاج کی خبریں عام ہیں، اور بعض لوگ بے ہوشی کے واقعات کا مشاہدہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کو پیش آمدہ واقعات کے قصے بھی عام طور پر سننے میں آتے رہتے ہیں چاہے یہ قصے علاج کے لیے آنے والے مریض سنائیں یا کتابوں میں لکھے ہوئے ہوں۔ یہ سب کچھ سننے اور دیکھنے کے باعث زندگی کے مشکل لمحات میں بہت سے لوگ وہم و وسوسہ کا شکار ہو جاتے ہیں حتی کہ وہ لوگ

بھی اس کی دست برد سے محفوظ نہیں رہتے جو دینداری میں استقامت وصلاح کے راستہ پر گامزن ہیں۔

اس وہم کے وقوع کے اہم ترین اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ جنات اور شیاطین سے بیحد خوفزدہ رہتے ہیں۔ بہت سے لوگ تو اس طرح کرتے ہیں کہ اگر انہیں کوئی خاص بیماری لگ گئی، یا روز مرہ کی زندگی میں کوئی پریشانی لاحق ہوگئی، یا میاں بیوی میں کوئی معمولی اختلاف کی نوبت آگئی، یا کوئی حادثہ رونما ہوگیا تو وہ ان حوادث کو دیگر عوامل سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے حافظہ پر زور دے کر اس مصیبت یا باہمی اختلاف کے اسباب تلاش کرتے ہیں۔ کبھی وہ یہ فرض کر لیتے ہیں کہ فلاں آدمی گزرا تھا اس نے نظر لگا دی یا فلاں روز ایک جن انہیں چھو کر گزر گیا تھا پھر وہ اپنی تکلیف یا بیماری کی علامات بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہم کا مرض جب انسان کو لگ جائے تو یہ حقیقی بیماری سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے کہ جنات کا اثر تو اللہ کے فضل سے قرآن کریم کے دم سے زائل ہو جاتا ہے مگر وہم کے مریض کا مرض دائمی ہوتا ہے جو کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ اسی طرح بعض لوگوں کو یہ وہم ہو جاتا ہے کہ وہ جادو کا شکار ہو چکے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں: فلاں شخص سے میری مخالفت تھی اس لیے اس نے مجھ پر جادو کر دیا ہے چنانچہ اس کی فکر پریشان اور زندگی مضطرب ہو جاتی ہے پھر وہ اپنے آپ سے کہتا ہے: میں جادو کا شکار ہوں۔

جب کسی انسان کو یہ وہم لاحق ہو جائے کہ اس پر جنات یا جادو کا اثر ہے تو اس کا دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور زندگی بے چینی اور کرب کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس کے بدن میں مختلف غدودوں کی کارکردگی میں خلل واقع ہو جاتا ہے اور فی الواقع اس پر

جنات اور جادو کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں حتی کہ بعض اوقات اس پر تشنج اور بے ہوشی کے دورے بھی پڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔جدید علم طب میں اسے (Autosuggestion) یا خود تشخیصی کہتے ہیں۔

چنانچہ یہ طے کر لینے کے بعد کہ وہ واقعی جنات یا جادو کا مریض ہے اس کی زندگی میں بے چینی اور خوف کا عنصر سرایت کر جاتا ہے آہستہ آہستہ اس کا اعصابی نظام گڑ بڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔اس کے دل کے عضلات میں سختی اور کھچاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور مختلف جسمانی عوارض کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔مریض دل کے آس پاس درد محسوس کرتا ہے اور جیسے جیسے اس کا خوف بڑھتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے یہ درد بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ نظام اعصاب کی بے قاعدہ کارکردگی کے باعث دیگر عوارض بھی معرض وجود میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ایسے انسان کے جسم کا کوئی عضو بھی ایسا نہیں بچتا جو قلق واضطراب کی اس حالت سے متاثر نہ ہوتا ہو۔ایسی حالت میں نبض کی رفتار تیز ہو جاتی ہے اور کبھی بے قاعدہ بھی ہو جاتی ہے۔بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے، نظام انہضام پر برا اثر پڑتا ہے، پیٹ میں گاہے بگاہے درد اور مروڑ اٹھتا ہے، مریض کی جنسی حالت بھی متاثر ہوتی ہے، اور وہ بیوی سے کراہت محسوس کرتا ہے۔اس کے عضلات بدن تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ تناؤ بعض اوقات دماغ تک بھی پہنچ جاتا ہے اور آدھے سر کا درد شروع ہو جاتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کے ذریعے علاج کرنے والے حضرات کے پاس جو مریض علاج کے لیے رجوع کرتے ہیں ان کی ایک بڑی تعداد محض وہم کا شکار ہوتی ہے اور گنتی کے چند لوگ ہی ایسے ہوتے ہیں جو واقعی جنات سے متاثر ہوتے ہیں اگر چہ ان میں جنات والی بعض علامات بھی پائی جاتی ہیں مگر وہ جنات کے زیر اثر نہیں ہوتے۔

اس حقیقت پر ماہرین نفسیات (Psychiatrists) بہت زور دیتے ہیں کہ پریشانی و بے چینی کا تسلسل عملی طور پر ایسے حقیقی جسمانی امراض کا سبب بنتا ہے اور جسم میں ہونیوالی تکالیف واقعی ایک بیماری کا نتیجہ ہوتی ہیں یہ محض تناؤ اور کھچاؤ کا نتیجہ نہیں ہوتیں، کبھی یہ بے چینی معدے کے زخم، سینے کے درد اور بعض دیگر امراض کا سبب بنتی ہے چنانچہ اس کی زندگی کی شکل تبدیل ہو جاتی ہے، اس کی توقعات مختصر ہو جاتی ہیں، اس کی کارکردگی سست ہو جاتی ہے، ازدواجی زندگی اضطراب کا شکار ہو جاتی ہے، وہ وہم اور خوف کا قیدی بن کر رہ جاتا ہے۔

جہاں تک وہم اور خوف کے اس مرض کے علاج کا تعلق ہے تو اگر یہ وہم ابتدائی مراحل میں ہے تو اذکار اور دعاؤں کے ذریعے اس کا علاج کیا جا سکتا ہے لیکن اگر یہ کافی دیرینہ ہو تو پھر حقیقت یہ ہے کہ ایسے مریض کو ماہرین نفسیات کے زیر علاج رکھنا چاہیے۔

مرگی:

ماہرین طب ابھی تک مرگی کی متعین اور جامع تعریف وضع نہیں کر سکے، اس لیے کہ یہ مرض شکلیں بدلتا رہتا ہے، اور یہ تعریف اس لیے نہیں ہو سکتی کہ اس مرض کے کلینیکل اور تشنجی حالات کی تعداد کافی زیادہ ہے۔

مرگی کا دورہ:

ڈاکٹر حضرات اس ناگہانی حالت کو مرگی کے دورے کا نام دیتے ہیں جو مریض پر تشنج اور کپکپاہٹ کی صورت میں طاری ہوتی ہے جبکہ اس دوران مریض اپنے ہوش

وحواس بھی کھو بیٹھتا ہے۔ اطباء مرگی کے دورے کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

بڑا دورہ اور چھوٹا دورہ:

بڑا دورہ وہ ہے جس میں مریض ہوش وحواس میں نہیں رہتا جبکہ چھوٹا دورہ وہ ہے جو مرض کے ابتدائی احوال میں ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ مریض اور اس کے اردگرد لوگوں کو پتہ ہی چل جائے کہ یہ مرگی کا مرض ہے۔ چونکہ یہ معمولی سا وقفہ ہوتا ہے جو تقریباً تین سے دس سیکنڈ تک جاری رہتا ہے اور اس کے ساتھ تشنج بھی اکثر حالات میں نہیں ہوتا۔ بالعموم یہ اچانک واقع ہوتا ہے آپ دیکھیں گے کہ مریض یکا یک ایک لحظہ کے لیے کلام سے رک جاتا ہے اور پھر اپنی بات کی طرف لوٹ آتا ہے، مگر اس کی توجہ اپنی بات سے ہٹ جاتی ہے یا پھر وضاحت سے بولتے بولتے اچانک اس کی زبان لکنت اور لڑکھڑاہٹ کا شکار ہو جاتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ لحظہ بھر کے لیے اپنے کام سے رکتا ہے پھر نارمل ہو جاتا ہے۔

مرگی کے اسباب:

اطباء حضرات مرگی کے دورے کو تین عوامل سے جوڑتے ہیں۔

بیماری قبول کرنے کی ذاتی، خاندانی اور جنسیاتی صلاحیت۔

دماغ پر مرگی کے مرض کا اثر انداز ہونا۔

نظام اعصاب کی کارکردگی کا متاثر ہونا۔

لیکن مرگی کے دورے کے اسباب میں سے ایک اہم سبب جنات کا اثر بھی ہوتا ہے۔ ڈاکٹروں کی ایک بڑی تعداد اس سبب کو تسلیم کرنے سے گریز کرتی

ہے۔ حالانکہ وہ یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ مرگی کی بعض اقسام ایسی بھی ہیں، جن کے اسباب ابھی تک جدید میڈیکل سائنس معلوم نہیں کر سکی۔ جو چیز حیرت میں اضافہ کا سبب ہے وہ یہ ہے کہ مرگی کے اس سبب کا انکار کرنے والے زیادہ تر ہمارے اپنے لوگ ہیں۔ جہاں تک یورپ کے ڈاکٹروں کا تعلق ہے تو ان کی اکثریت مرگی کے لیے جناتی اثر کو تسلیم کر چکی ہے۔ شیخ عبدالرزاق نوفل اپنی کتاب ''عالم الجن والملائکۃ'' میں رقمطراز ہیں:

یورپ کے بہت سے علمائے طب و سائنس نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ مرگی کے یہ دورے جنات کے اثر کے باعث بھی ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے ان علماء میں (Carington) کا ذکر کیا ہے جو نفسیاتی امراض کی ریسرچ کے لیے قائم کی گئی تنظیم کے ایک ممبر ہیں۔ وہ اپنی کتاب ''جدید روحانی مسائل'' میں جنات کے اثر کے بارے میں لکھتے ہیں:

جنات کا اثر کم از کم ایک واقعاتی چیز ہے جسے علم جدید نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ بہت سے ایسے حیران کن حقائق موجود ہیں جو اس حقیقت کی تائید کرتے ہیں۔ ①

اسی طرح ڈاکٹر (Bill) کا ذکر کیا ہے جو اپنی کتاب ''بیمار ذہنوں کے علاج میں پیش آنے والے غیر معمولی حالات کا تجزیہ'' میں رقمطراز ہیں:

ہمارے پاس بہت سی ایسی معلومات ہیں جن کی نقاب کشائی کر دینا ٹھیک ہوگا خاص طور پر اس چیز کے بارے میں جو بدروحوں وغیرہ کے لگ جانے سے رونما ہوتی ہے۔ اس آسیبی اثر کا نفسانی اور اعصابی امراض کا سبب بننے سے متعلق معلومات اس

---

① عالم الجن والملائکۃ: 82۔

زمانہ میں علمی تحقیق سے یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ آسیبی اثرات کی اثر پذیری کے بارے میں جو خیال پہلے کیا جاتا تھا یہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ پھر وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں:

اس اعتراف کے باوجود جب دور جدید کے روحانی عامل شیاطین کو دفع کرنے میں 'بدروحوں کو بھگانے میں، مریضوں اور غمزدہ لوگوں کا علاج کرنے میں جو عجیب وغریب حیران کن نتائج سامنے لاتے ہیں، تو بعض ڈاکٹر حضرات ان عامل حضرات کو صرف تحقیر اور استہزاء کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں۔

مؤلف نے اس کے بعد ڈاکٹر جیمز ہلسن (James Hilson) کا ذکر کیا ہے، وہ جنات سے متعلق اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

جنات و آسیب کی تاثیر ایک غیر معمولی تاثیر ہوتی ہے، جس میں ایک ذی شعور خارجی شخصیت انسان کی عقل اور جسم پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ایسی اشیاء کے انسان کو چھو لینے کے واقعات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

جن لوگوں نے اس جناتی اثر کے واقع ہونے کا اقرار کیا ہے ان میں ڈاکٹر کارل ویک لینڈ (Carl Weekland) اور امریکی یونیورسٹی میناپولس (Minapolus) کے ڈاکٹر پیروز (Paros) اور میڈیسن اور سرجری میں نوبل پرائز حاصل کرنے والے ڈاکٹر الیگزز کاریل (Elexis Carial) شامل ہیں۔ ①

زمانہ قدیم میں مرگی کے مرض کو ''مرض ربانی'' یا ''مرض مقدس'' کا نام دیا جاتا تھا۔ کیونکہ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ مرض خارجی قوتوں یا جنات کے اثر کے باعث لاحق ہوتا ہے اور بعض قدیم علماء نے اس مرض کی اچانک اور شدید علامات کی تشریح اس طرح کی ہے کہ یہ مرض بعض ایسی شریر روحوں کی تاثیر کا نتیجہ ہے جو جسم یا دماغ

---

① عالم الجن والملائکۃ: 83۔

میں جسم کے سوراخوں کے ذریعے داخل ہوتی ہیں حتی کہ بعض پرانے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ غاروں کے زمانے کے انسان اور قدیم قبائل کے لوگوں کی کھوپڑیوں میں جو سوراخ نظر آتے ہیں وہ اس طریق علاج کا نتیجہ ہے جو مرگی کے علاج میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اس طریق علاج میں ان کے نزدیک ہدف یہ ہوتا تھا کہ شیاطین بدروحوں کو ان سوراخوں کے راستے جسم سے باہر نکالا جائے۔ پرانے لوگ اس مرض کے علاج کے لیے تعویذات، دم اور مختلف تحریریں استعمال میں لاتے تھے۔ بحث وتحقیق سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس مرض کے علاج میں دینی اور روحانی پیشواؤں کا بڑا اہم کردار تھا وہ شریر روح کو اس کے نام سے پکارتے، اس پر قابو پا لیتے اور اسے مریض کے جسم سے نکالا کرتے تھے۔

اسی طرح آج کے دور میں مشاہدہ اس امر واقع کی تائید کرتا ہے اور قطعی طور پر اس کا ثبوت فراہم کرتا ہے، بہت سے مرگی کے مریضوں کی حالت اس امر پر شاہد ہے اور شک ومخاصمت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ جن کا بات کرنا اور نکل جانے اور دوبارہ نہ آنے کا عہد کرنا اور یہ کہ مریض جب بیدار ہوتا ہے تو اس حال میں ہوتا ہے کہ اس کا مرض کلی طور پر زائل ہو چکا ہوتا ہے۔ یہ شخصیت کی ٹوٹ پھوٹ نہیں ہے جیسا کہ ماہرین نفسیات کہتے ہیں بلکہ یہ باقاعدہ طور پر جنات اور شیاطین کا اثر ہوتا ہے اس حوالے سے قرآن مجید اور سنت نبویہ میں جو دلائل وارد ہیں وہ اس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہیں۔

بچوں میں مرگی:

بچوں میں بالعموم مرگی کے جو اثرات ہوتے ہیں وہ مرگی کے چھوٹے دوروں کی

قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کی علامت بچوں میں عام طور پر پانچ سال کی عمر سے شروع ہو کر بارہ برس کی عمر تک رہتی ہے۔ چھوٹے دوروں کے درمیانی وقفات بدلتے رہتے ہیں یا پھر بلوغت کے وقت یہ ختم ہو جاتے ہیں یا ایسا ہوتا ہے کہ چھوٹے دورے تو مٹ جاتے ہیں بڑے دوروں کے لیے امکان باقی رہتا ہے۔

الیکٹرونک گیمز اور بچوں کی مرگی:

جدید تحقیق سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مرگی کا شکار ہونے والے بچوں کی ایک بڑی تعداد کے مرض میں مبتلا ہونے کا ایک بڑا سبب کمپیوٹر گیمز ہیں۔ میڈیکل رپورٹس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض بچوں کے دماغ بڑے حساس ہوتے ہیں۔ مرگی کا شکار ہونے والے تیس سے چالیس ہزار بچوں میں سے پانچ فیصد کمپیوٹر گیمز کے باعث اس مرض کا شکار ہوئے تھے۔ جاپان میں میڈیکل چیک اپ کے ذریعہ دیکھا گیا کہ 200 ایسے بچے جو پہلے مرگی کے مریض نہ تھے، محض کمپیوٹر گیمز کی وجہ سے اس مرض کا شکار ہوئے۔ فرانس میں حال ہی میں یہ بات منظر عام پر آئی ہے کہ کم از کم پندرہ ایسے بچے تھے جو کمپیوٹر گیمز کے باعث مرگی کا شکار ہوئے۔ ①

وہ علامات جو مرگی کے مرض کا شکار لوگوں کو ممیز کرتی ہیں:

1 - دوسروں کو دشمنانہ نظروں سے تکتے رہنا۔

2 - اپنی رائے پر شدید اصرار کرنا اور دوسروں کی غلطی معاف نہ کرنا۔

3 - سخت، بے لچک جذبات اور تاثرات کا اظہار کرنا۔

4 - کبھی کبھی بلا جواز دوسروں پر پھٹ پڑنا۔

---

① مجلۃ العلوم والتقنیہ عدد: 1413/11/17ھ وریڈیو سعودی عرب۔

5- دوسرے لوگوں کو اکثر اوقات گفتگو اور معاملات میں دھوکہ دینا۔

6- مگر دوسروں سے ہر وقت نرمی اور تعاون کی توقع رکھنا۔

7- ایسا شخص متلون مزاج ہوتا ہے، کبھی محبت کبھی نفرت، کبھی اہتمام کبھی غفلت، کبھی نرم مزاجی کبھی سخت گیری، اس کی علامت ہوتی ہیں۔

8- وہ حساس طبیعت ہوتا ہے اور جلد ہی آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔

9- امن اور اطمینان کے عدم احساس کے نتیجہ میں شدید پریشانی کا شکار رہتا ہے۔

مرگی کا علاج:

حقیقت میں مرگی کے علاج میں نفسیاتی طریق علاج کے ماہرین کا بڑا کردار ہے۔ یہ لوگ مرگی کی نوعیت کی تشخیص اور دماغ کے لیے ضروری پلاننگ کرنے کے ماہر ہوتے ہیں۔ لہذا ایسے مریض کا ضروری علاج چاہے وہ دواؤں کے استعمال سے ہو یا آپریشن سے یا نفسیاتی تدابیر سے جیسا بھی طبیب مناسب سمجھے کرے۔ لیکن میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ مرگی کے مریضوں کے لیے چند مفید ہدایات یہاں ذکر کر دوں جنہیں ڈاکٹر حضرات بھی ایسے مریضوں کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔

1- ایسے مریض کو ان کاموں سے منع کر دیا جائے جو اسے خطرے سے دوچار کر سکتے ہوں۔ جیسے تیراکی، ڈرائیونگ اور بلند جگہوں پر چڑھنا وغیرہ۔

2- روشنی کی بلند لہروں کی طرف تسلسل سے دیکھنا جیسا کہ بچوں کے لیے کمپیوٹر گیمز اور بڑوں کے لیے ٹیلی ویژن اور سینما وغیرہ کی اسکرینیں۔

3- گھر والوں کو چاہیے کہ وہ مریض کے بارے میں حد سے زیادہ اہتمام اور

نگرانی سے کام نہ لیں اور نہ ہی مریض کی تکلیف پر بہت زیادہ توجہ مرکوز کریں۔

4- مریض کے سلوک اور مشاکل کے نتیجہ میں گھر والے اس کو مشتعل کرنے کی کوشش کریں نہ اس کے ساتھ سختی، دباؤ، خوفزدہ کرنے اور ڈرانے دھمکانے کا رویہ اختیار کریں۔

5- ڈاکٹر صاحبان کی ہدایات پر سختی سے عمل کریں اور مریض کو وقت مقررہ پر دوائی استعمال کروانے میں غفلت سے کام نہ لیں۔

6- مریض کو بیدار رکھنے والی اور جوش دلانے والی کھانے پینے کی اشیاء سے دور رکھیں جیسے سگریٹ نوشی اور مرچ مصالحہ والے کھانے۔ مرگی کی دوسری قسم جو جنات وشیاطین کے اثر سے ہوتی ہے، اس کا علاج ان لوگوں کے پاس ملے گا جو قرآن کریم کے ذریعے علاج کرتے ہیں۔

غمناکی:

غمناکی کا معنی ہے شدید افسردگی اور دباؤ کا شکار رہنا۔ یہ دور حاضر کے مشہور نفسیاتی امراض میں سے ایک ہے۔ بلکہ یہ سب سے زیادہ پھیلنے والا نفسیاتی مرض ہے۔ جہاں تک معمولی رنج وغم کا تعلق ہے تو یہ انسان کے فطری تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ کوئی شخص اس سے بچ نہیں پاتا حتی کہ مؤمن بھی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا﴾

''کانا پھوسی ایک شیطانی کام ہے تا کہ وہ اہل ایمان کو رنج پہنچائے''①

① المجادلۃ: 15۔

مگر جب یہ رنج زیادہ ہو جائے اور انسان کو اپنی گرفت میں لے لے تو یہ غمنا کی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

غمنا کی کی علامات:

1- تنگی اور غم کا احساس ہوتے رہنا۔
2- کھانے کی رغبت کم ہو جانا۔
3- روزمرہ کے امور سے توجہ ہٹ جانا اور نسیان محسوس کرنا۔
4- نیند کا بار بار منقطع ہونا اور وزن کا کم ہو جانا۔
5- جنسی رغبت میں کمی۔

غمنا کی کے اسباب:

اس مرض کے اسباب کی دو قسمیں ہیں: خارجی اسباب اور داخلی اسباب۔

اولا: خارجی اسباب۔

یہ وہ اسباب ہیں جو انسان کی ذات سے باہر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جیسے دنیا میں ہونے والے مختلف واقعات، مثلاً کسی عزیز کا وفات پا جانا، مال کا جاتے رہنا، یا معاشرتی مقام و مرتبہ کا ضائع ہو جانا۔ اس طرح کے واقعات پیش آنے پر اگر انسان کے پاس ایمان کی طاقت نہ ہو تو وہ ان حوادث سے شدید طور پر متاثر ہوتا ہے اور بہت سے مراحل سے گزر کر بالآخر غمنا کی کی کیفیت میں داخل ہو جاتا ہے۔

ثانیا: داخلی اسباب۔

ان اسباب کا تعلق انسان کی داخلی اعضائی ترکیب و تشکیل سے ہوتا ہے۔ جیسے

دماغ کے خلیوں میں یا تھائی رائڈ گلینڈ کی رطوبت میں یا مخصوص وٹامنز کی مقدار میں کمی واقع ہو جانا وغیرہ۔

غمناکی کا علاج:

چونکہ یہ ایک نفسیاتی مرض ہے اس لیے اس کا علاج بھی قرآن وسنت سے ہونا چاہیے، خاص طور پر اس وقت جب اس کا تعلق خارجی اسباب سے ہو۔ چنانچہ مریض کو اللہ تعالیٰ اور قضاء وقدر پر ایمان رکھنے کی ترغیب دی جائے۔ اسے صبر کرنے والوں کے اجر سے آگاہ کیا جائے اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کی سیرت سے صبر وشکر کی مثالیں دی جائیں۔ اسی طرح اس سے کہا جائے کہ وہ ان دعاؤں اور اذکار کو کثرت سے کرے جو نبی کریم ﷺ سے غم، رنج، فکر اور کرب کے ازالہ کے لیے ثابت ہیں۔ ان دعاؤں میں سے کچھ ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رنج ومشقت کے حالات میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

1-«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ»

''کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے جو عظمت والا تحمل والا ہے، کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے جو عرش عظیم کا رب ہے۔ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جو عرش کریم کا رب ہے''۔ ①

① متفق علیہ۔ صحیح بخاری: 6346 وصحیح مسلم: 2730۔

2- جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی غم یا مصیبت پہنچتی تو آپ کہتے تھے:

«يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ».

"اے زندہ! اے سب کو تھامنے والے! میں تیری رحمت کے ذریعے فریاد کرتا ہوں"۔ ①

3- اور ترمذی ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم کام درپیش ہوتا تو آپ اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے اور کہتے:

«سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ» وَإِذَا اجْتَهَدَ فِي الدُّعَاءِ قَالَ: «يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ»

"پاک ہے اللہ عظمت والا! اور جب دعا میں بہت کوشش کرتے تو کہتے: اے زندہ! اے سب کو تھامنے والے"۔ ②

4- اور سنن ابی داود میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«دَعَوَاتُ الْمَكْرُوبِ. اللَّهُمَّ! رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ»

"مصیبت زدہ شخص کو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر۔ میرے تمام کام سنوار دے، کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیرے"۔ ③

① سنن الترمذی: 3524 ② سنن الترمذی: 3436 ③ سنن ابی داود: 5090۔

5-اور سنن ابی داود ہی میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہیں کچھ ایسے کلمات نہ سکھلا دوں جنہیں تم رنج ومصیبت کے وقت پڑھ سکو، کہو:

اللهُ اللهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا» وفي رواية: أَنَّهَا سَبْعُ مَرَّاتٍ

''اللہ، اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی اور ایک دوسری روایت میں ان کلمات کو سات بار دہرانے کا ذکر ہے''۔①

6-مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب بھی کسی بندے کو کوئی فکر یا غم لاحق ہو تو وہ یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ! إِنِّي عَبْدُكَ، ابْنُ عَبْدِكَ، ابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي، وَنُورَ صَدْرِي، وَجَلَاءَ حُزْنِي، وَذَهَابَ هَمِّي إِلَّا أَذْهَبَ اللهُ حُزْنَهُ وَهَمَّهُ وَأَبْدَلَهُ مَكَانَهُ فَرَحًا»

''اے اللہ! میں یقیناً تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے ہی بندے اور تیری کنیز کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، میرے بارے میں تیرا ہر حکم جاری وساری ہے۔ میرے بارے میں تیرا ہر فیصلہ مبنی بر انصاف ہے۔ میں

① سنن ابی داود: 1525 وانظر عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: 650۔

تیرے ہر اس خاص نام کے ذریعے تجھ سے درخواست کرتا ہوں، جو تو نے خود اپنا نام رکھا ہے، یا اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے۔ یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے، یا اسے اپنے ہاں علم غیب میں رکھنے کو ترجیح دی ہے (اور کسی کو نہیں بتایا) میں درخواست کرتا ہوں کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میرے غم کا علاج اور میرے فکر کا دافع بنا دے۔ تو اللہ تعالی ایسے شخص کا غم اور فکر دور کر دے گا اور اس کی جگہ خوشی نصیب فرما دے گا''۔①

7- سنن ترمذی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ»

''مچھلی والے پیغمبر کی دعا جب وہ مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب کو پکار رہے تھے: کوئی نہیں معبود برحق تیرے سوا تو پاک ہے یقیناً میں ہی ظالموں میں سے تھا۔ کوئی بھی مسلمان آدمی کسی بھی پریشانی میں یہ دعا مانگے تو اللہ تعالی اس کی دعا قبول فرمائے گا''۔②

«إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُولُهَا مَكْرُوبٌ إِلَّا فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ: كَلِمَةُ أَخِي يُونُسَ»

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر

① مسند احمد: 391/1 ② سنن الترمذی: 3505۔

کوئی بھی مصیبت زدہ شخص اس کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور فرما دیتا ہے، وہ میرے بھائی یونس کی دعا ہے''۔ ①

''سنن ابی داود میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ انصار کا ایک شخص جسے ابوامامہ کہا جاتا تھا، مسجد میں غمگین بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا:

«يَاأَبَا أُمَامَةَ! مَا لِي أَرَاكَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟» قَالَ: هُمُومٌ لَزِمَتْنِي وَدُيُونٌ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلَامًا إِذَا قُلْتَهُ أَذْهَبَ اللهُ هَمَّكَ وَقَضَى عَنْكَ دَيْنَكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: بَلَىٰ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «قُلْ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ» قَالَ: فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَ اللهُ هَمِّي وَقَضَى عَنِّي دَيْنِي.

''ابوامامہ کیا بات ہے میں تمہیں نمازوں کے اوقات کے علاوہ مسجد میں بیٹھے دیکھتا ہوں''۔ ابوامامہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں کے قرض اور پریشانیوں نے مجھے گھیر رکھا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں ایک دعا نہ سکھلا دوں کہ جب تم اس کو پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری تمام پریشانیاں دور فرما دے گا اور تمہارا قرض بھی اتار دے گا۔

① ابن السني في عمل اليوم والليلة: 343 والنووي في الأذكار: 367۔

ابو امامہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: ضرور سکھلایئے، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: جب تو صبح کرے اور جب شام کرے تو کہا کر:

''اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں پریشانی اور غم سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں عاجزی اور کاہلی سے، اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے، اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں قرض کے بوجھ اور لوگوں کے تسلط سے''۔

ابو امامہ کہتے ہیں: میں نے یہ دعا آپ کے ارشاد کے مطابق پڑھی تو اللہ تعالی نے میری پریشانیاں دور فرمادیں اور میرا قرض بھی اتار دیا۔①

9 - اور سنن ابی داود ہی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ لَزِمَ الاسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ»

''جو شخص استغفار کو لازم پکڑ لے اللہ تعالی اسے ہر پریشانی سے نجات عطا فرمائے گا، اور ہر تنگی سے نکلنے کی راہ میسر فرمائے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو''۔②

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ كَثُرَتْ هُمُومُهُ وَغُمُومُهُ فَلْيُكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ»

''جس شخص کی پریشانیاں اور رنج وغم زیادہ ہوجائیں تو اسے چاہیے کہ کثرت

---

① سنن ابی داود: 1555 ② سنن ابی داود: 1518۔

سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے۔ یعنی برائی سے بچنے کی کوئی ہمت اور نیکی کرنے کی کوئی طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے''۔①

اور صحیح بخاری ومسلم میں ثابت ہے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور ترمذی میں ہے کہ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ کتاب وسنت سے ماخوذ چودہ علاج ہم وغم وحزن اور پریشانی کے مرض کے لیے ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں اگر اس کے اسباب خارجی ہوں۔

1- توحید ربوبیت۔

2- توحید الوہیت

3- اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرنا اس بات سے کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہے یا انہیں بلاسبب پکڑتا ہے۔

4- بندے کا اعتراف کرنا کہ وہ خود ہی ظالم ہے۔

5- اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے محبوب ترین ناموں اور اس کی صفات کے ذریعے وسیلہ پکڑنا، ان میں سے جامع ترین نام ''الحي'' اور ''القيوم'' ہیں

6- اللہ اکیلے سے ہی مدد طلب کرنا۔

7- بندے کا اقرار کرنا کہ وہ اللہ کی رحمت کا امیدوار ہے۔

8- اللہ تعالیٰ پر بھرپور توکل کرنا، اور اپنے تمام معاملات اسی کے سپرد کرنا، نیز اس بات کا اعتراف کرنا کہ بندے کی پیشانی اس کے ہاتھ میں ہے وہ جیسے چاہے اس کو پھیرتا ہے اور یہ کہ اس کا حکم بندوں میں جاری وساری ہے اور اس کا فیصلہ ان کے بارے میں عدل وانصاف پر مبنی ہے۔

---

① الطب النبوی للذھبی والأحکام النبویۃ للکحال۔

9- یہ کہ بندہ اپنے دل کو قرآن کے باغیچوں کی سیر کروائے، شبہات اور شہوات کے اندھیروں میں قرآن ہی سے روشنی حاصل کرے۔

10- کثرت سے استغفار کرنا۔

11- کثرت سے توبہ کرنا۔

12- اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

13- نماز کی پابندی کرنا۔

14- اپنی ذات سے برائی سے بچنے کی ہمت اور نیکی کرنے کی طاقت کی نفی کرنا اور ان کو اس کی طرف تفویض کرنا جس کے ہاتھ میں توفیق ہے۔

لیکن اگر اس حزن وغم کے اسباب داخلی ہوں تو اس کا علاج نفسیاتی طب میں مل سکتا ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں جب کہ طبی آلات اور مشینیں دماغ کے خلیوں اور ہارمونوں میں نقص کی نشاندہی کر دیں۔ لیکن اگر کوئی طبی سبب واضح نہ ہو تو قرآن کریم سے دم کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ غمنا کی جنات کے اثر کی علامات میں سے ایک ہے جبکہ قرآنی علاج اور نفسیاتی طریق علاج میں کوئی تعارض بھی نہیں پایا جاتا۔

قلق (بے چینی)

بے چینی حرکت اور اضطراب کا نام ہے اور یہ اطمینان کی ضد ہے۔ قلق ایک نفسیاتی مرض ہے جس میں تناؤ، خوف اور اندیشے شامل ہوتے ہیں۔ چاہے یہ قلق متعین امور سے متعلق ہو یا مبہم امور سے۔ کبھی یہ مرض خاصا پرانا بھی ہوتا ہے۔

قلق ایک عام پائی جانے والی کیفیت ہے۔ قریباً ہر شخص مخصوص حالات میں اس سے متاثر ہوتا ہے۔ لیکن ہر شخص کی حالت اس سے بچاؤ کے اعتبار سے، اس سے معنوی حفاظت کے لحاظ سے، ذاتی صلاحیت اور قلق کو محسوس کرنے کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک شخص کو اپنے مخصوص دائرہ کار میں جو مسائل درپیش ہوتے ہیں ان کی نوعیت کے اعتبار سے آدمی پر اثرات مختلف ہوتے ہیں۔

قلق کی علامات:

1- دل کے مقام پر درد محسوس ہونا اور دل کی دھڑکن کا غیر منظم ہونا۔

2- آدمی کو ہلاکت کا خوف رہنا اور عدم استقرار کی کیفیت سے دو چار رہنا۔

3- مسلسل شدید سر درد کا شکار رہنا۔

4- نیند میں کروٹیں بدلنا اور بے خوابی کا شکار رہنا۔

5- یادداشت میں کمزوری اور غور وفکر میں دشواری محسوس کرنا۔

ان کے علاوہ بھی قلق کی بہت سی علامات ہیں۔

قلق کے اسباب:

بہت سے واضح یا غیر واضح امور کے بارے میں بے یقینی اور خدشات کا شکار رہنا۔

انسان کو ایک جانب سے اپنی طرف کھینچنے والی پر کشش چیزوں اور ان کے راستے میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کے درمیان حالت کش مکش کا برپا رہنا۔

دماغی یا جسمانی درماندگی کا شکار رہنا اور یہ دونوں ایک دوسری سے منسلک رہتی ہیں۔

جیسے جیسے قلق کی مدت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے یہ پرانا مرض بنتا چلا جاتا ہے اور لاغری اور درماندگی کی علامات میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر مختلف جسمانی بیماریوں کا ظہور ہوتا ہے جیسے دل کی بیماری، بلڈ پریشر، معدہ کا زخم (Ulcer) آنتوں کا زخم، بڑی آنت کی سوزش اور اس طرح کی بہت سی جسمانی بیماریاں سامنے آتی ہیں۔

قلق کا علاج:

جب یہ معلوم ہو گیا کہ قلق اطمینان کی ضد ہے تو اللہ تعالی کی کتاب اور نبی کریم

ﷺ کی سنت میں اس مرض سے بچاؤ کا طریقہ اور علاج بھی بتلا دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴾

''ایمان والوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان ہوتا ہے۔ خبردار رہو اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے''۔ ①

جب قلق کا سبب خوف اور اندیشے ہوں تو اسلام نے اس مشکل کا علاج تجویز کر دیا ہے۔ انسان کا خوف تین بنیادی امور سے متعلق ہوتا ہے، رزق، موت اور بدبختی یا خوش بختی۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ تمام امور اپنے ذمے لے لیے ہیں۔ رزق کے بارے میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿ وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖۗ اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ ۖؗ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾

''اور بہت سے جاندار ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے، ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالی ہی روزی دیتا ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے''۔ ②

نیز فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ﴾

''اللہ تعالی سب کا روزی رساں قوت والا زور آور ہے''۔ ③

① الرعد:28۔ ② العنکبوت:60۔

③ الذاریات:58۔

نیز فرمایا:

﴿ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴾

''تمہارا رزق اور تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہے''۔①

اور موت کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴾

''وہی ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے اور رات دن کے ردوبدل کا مالک بھی وہی ہے، کیا تم سمجھتے نہیں ہو''۔②

اسی طرح بد حالی وخوش حالی، نقصان اور نفع کا معاملہ ہے۔ یہ تمام امور اللہ وحدہ لاشریک لہ کے ہاتھ میں ہیں بلکہ انسان ماں کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے جب یہ اشیاء اس کے لیے لکھ دی جاتی ہیں۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ قلق دراصل انسان کی اندرونی کش مکش سے وجود میں آتا ہے یہ کش مکش ایک جانب سے پر کشش چیزوں اور ان تک پہنچنے میں پیش آنے والی رکاوٹوں کے درمیان ہوتی ہے۔ تو ایسے میں قرآن مجید ایک مسلمان کی تربیت اس انداز سے کرتا ہے کہ وہ اسے ہمیشہ اتباع حق کی تلقین کرتا ہے اور انسان کی رغبات وخواہشات کی اصلاح کرتا ہے وہ انہیں ان کے صحیح مقام پر رکھتا ہے۔ اسلام انسانی جسم اور نفس کی فطری خواہشات سے متصادم نہیں ہے۔ دیکھیے، یہ پیغمبر اسلام ہیں جو ایک صحیح حدیث میں فرماتے ہیں:

① الذاریات:22۔

② المؤمنون:80۔

«لٰكِنِّي أُصَلِّي وَأَنَامُ، وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي»

''میں رات کو سوتا بھی ہوں، قیام بھی کرتا ہوں، کبھی روزہ رکھتا ہوں تو کبھی افطار بھی کرتا ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں''۔ ①

تو اسلام ان تمام ضروریات اور خواہشات کو ان کے صحیح مقام پر رکھتا ہے۔ اسی طرح عبادات جیسے: نماز، ذکر الٰہی، تلاوت قرآن مجید، ان میں سے ہر ایک عبادت نفس انسانی میں اطمینان پیدا کرتی ہے۔ انسان کا اللہ عزوجل سے تعلق قائم کرتی ہے، انسان کو روحانی طاقت عطا کرتی ہے، اس کو خوف واندیشہ ہائے دور دراز سے بچاتی ہے اور اس کی تنہائی کے احساس کو زائل کرتی ہے۔ اس لیے کہ ان عبادات کے باعث انسان اپنے خالق وآقا اور مدبر الأمور رب کے ساتھ براہ راست تعلق قائم کر لیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ایک صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ جب آپ پر کوئی مشکل معاملہ آن پڑتا تو آپ بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے:

«أَرِحْنَا بِالصَّلَاةِ يَا بِلَالُ»

''اے بلال! ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچاؤ''۔ ②

اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

«جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ»

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بنائی گئی ہے'' ③

چنانچہ نماز آپ کے دل کی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔

① صحیح البخاری: 5063 و صحیح مسلم: 1401 واللفظ لہ۔

② مسند احمد: 364/5 ③ فتح الباری: 345/11۔

لہٰذا قرآن وسنت میں انسانی زندگی کے لیے کامل پروگرام موجود ہے۔ اس میں قلق اور پریشانی کے ہر اثر کے لیے بچاؤ، علاج اور کلی خاتمے کا سامان موجود ہے۔

ایک درست مسلمان کی صفات

نفسیاتی صحت کا معیار:

ایمان کے شعبہ جات: ایک متقی مؤمن ہی ایمان کے ضوابط کو پورا کرنے والا ہوتا ہے۔ اگر ہم اس کے ایمان کی حالت کو فرائض اور ضوابط کی ادائیگی کے اعتبار سے ایک ہی لفظ سے بیان کرنا چاہیں تو ''تقوی'' ایسا لفظ ہے جو اس ایمانی حالت کو بیان کر سکتا ہے۔ چنانچہ متقی مؤمن وہ ہے جو ایمان کے ضوابط کی تکمیل کا اہتمام کرتا ہے اور اللہ کی منع کردہ اشیاء سے اجتناب کرتا ہے۔

شعب شعبہ کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے: ''کسی ایک چیز کے مختلف ٹکڑے''۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ، أَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ»

''ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں۔ سب سے اعلیٰ درجہ لا إلہ إلا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے اور حیا ایمان کا ایک خاص شعبہ ہے''۔ ①

چنانچہ تمام مسلمانوں کو بالعموم اور مریض لوگوں کو بالخصوص ایمان کے ان شعبہ جات کی تکمیل کی بے حد ضرورت ہے۔ اسی طرح انہیں جناتی اثر، جادو اور نظر کے

① صحیح البخاری: 9 و صحیح مسلم: 35 واللفظ لہ۔

ذریعے پیدا ہونے والے نفسیاتی امراض کے بچاؤ اور علاج کے لیے اوامر اور نواہی کو جاننے کی بڑی ضرورت ہے۔ یہی نہیں، بلکہ انھیں تمام امراض کے بچاؤ اور علاج کے لیے کتاب وسنت ہی سے رجوع کرنا چاہیے۔

ان خصائل کی فہرست

جن کے ذریعہ ایمان کی تکمیل ہوتی ہے

ایمان کے شعبہ جات:

اللہ تعالی پر ایمان رکھنا، بایں طور کہ اللہ تعالی کے وجود پر، اس کی وحدانیت پر، اس کی ذات کے کمال اور اس کی صفات کے کمال پر اعتقاد رکھنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اس کے سوا ہر چیز اسی کی مخلوق ہے۔

1- اللہ تعالی کے رسولوں پر ایمان رکھنا۔

2- اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا۔

3- اللہ تعالی کی کتابوں پر ایمان رکھنا۔

4- دوسرے مسلمان بھائیوں کی عزت کی حرمت قائم رکھنا۔

5- اللہ تعالی کے فرشتوں پر ایمان رکھنا۔

6- نیکی کر کے خوش ہونا اور برائی ہو جائے تو غمزدہ ہونا۔

7- اللہ تعالی کی تقدیر پر ایمان رکھنا۔

8- ولی الأمر کی اطاعت کرنا۔

9- یوم آخرت پر ایمان رکھنا۔
10- نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا۔
11- اللہ کی محبت سے سرشار ہونا۔
12- نیکی اور تقوی کے کاموں میں تعاون کرنا۔
13- خوف صرف اللہ ہی سے رکھنا۔
14- مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا
15- اللہ ہی سے امید رکھنا۔
16- عدل وانصاف سے کام لینا۔
17- اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا۔
18- والدین سے حسن سلوک کرنا۔
19- نبی کریم ﷺ سے قلبی محبت رکھنا۔
20- صلہ رحمی کرنا۔
21- نبی کریم ﷺ کی قلبی تعظیم کرنا اور آپ کی سنت کا اتباع کرنا۔
22- حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا۔
23- ہر کام میں اخلاص کو مدنظر رکھنا اور ریاکاری کو چھوڑ دینا۔
24- لوگوں کے درمیان اصلاح کروانا۔
25- گناہوں سے توبہ کرنا۔
26- اللہ کی حدود کو جاننا۔
27- اللہ تعالی کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنا۔
28- حدود اللہ کو قائم رکھنا۔
29- مصیبتوں پر صبر کرنا۔
30- پڑوسی کا احترام کرنا۔
31- مخلوق پر رحم کرنا۔
32- سلام کا جواب دینا۔
33- حیاء سے متصف ہونا۔
34- مریض کی تیمارداری کرنا۔
35- قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی تعظیم کرنا۔
36- چھینکنے والے کا جواب دینا۔
37- علم حاصل کرنا اور دوسروں کو سکھلانا۔
38- مہمان کی عزت واکرام کرنا۔
39- علم کو نشر کرنا اور اس کی تعلیم دینا۔
40- دنیا کے معاملے میں زہد سے کام لینا۔

41- اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا۔

42- غیرت کو ملحوظ رکھنا۔

43- ذکر الٰہی اور استغفار کرنا۔

44- سخاوت سے کام لینا۔

45- زبان کی حفاظت کرنا اور بے ہودہ گوئی سے اجتناب کرنا۔

46- چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام کرنا۔

47- حسی اور معنوی طور پر طہارت کا اہتمام کرنا۔

48- اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند ہو۔

49- تمام فرض اور نفل نمازوں کی ادائیگی کرنا۔

50- خرچ کرنے میں اس امر کا خیال رکھنا کہ مال کو حق کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

51- فرض زکاۃ اور نفلی صدقات کی ادائیگی کرنا۔

52- مال جمع کرنے میں احتیاط کرنا کہ صرف جائز ذرائع سے مال حاصل کیا جائے۔

53- فرض اور نفل روزوں کا اہتمام کرنا۔

54- لوگوں کو تکلیف دینے سے باز رہنا۔

55- فرض حج اور نفلی حج کرنا۔

56- میت پر نماز جنازہ پڑھنا اور کفن دفن میں شریک ہونا۔

57- رمضان میں اعتکاف بیٹھنا۔

58- گناہ گاروں کے گناہوں پر پردہ ڈالنا۔

59- اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

60- اہل وعیال کے حقوق کی ادائیگی کرنا۔

61- اللہ کے راستہ میں کی جانے والی کوششوں سے منسلک رہنا۔

62- اللہ ہی کی خاطر تعلقات ومحبت رکھنا۔

63- اپنے دین کی حفاظت پر حریص ہونا۔

64- اللہ ہی کی خاطر بغض وعداوت رکھنا۔

65- کفارات کی ادائیگی کرنا۔

66- تواضع اور انکساری سے کام لینا۔

67- نذر پوری کرنا۔

68- فضول کاموں سے اجتناب کرنا۔

69- باہمی معاہدوں کی پابندی کرنا۔
70- کفار سے دور رہنا۔
71- امانتیں ادا کرنا۔
72- اہل دین سے قربت اختیار کرنا۔
73- انسانی جان کے خلاف ہر جرم کو حرام سمجھنا۔
74- تقدیر الٰہی پر راضی وشاکر رہنا۔
75- حرام مال سے ہاتھ روک کر رکھنا۔
76- راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا۔

مذکورہ بالا فہرست ان بہت سی احادیث نبویہ سے ماخوذ ہے جو ایمان کے شعبہ جات کے بارے میں وارد ہیں۔

امام شاطبی نے ان تمام امور کی فہرست بنا دی ہے جن کے کرنے کا قرآن وسنت میں حکم ہے اور ان کاموں کی الگ فہرست بنا دی ہے جو برے ہیں اور ان کے ارتکاب سے قرآن وسنت میں منع کیا گیا ہے۔ ان کی فہرست میں وہ متعین امور شامل نہیں ہیں جو فرض ہیں جیسے نماز اور زکوۃ وغیرہ ہیں نہ ہی وہ نواہی شامل ہیں جن کے ارتکاب پر حد نافذ کی جاتی ہے اور نہ ہی معین حرام اشیاء کا ذکر ہے۔ بلکہ انہوں نے اس میں وہ تمام امور شامل کر دیے ہیں جن کے بارے میں مطلقاً امر یا نہی کا حکم وارد ہے۔ یہ فہرست نفوس کی اصلاح اور تزکیہ کے لیے ایک بنیاد فراہم کرتی ہے اور اس پر عمل کرنے سے نوافل کے ذریعے تقرب الٰہی حاصل کرنے کا مقصد حاصل ہوتا ہے:

وہ اعمال صالحہ جن کے کرنے کا بلاتحدید حکم ہے

ذیل میں وہ فہرست دی جا رہی ہے جس میں امام شاطبی نے ایسے کاموں کا ذکر کیا ہے جن کے کرنے کا حکم ہے:

1- عدل
2- تواضع
3- احسان
4- اللہ سے حاجت مندی
5- عہد کی پاسداری
6- تزکیہ نفس
7- معاف کرنا۔ اخلاق عامہ میں نرم خو اور سادہ طبیعت ہونا
8- حق کے ساتھ فیصلہ کرنا
9- جاہلوں سے گریز
10- اچھی چیز کا اتباع کرنا
11- صبر
12- گناہوں سے توبہ
13- شکر۔
14- اللہ کے عذابوں سے ڈرنا
15- رشتہ داروں، مساکین اور فقراء سے ہمدردی۔
16- حق کی گواہی دینا
17- خرچ کرنے اور روک رکھنے میں میانہ روی
18- جاہلوں سے قطع تعلقی
19- برائی کو احسن طریقے سے دور کرنا
20- شیطان کے وسوسوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا
21- خوف الٰہی
22- اللہ تعالیٰ کی تعظیم
23- اللہ سے امید
24- وعظ و نصیحت کرنا
25- دنیا سے کٹ کر اللہ کا ہو جانا
26- اللہ کی نعمتوں کو بیان کرنا

27- ناپ اور تول کی درستگی
28- قرآن مجید کی تلاوت
29- صراط مستقیم کی پیروی
30- حق کی راہ میں تعاون
31- ذکر الٰہی
32- ہیبت الٰہی
33- استقامت
34- جنت میں رغبت۔
35- اللہ کی دعوت پر لبیک کہنا
36- ہمیشہ سچ کو لازم پکڑنا۔
37- خشیت الٰہی
38- اللہ کو تمام معاملات پر نگراں سمجھنا۔
39- مؤمنوں کے لیے نرم روی
40- بھلی بات کہنا۔
41- اللہ کے راستے کی دعوت
42- بھلائی کی طرف لپکنا۔
43- مؤمنوں کے لیے دعا
44- غصہ پی جانا۔
45- اخلاص
46- صلہ رحمی۔
47- امور کو اللہ کے سپرد کرنا
48- جھگڑے کے وقت اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرنا۔
49- بے ہودگی سے اجتناب
50- اللہ کے حکم کو بلا چوں وچرا تسلیم کرنا
51- امانت داری
52- ثابت قدم رہنا۔
53- رات کا قیام
54- خاموشی۔
55- دعا اور تضرع
56- اللہ سے تعلق۔
57- توکل
58- آپس کی اصلاح۔
59- دنیا میں زہد
60- خشوع وخضوع۔
61- آخرت کی طلب
62- اللہ کے لیے محبت۔
63- إنابت إلی اللہ
64- کافروں پر سختی۔
65- امر بالمعروف
66- مؤمنوں پر شفقت۔
67- نہی عن المنکر
68- صدقہ وخیرات۔
69- تقوی

(الموافقات للشاطبی 135/3)

باطن سے تعلق رکھنے والے کبیرہ گناہوں کی فہرست

1- اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

2- مسلمان کے بارے میں بدگمانی۔

3-شرک اصغر یعنی ریا کاری۔

4-حق کو قبول کرنے سے محض اس لیے انکار کہ وہ خواہش نفس کے خلاف ہو یا کہنے والے سے سننے والے کی مخاصمت ہو۔

5- دل میں غصہ، کینہ اور حسد رکھنا۔

6-نافرمانی پر خوشی۔

7- تکبر خود پسندی اور خود نمائی۔

8-نافرمانی پر اصرار۔

9- دھوکا دہی۔

10-اللہ کی اطاعت کے کاموں پر مخلوق سے تعریف کی خواہش۔

11- منافقت۔

12- دنیا کی زندگی پر راضی اور اس پر مطمئن ہو جانا۔

13- ظلم، سرکشی۔

14-اللہ کو اور دار آخرت کو بھلا دینا۔

15- لوگوں کو حقیر سمجھ کر تکبر سے ان سے کنارہ کشی کرنا۔

16-باطل پر ہونے کے باوجود اپنی ذات کے لیے غضب ناک ہونا اور اپنے لیے مدد چاہنا۔

17- ایسی چیزوں میں دخل اندازی جو بے فائدہ ہوں۔

18- اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہونا اور رحمت کے بھروسے پر گناہ کرتے چلے جانا۔

19- لالچ۔

20- اللہ کی رحمت سے ناامیدی۔

21- تنگ دستی کا خوف لاحق رہنا۔

22- اللہ کے ساتھ برا گمان رکھنا۔

23- تقدیر الٰہی پر اظہار ناراضگی۔

24- اللہ کی مغفرت سے مایوس ہونا۔

25- دولت مندوں کو حسرت سے دیکھنا اور ان کی دولت کے باعث ان کی تعظیم کرنا۔

26- دنیا کی خاطر یعنی فخر ومباہات کے لیے علم حاصل کرنا۔

27- غریبوں کا ان کی غربت کے باعث مذاق اڑانا۔

28- علم چھپانا۔

29- دنیا کی ہوس۔

30- علم کے مطابق عمل نہ کرنا۔

31- حصول دنیا میں دوسروں سے مقابلہ اور دنیا کے مال پر فخر ومباہات۔

32- فخر وغرور کے ساتھ عالم ہونے کا دعوی۔

33- مخلوق کو دکھانے کے لیے حرام چیزوں کے ذریعے خود کو مزین کرنا۔

34- علماء کی ناقدری کرنا اور انہیں معمولی سمجھنا۔

35- دین کے معاملہ میں مداہنت۔

36- اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنا۔

37- ناکردہ کارناموں پر تعریف چاہنا۔

38- اللہ کے رسول ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا۔

39- اپنے عیبوں سے چشم پوشی کر کے لوگوں کے عیوب تلاش کرنا۔

40- مسلمانوں میں کوئی برا طریقہ رائج کر جانا۔

41- نعمت الٰہی کو بھلا دینا۔

42- سنت کا ترک کرنا۔

43- اللہ کے دین کے علاوہ دوسرے امور میں حمیت کا شکار ہونا۔

44- تقدیر الٰہی کی تکذیب کرنا۔

45- عہد کی پابندی نہ کرنا۔

46- رب کے فیصلوں پر عدم اطمینان۔

47- ظالموں یا فاسقوں سے محبت رکھنا۔

49- انسان پر اللہ کے حقوق اور اس کے احکام کو ہلکا جاننا۔

50- نیک لوگوں سے بغض رکھنا۔

51- اللہ کے بندوں سے مذاق کرنا، ان کو معمولی اور حقیر خیال کرنا۔

52- اللہ کے اولیاء کو اذیت دینا اور ان سے دشمنی رکھنا۔

53- خواہش نفس کی پیروی اور حق سے روگردانی۔

54- زمانہ کو گالی دینا۔

55- دھوکا اور مکر و فریب۔

56- ایسی بات زبان سے نکالنا جس کی خرابی بہت بڑی ہو اور جس کا نقصان پھیلنے کا ڈر ہو۔

57- (صرف) دنیا کو چاہنا (بغیر آخرت کے)

58- محسن کے احسان کا انکار کرنا۔

59- اپنے کاموں میں دنیاوی فوائد کو ملحوظ رکھنا۔

60- شر، بے حیائی اور فحش گوئی کو لازم پکڑنا تاکہ لوگ اس کے شر سے بچنے کے لیے اس سے ڈریں۔

61- حق کی مخالفت کرنا۔

ممنوع کاموں کی فہرست

ایسے کام جن سے قرآن کریم میں مطلقا بلاتحدید منع کیا گیا ہے، مندرجہ ذیل ہیں۔

یہ فہرست امام شاطبی کے طریقہ پر تیار کی گئی ہے۔

1- ظلم کرنا۔
2- اللہ کی آیات سے مذاق کرنا۔
3- بے حیائی اور بدکلامی کرنا۔
4- جلد بازی سے کام لینا۔
5- یتیم کا مال کھانا۔
6- اپنے آپ کو پاک صاف بتاتے رہنا۔
7- گمراہی کے راستوں کا اتباع کرنا۔
8- لوگوں کو الٹے سیدھے نام دینا۔
9- اسراف سے کام لینا۔
10- بخیلی میں شدت اختیار کرنا۔
11- کنجوسی کا مظاہرہ کرنا۔
12- مصیبت کے وقت شدید آہ وزاری کرنا۔
13- کسی بھی قسم کی شرعی مخالفت کرنا۔
14- حیران ومدہوش ہونا۔
15- یادالٰہی سے غفلت کا شکار ہونا۔
16- احسان جتلانا۔
17- تکبر کا مظاہرہ کرنا۔
18- اپنی ذات اور اہل وعیال پر کنجوسی کرنا۔

19- آخرت کے بدلے دنیا پر راضی ہونا۔

20- لوگوں کے عیب ٹٹولنا اور ان کی غیبت کرنا۔

21- اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہونا۔

22- نمازوں میں سستی کرنا۔

23- خواہشات کے زیر اثر فرقہ بندی کرنا۔

24- دکھلاوے کے لیے نیکی کرنا۔

25- نافرمانی کرنا اور اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا۔

26- فائدہ مند چیزوں کو لوگوں سے روکنا۔

27- نعمت الٰہی کی ناشکری کرنا۔

28- اللہ کی آیات کو دنیاوی فوائد کے لیے بیچ دینا۔

29- مال اور دولت دنیا پر اترانا۔

30- حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ کر دینا۔

31- دنیا حاصل ہونے پر اظہار فخر کرنا۔

32- علم مفید کو چھپا کر رکھنا۔

33- دنیا کی محبت میں حد سے زیادہ گرفتار ہونا۔

34- دل کی سختی کا شکار ہو جانا۔

35- ناپ تول میں کمی کرنا۔

36- شیطان کے قدموں کی پیروی کرنا۔

37- زمین میں فتنہ وفساد پھیلانا۔

38- اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا۔

39- بلاسوچے سمجھے آباء واجداد کی تقلید کرنا۔

40- صدقہ وخیرات کرنے کے بعد احسان جتلانا اور اذیت دینا۔

41- سرکشی سے کام لینا۔

42- قرآن کی مبہم مفہوم والی آیات سے اپنے مقاصد ٹٹولنا۔

43- ظالموں سے ہمدردی رکھنا۔

44- کفار کو اپنا سرپرست بنانا۔

45- ذکر الٰہی سے روگردانی کرنا۔

46- کوئی کام کیے بغیر ہی اس پر داد چاہنا۔

47- عہد توڑنا۔

48- لوگوں سے حسد کرنا۔

49- کسی قسم کی برائی کا ارتکاب کرنا۔

50- اللہ کے حکموں کے سامنے بڑا بننے کی کوشش کرنا۔

51- والدین کی نافرمانی کرنا۔

52- طاغوت کے اقتدار پر راضی ہو جانا۔

53- فضول خرچی کا مظاہرہ کرنا۔

54- دشمنوں کے مقابلے میں کمزوری کا اظہار اور خیانت کرنا۔

55- ظن وتخمین کے پیچھے چلنا۔

56- کسی بے گناہ پر بہتان لگانا۔

57- زمین میں اکڑ کر چلنا۔

58- اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنا۔

59- جو اپنی خواہش کا اسیر ہو اس کی بات ماننا۔

60- مسلمانوں کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستوں پر چلنا۔

61- اللہ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا۔

62- صراط مستقیم سے دوسری جوانب جھکنا۔

63- شہوات نفسانی کی پیروی کرنا۔

64- بری بات بآواز بلند کہنا۔

65- اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنا۔

66- گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون کرنا۔

67- کسی بھی جرم کا ارتکاب کرنا۔

68- اللہ کی کتاب کے سوا دوسرے قوانین کے تحت فیصلے کرنا۔

69- دل کو بے فائدہ امور میں الجھا لینا۔

70- احکام کو بے اثر بنانے کے لیے رشوت لینا۔

71- کسی پر ظلم وزیادتی کرنا۔
72- برائی کا حکم دینا۔
73- جھوٹی گواہی دینا۔
74- بھلائی سے منع کرنا۔
75- جھوٹ بولنا۔
76- اللہ کو بھلا دینا۔
77- دین میں غلو سے کام لینا۔
78- منافقت سے کام لینا۔
79- اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا۔
80- اللہ کی عبادت صرف اچھے حالات میں کرنا۔
81- غرور وخود پسندی کا مظاہرہ کرنا۔
82- لوگوں کے بارے میں برا گمان رکھنا۔
83- دنیا کے مال کے باعث دھوکے میں آجانا۔
84- لوگوں کی جاسوسی کرنا۔
85- خواہش نفس کے پیچھے لگنا۔
86- غیبت کرنا۔
87- تکلف وبناوٹ سے کام لینا۔
88- جھوٹی قسم کھانا۔

فصل پنجم

انسان کے لیے محفوظ قلعہ

ہر سرکش شیطان اور
ہر ضدی جابر شخص کی دست برد
سے محفوظ رہنے کے لیے

- صبح وشام کے اذکار
- متفرق اذکار

فصل پنجم

انسان کے لیے محفوظ قلعہ

انسان کے لیے ہر سرکش شیطان کے اثرات اور ہر ضدی جابر شخص کی پکڑ سے محفوظ رہنے کے لیے ایک مضبوط قلعہ۔

صبح وشام کے اذکار:

جو شخص نماز فجر کے بعد اور عصر اور مغرب کے مابین ان اذکار کو پابندی سے پڑھے گا یہ اذکار اس شخص کے حق میں ایک مضبوط قلعہ ثابت ہوں گے اور شیطان اس شخص پر غلبہ کے لیے کوئی راہ نہیں پا سکے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾

''اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے. تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام کائنات کو پالنے والا ہے. بڑا مہربان ہے نہایت رحم کرنے والا ہے. روز جزا کا مالک ہے. ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں. ہمیں سیدھا راستہ دکھا. ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے

انعام فرمایا، ان کا نہیں جن پر غضب کیا گیا نہ گمراہوں کا''۔ ①

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ الم۔ یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے (نیکی کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور جو آپ کی طرف نازل کی گئی کتاب پر اور آپ سے پہلے نازل شدہ کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ لوگ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔ ②

﴿ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴾

''تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ بہت ہی رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے''۔ ③

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ

① الفاتحہ: 1-7۔ ② البقرہ: 1-5۔ ③ البقرہ: 163۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾

’’اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ زندہ جاوید ہے پوری کائنات کو تھامے ہوئے ہے۔ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے۔ کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے. جو کچھ مخلوق کے سامنے ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اسے بھی جانتا ہے۔ اس کے علم میں سے کوئی چیز ان کی گرفت میں نہیں آ سکتی الا یہ کہ وہ خود ہی کسی چیز کا علم دینا چاہے۔ اسی کی کرسی نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے. وہ ان کی نگہبانی سے تھکتا نہیں ہے وہ بہت بلند اور عظیم ہے۔‘‘ ①

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴾

① البقرۃ:255۔

''رسول بھی اور مومن بھی ایمان لائے ہیں اس ہدایت پر جو رسول کریم پر ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی۔ یہ سب اللہ تعالی پر اور اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم اس کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ تعالی کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا جو نیکی کسی نے کمائی ہے اس کا پھل اسی کو ملے گا اور جو برائی کمائی ہے اس کا وبال بھی اسی پر پڑے گا۔ اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو غلطیاں ہو جائیں ان پر تو ہماری گرفت نہ فرما۔ اے ہمارے مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈالنا جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ اے ہمارے رب! ہم جس بوجھ کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے وہ ہم پہ نہ ڈال۔ ہم سے درگذر فرما، ہمیں بخش دے اور ہم پہ رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے۔ ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما''۔ ①

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾

''اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ یہی شہادت فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے۔ وہ انصاف پر قائم ہے اس زبردست حکمت والے کے سوا کوئی معبود برحق نہیں''۔ ②

① البقرة:285-286۔ ② آل عمران:18۔

﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾

’’بے شک اللہ ہی تمہارا رب ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا، پھر عرش پر مستوی ہوا۔ وہ رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے پھر دن رات کے پیچھے جلدی سے دوڑا چلا آتا ہے ۔ اسی نے سورج چاند اور ستارے پیدا کیے ،اس طرح کہ سب اسی کے حکم کے تابع ہیں. خبر دار رہو مخلوق بھی اسی کی ہے اور امر بھی اسی کا ہے. بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا پالنے والا ہے. اپنے رب سے دعا مانگو گڑ گڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے بھی. یقیناً وہ حد سے نکل جانے والوں کو ناپسند کرتا ہے. اور دنیا میں اصلاح ہو جانے کے بعد اس میں فساد انگیزی نہ کرو اور اسی کو پکارو اس (کے عذابوں) سے ڈرتے ہوئے اور اس کی (رحمت کی) امید کرتے ہوئے ۔ یقیناً اللہ کی رحمت نیکو کاروں سے قریب ہے‘‘۔ ①

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

① الاعراف:54-56۔

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾

''تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تمہاری ہی جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔ تمہارا نقصان میں پڑنا ان پر بہت شاق گزرتا ہے۔ تمہاری فلاح کے وہ بڑے خواہشمند ہیں۔ ایمان والوں کے لیے وہ بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔ پھر اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو کہہ دیجیے میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے''۔ ①

﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿١٨﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ﴾

''جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو، اللہ کی تسبیح کرو۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی تعریف ہے۔ تم تیسرے پہر اور ظہر کے وقت بھی اس کی تسبیح کیا کرو۔ وہی زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے، اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ اسی طرح تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے''۔ ②

---

① التوبہ: 128-129۔

② الروم: 17-19۔

﴿ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِالْكَوَاكِبِ ۙ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۖ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴾

”قسم ہے قطار در قطار صف باندھنے والے فرشتوں کی۔ پھر ان کی قسم جو ڈانٹنے پھٹکارنے والے ہیں۔ پھر ان کی قسم جو ذکر کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ یقیناً تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہے۔ آسمانوں اور زمین کا، ان کے درمیان کی سب چیزوں کا اور مشرقوں کا وہی رب ہے۔ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے اور انہیں ہر سرکش شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے۔ وہ عالم بالا کے فرشتوں کی باتوں کو سننے کے لیے کان بھی نہیں لگا سکتے بلکہ ہر جانب سے انہیں مار پڑتی ہے، بھگانے کے لیے، اور ان کے لیے دائمی عذاب ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایک آدھ بات اچک کر لے بھاگے تو اس کے پیچھے شہاب ثاقب لگ جاتا ہے۔“①

﴿ حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴾

”حم۔ اس کتاب کا نازل فرمانا اللہ زبردست علم والے کی طرف سے ہے۔

---

① الصافات:1-10۔

گناہ کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب دینے والا اور انعام وقدرت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اسی کی طرف سب کو لوٹ کے جانا ہے''۔ ①

﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴾

''اے گروہ جن وانس! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگنے کی طاقت ہے تو بھاگ کر دیکھو، تم بھاگ نہیں سکتے۔ اس کے لیے غلبہ اور زور چاہیے۔ (جو تم کو حاصل نہیں) پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا، تم مقابلہ نہیں کر سکو گے''۔ ②

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

''میں اللہ سمیع وعلیم کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے''۔ تین مرتبہ پڑھیں۔

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ

---

① غافر:1-3۔

② الرحمٰن:33-35۔

الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴾

''اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر بھی اتار دیتے تو تم دیکھتے کہ وہ خوف الٰہی سے پست ہو کر پھٹ جاتا۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ غائب اور ظاہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، بادشاہ، نہایت مقدس، سراسر سلامتی، امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا، بڑائی والا، پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ وہی اللہ ہے، پیدا کرنے والا، بنانے والا، صورت گری کرنے والا، اس کے لیے بہترین نام ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کی پاکیزگی بیان کرتی ہے وہ زبردست اور حکمت والا ہے''۔ ①

﴿ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ﴾

''مشرق اور مغرب کا رب، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ لہٰذا اسی کو اپنا کارساز بنالو''۔ ②

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ

---

① الحشر: 21-24۔

② المزمل: 9۔

كُفُوًا اَحَدٌ﴾

”کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہی ہے. اللہ تعالی بے پرواہ ہے. نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے“. (تین مرتبہ پڑھیں)۔ ①

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾

”کہہ دیجیے میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں. ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور رات کی تاریکی کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے“. ②

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾

”کہہ دیجیے میں لوگوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں. لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے حقیقی معبود کی پناہ میں آتا ہوں. اس وسوسہ ڈالنے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے. جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے. چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں سے“۔ ③

---

① الاخلاص:1-4۔

② الفلق:1-5۔

③ الناس:1-6۔

«بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

''اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے'' (تین مرتبہ)۔ ①

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

''میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی''۔ (تین مرتبہ پڑھیں) ②

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ»

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، اس کی ناراضگی سے، اس کی سزا سے، اس کے بندوں کے شر سے، شیطانوں کے وساوس سے اور ان کے میرے پاس آنے سے''۔ ③

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ، اللّٰهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، مَا شَاءَ اللهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ

① سنن ابی داود: 5088 ② سنن ابی داود: 3898 ③ سنن الترمذی: 3528۔

وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ»

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں چڑھتی ہے، اور ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے زمین میں پھیلایا اور جو زمین سے نکلتی ہے، اور شب و روز کے تمام فتنوں کے شر سے، اور ہر رات کے اور دن کے وقت آنے والے کے شر سے، سوائے ایسے آنے والے کے جو خیر سے آئے، اے نہایت رحم کرنے والے، اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں نے تجھی پر بھروسہ کیا، تو عرش عظیم کا مالک ہے۔ جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہیں ہوا۔ نہیں ہے برائی سے بچنے کی ہمت اور نہ نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ بلند عظمت والے کی توفیق سے، میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے علم کے ساتھ گھیر رکھا ہے۔'' [1]

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي. اللَّهُمَّ! اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي اللَّهُمَّ! احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي، وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي»

''اے اللہ! میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور ہر اس

[1] مسند امام احمد: 419/3، وانظر عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: 57۔

جاندار کے شر سے جس کی پیشانی کو تو پکڑے ہوئے ہے۔ بے شک میرا رب صراط مستقیم پر ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا وآخرت کی عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین ودنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے عیب کو ڈھانپ دے اور خوف کی چیزوں سے مجھے امن عطا فرما۔ اے اللہ! میری حفاظت فرما میرے آگے سے، میرے پیچھے سے، میرے دائیں اور بائیں سے اور میرے اوپر سے۔ میں تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنے نیچے سے دھنسا دیا جاؤں''۔ ①

«اللَّهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ»

''اے اللہ تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو نے مجھے بنایا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے ساتھ کیے ہوئے عہد اور وعدے پر اپنی ہمت کے مطابق قائم ہوں، میں نے جو برے کام کیے ان کے وبال سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ مجھے تیرے احسانات کا اقرار اور اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔ میرے گناہ معاف فرما دے کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا''۔ ②

«آمَنْتُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَحْدَهُ، وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ

① سنن ابی داود: 5074 ② صحیح البخاری: 6306۔

وَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى الَّتِي لَا انْفِصَامَ لَهَا، وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ»

''میں اللہ عظمت والے اکیلے کے ساتھ ایمان لایا اور میں نے بتوں اور باطل معبودوں کا انکار کیا اور میں نے اس مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے''۔ ①

«أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

''میں اللہ عظمت والے سے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو زندہ ہے اور ساری کائنات کو تھامے ہوئے ہے۔ میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں''۔ (تین مرتبہ) ②

«رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ»

''ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے نبی ہونے پر راضی ہو گئے. میرے لیے اللہ کافی ہے. اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے''۔ (سات بار پڑھیں) ③

«لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» مِائَةَ مَرَّةٍ

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔ ④

① تفسیر الطبری: 19/3 تفسیر الآیۃ: 256 من سورۃ البقرۃ ② عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: 83۔
③ سنن ابی داود: 5081,2425 ④ صحیح مسلم: 594۔

«سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ» مِائَةَ مَرَّةٍ

''پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ'' سو بار پڑھیں۔①

«أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ»

''میں اللہ سے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں''۔(سو مرتبہ پڑھیں)②

«اللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللّٰهُمَّ! بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ: إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ» عَشْرَ مَرَّاتٍ

''اے اللہ! رحمت بھیج محمد پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے رحمت بھیجی ابراہیم پر اور ان کے آل پر۔ اے اللہ! برکت بھیج محمد پر اور ان کے آل پر جس طرح تو نے برکت بھیجی ابراہیم پر اور ان کی آل پر تمام جہانوں میں، بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے''۔(دس بار پڑھیں)③

«سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

''اللہ پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ، اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اپنے نفس کی رضامندی کے برابر اور اپنے عرش کے وزن کے برابر اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر''۔ تین بار پڑھیں۔④

«اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَصْبَحْتُ (وَفِي الْمَسَاءِ يَقُولُ: أَمْسَيْتُ)

① صحیح مسلم: 2692 ② صحیح مسلم: 2702، مسند احمد: 293/5۔
③ صحیح مسلم: 406 ④ صحیح مسلم: 2726۔

أُشْهِدُكَ، وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ، وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ» أَرْبَعَ مَرَّاتٍ

اے اللہ! میں نے صبح اس حال میں کی (اور شام کے وقت کہے) میں نے شام اس حال میں کی کہ میں تجھے، تیرے فرشتوں کو، تیرا عرش اٹھانے والوں کو اور تیری پوری مخلوق کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ تو وہ اللہ وحدہ لاشریک ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں''۔ (چار بار پڑھیں) [1]

«اللَّهُمَّ! بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ، - اللَّهُمَّ! مَا أَصْبَحَ (وَفِي الْمَسَاءِ يَقُولُ: أَمْسَى) بِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَصْبَحْتُ (وَفِي الْمَسَاءِ يَقُولُ: أَمْسَيْتُ) مِنْكَ فِي نِعْمَةٍ وَعَافِيَةٍ وَسِتْرٍ، فَأَتِمَّ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ وَعَافِيَتَكَ وَسِتْرَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

''اے اللہ! ہم نے تیرے ہی نام سے صبح کی اور تیرے ہی نام سے شام کی، اور ہم تیرے ہی نام سے زندہ رہیں گے اور تیرے ہی نام سے مریں گے، اور تیرے ہی حضور اٹھ کر حاضر ہوں گے۔ اے اللہ! مجھے جو نعمت صبح کے وقت (اور شام کو کہے) شام کے وقت ملے، یا تیری مخلوق میں سے کسی کو ملے، تو وہ

[1] سنن ابی داود: 5069۔

تجھ اکیلے ہی کی طرف سے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، ہر قسم کی تعریف اور ہر قسم کا شکریہ تیرے ہی لیے خاص ہے۔ اے اللہ! میں نے تیری طرف سے صحت، عافیت اور پردہ پوشی کی حالت میں صبح کی (اور شام میں کہے) شام کی، مجھ پر دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت، عافیت اور پردہ پوشی کی تکمیل فرما"۔ (تین بار پڑھے) ①

«أَصْبَحْنَا (وَفِي الْمَسَاءِ يَقُولُ: أَمْسَيْنَا) عَلَى فِطْرَةِ الإِسْلَامِ، وَعَلَى كَلِمَةِ الإِخْلَاصِ، وَعَلَى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى مِلَّةِ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، أَصْبَحْنَا (أَمْسَيْنَا) وَأَصْبَحَ (أَمْسَى) الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ! أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا الْيَوْمِ، (وَفِي الْمَسَاءِ يَقُولُ: اللَّيْلَةِ) وَخَيْرَ مَا بَعْدَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْيَوْمِ (وَفِي الْمَسَاءِ يَقُولُ: اللَّيْلَةِ) وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ، رَبِّ! أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، رَبِّ! أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ»

"ہم نے صبح کی (اور شام میں کہے) ہم نے شام کی دین اسلام پر اور کلمہ اخلاص پر اور اپنے نبی حضرت محمد کے دین پر، اور اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر، جو یکسو تھے اور مشرک نہ تھے۔ ہم نے صبح کی (یا شام کی) اور اللہ کے تمام ملک نے صبح کی (یا شام کی) اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اللہ کے سوا

① سنن ابی داود: 5068، 5072 وانظر الأذکار للنووی: 242۔

کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی باشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے پروردگار! میں آج کے دن کی بھلائی (اور شام میں کہے) آج کی رات کی بھلائی اور آج کے بعد ہر دن کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، اور تیری پناہ میں آتا ہوں آج کے دن کے شر سے (اور شام میں کہے) آج رات کے شر سے۔ اے پروردگار! میں سستی، کمزوری اور بدترین بڑھاپے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے پروردگار! میں جہنم میں اور قبر میں عذاب دیے جانے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' ①

«أَصْبَحْنَا (أَمْسَيْنَا) وَأَصْبَحَ (وَأَمْسَى) الْمُلْكُ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالعَظَمَةُ وَالْخَلْقُ وَالأَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا يَضْحَى فِيهِمَا لِلّٰهِ وَحْدَهُ»

''ہم نے اور اللہ کے سارے ملک نے اللہ کے لیے صبح کی (یا شام کی)۔ بڑائی، عظمت، پیدا کرنا، حکم دینا، رات اور دن اور جس چیز پر بھی دھوپ پڑتی ہے سب کچھ اللہ واحد کے لیے ہے''۔ ②

«اللّٰهُمَّ! اجْعَلْ أَوَّلَ هَذَا النَّهَارِ (اللَّيْلِ) صَلَاحًا، وَأَوْسَطَهُ فَلَاحًا وَآخِرَهُ نَجَاحًا، أَسْأَلُكَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَخَيْرَ الآخِرَةِ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ»

''اے اللہ! اس دن کے (یا رات کے) پہلے حصہ کو درستگی، درمیانے کو فلاح،

---

① صحیح مسلم: 2723' الأذکار للنووی: 234 عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: 34۔

② الأذکار للنووی: 235۔

اور آخری کو کامیابی بنادے۔ اے ارحم الراحمین ! میں دنیا اور آخرت کی بھلائی کا طلب گار ہوں"۔ ①

«سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، مَا شَاءَ اللهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا»

"پاک ہے اللہ اپنی تعریف کے ساتھ کسی کے پاس اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی طاقت نہیں، جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو نہ چاہا نہیں ہوا۔ برائی سے بچنے کی کوئی ہمت اور نیکی کرنے کی کوئی طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہے جو بلند اور عظمت والا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالی ہر ایک چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالی نے ہر چیز کو اپنے علم سے گھیر رکھا ہے"۔ ②

«اللَّهُمَّ! أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنْتَ تَهْدِينِي، وَأَنْتَ تُطْعِمُنِي وَأَنْتَ تَسْقِينِي، أَنْتَ تُمِيتُنِي وَأَنْتَ تُحْيِينِي» سَبْعَ مَرَّاتٍ

"اے اللہ! تو نے مجھے پیدا کیا اور تو ہی مجھے ہدایت عطا فرماتا ہے، تو ہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور تو ہی مجھے موت دے گا اور تو ہی مجھے زندہ کرے گا"۔ (سات مرتبہ) ③

«اللَّهُمَّ! فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجُرَّهُ عَلَى مُسْلِمٍ»

"اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، چھپے اور ظاہر کو جاننے

---

① عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: 38 ② سنن ابی داود: 5075۔
③ الترغیب والترہیب: 395 وانظر سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ: 5349۔

ہر ایک چیز کے پروردگار اور مالک، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں اپنے نفس کی شرارت سے اور شیطان کے شر سے اور اس کی شراکت سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں اپنی جان کے خلاف یا کسی مسلمان کے خلاف کسی برائی کا ارتکاب کروں‘‘۔①

«اللَّهُمَّ! رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ، وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اللّٰهُمَّ! أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ»

’’اے اللہ! زمین اور آسمانوں کے پروردگار، عرش عظیم کے مالک، ہمارے اور ہر چیز کے پروردگار، دانے اور گٹھلی کے پھاڑنے والے، تورات، انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے، میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے نفس کی شرارت سے اور ہر اس چیز کے شر سے جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔ تو ہی اول ہے، تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور تو ہی آخر ہے ہر چیز کے فنا ہونے کے بعد تو ہی رہے گا، تو ظاہر ہے، تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، تو باطن ہے تجھ سے زیادہ نزدیک کوئی چیز نہیں۔ میرا قرض دور فرما دے اور مجھے تنگ دستی سے نجات عطا فرما‘‘۔②

① سنن الترمذی: 3392، سنن ابی داود: 5067 ② مسلم: 2713۔

«اللَّهُمَّ! عَافِنِي فِي بَدَنِي، اللَّهُمَّ! عَافِنِي فِي سَمْعِي، اللَّهُمَّ! عَافِنِي فِي بَصَرِي، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

"اے اللہ! میرے بدن میں میری سماعت میں اور میری بصارت میں مجھے عافیت عطا فرما، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں" (تین بار پڑھیں) ①

«اللَّهُمَّ أَنْتَ أَحَقُّ مَنْ ذُكِرَ، وَأَحَقُّ مَنْ عُبِدَ، وَأَنْصَرُ مَنِ ابْتُغِيَ، وَأَرْأَفُ مَنْ مَلَكَ، وَأَجْوَدُ مَنْ سُئِلَ، وَأَوْسَعُ مَنْ أَعْطَى، أَنْتَ الْمَلِكُ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَالْقَوِيُّ لَا نِدَّ لَكَ، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَكَ، لَنْ تُطَاعَ إِلَّا بِإِذْنِكَ، وَلَنْ تُعْصَى إِلَّا بِعِلْمِكَ، تُطَاعُ فَتَشْكُرُ وَتُعْصَى فَتَغْفِرُ، أَقْرَبُ شَهِيدٍ وَأَدْنَى حَفِيظٍ، حُلْتَ دُونَ النُّفُوسِ، وَأَخَذْتَ بِالنَّوَاصِي، وَكَتَبْتَ الْآثَارَ وَنَسَخْتَ الْآجَالَ، وَالْقُلُوبُ لَكَ مُفْضِيَةٌ، وَالسِّرُّ عِنْدَكَ عَلَانِيَةٌ، وَالْحَلَالُ مَا أَحْلَلْتَ، وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمْتَ، وَالدِّينُ مَا شَرَعْتَ، وَالْأَمْرُ مَا قَضَيْتَ، الْخَلْقُ خَلْقُكَ وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ، وَأَنْتَ اللهُ الرَّؤُوفُ الرَّحِيمُ، أَسْأَلُكَ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ، وَبِكُلِّ حَقٍّ هُوَ لَكَ، وَبِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ أَنْ تَقْبَلَنِي فِي هٰذِهِ الْغَدَاةِ (الْعَشِيَّةِ) وَأَنْ تُجِيرَنِي مِنَ النَّارِ بِقُدْرَتِكَ»

"اے اللہ! جنہیں یاد کیا جاتا ہے تو ان سب سے زیادہ ذکر کا حقدار ہے، جن کی عبادت کی جارہی ہے تو ان سب سے زیادہ عبادت کا حقدار

① سنن ابی داود: 5090۔

ہے۔ جنہیں تلاش کیا جاتا ہے تو ان سب سے زیادہ مدد کرنے والا ہے۔ جو بھی اشیاء کے مالک ہیں تو ان میں سب سے مہربان و شفیق ہے۔ جن سے سوال کیا جاتا ہے تو ان سب سے بڑھ کر عطا کرنے والا ہے، جو دیتے ہیں تو ان سب سے بڑھ کر دینے والا ہے، تو ایسا بادشاہ ہے کہ تیرا کوئی شریک نہیں تو ایسا طاقتور ہے جس کا کوئی ہم پلہ نہیں۔ تیری ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ تیری جو بھی اطاعت ہوگی تیرے حکم ہی سے ہوگی اور تیری جو بھی نافرمانی ہوگی، تیرے علم میں ہے۔ تیری فرماں برداری ہوتی ہے تو تو اس کی قدردانی کرتا ہے۔ تیری نافرمانی ہو تو معاف فرما دیتا ہے۔ تو قریب ترین گواہ اور نزدیک ترین محافظ ہے۔ تو لوگوں کے سوا سب سے زیادہ نزدیک ہے۔ ساری کائنات کی پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ تمام چیزوں کا علم تو نے لکھ دیا ہے اور ہر چیز کی موت کا وقت تو نے تحریر فرما دیا، سارے دل تیرے ہی محتاج ہیں، خفیہ راز تجھ پر آشکارا ہیں، حلال وہ ہے جسے تو نے حلال قرار دیا، اور حرام وہ ہے جسے تو نے حرام قرار دیا۔ دین وہ ہے جسے تو نے جاری کیا، حکم وہی چلتا ہے جس کا تو فیصلہ کر دے، ساری مخلوق تیری پیدا کردہ ہے اور سب بندے تیرے ہی غلام ہیں، تو اللہ ہے شفیق و مہربان، میں تیرے چہرے کے اس نور کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں، جس کے باعث آسمان اور زمین روشن ہیں اور ہر اس حق کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو تیرے ہی لیے خاص ہے اور اس حق کے ساتھ جو تیرے دربار میں مانگنے والوں کو عطا کیا گیا ہے کہ تو اسی صبح کو (یا شام کو) میری دعا قبول فرما اور مجھے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ جہنم کی آگ سے نجات عطا فرما دے۔" ①

① معجم الطبرانی الکبیر: 316/8۔

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ البَلاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ القَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ»

''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں سخت مشقت سے، بدبختی کو پہنچ جانے سے، برے فیصلے سے اور میری حالت زار پر دشمنوں کے خوش ہونے سے۔'' ①

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ والْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ»

''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں رنج وغم سے، ناتوانی سے اور سستی سے، بخیلی اور بزدلی سے اور قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' ②

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ»

''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں تیری نعمت کے زائل ہو جانے سے، تیری عافیت کے پلٹ جانے سے، تیری اچانک گرفت سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔'' ③

«اللَّهُمَّ! آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا»

''اے اللہ! میرے نفس کو تقوی سے مزین فرما، اسے پاک کر کہ تو بہترین پاک کرنے والا ہے۔ تو ہی میرے نفس کا والی اور مولا ہے۔'' ④

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا

① صحیح البخاری: 6347 ② سنن ابی داود: 1555 ③ صحیح مسلم: 2739 ④ صحیح مسلم: 2722۔

تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا»

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو، ایسے علم سے جو بے فائدہ ہو اور ایسی دعا سے جسے قبولیت حاصل نہ ہو''۔①

«اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي»

''اے اللہ! میری تمام خطاؤں کو، جہالتوں کو اور میرے کام میں تمام زیادتیوں کو معاف فرما دے، اور ان تمام گناہوں کو بھی معاف فرما دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے''۔

«اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ»

''اے اللہ! میرے ان تمام گناہوں کو معاف فرما دے جو میں نے پہلے کیے یا بعد میں کیے، جو میں نے چھپ کر کیے یا علانیہ کیے اور وہ تمام گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے، تو میرا معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور گناہ سے بچنے کی کوئی ہمت اور نیکی کرنے کی کوئی طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر کسی کے پاس نہیں''۔②

«اللّٰهُمَّ! أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ،

① صحیح مسلم:2722 ② صحیح البخاری:6398۔

وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ»

''اے اللہ! میری مدد فرما اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ فرما۔ میرے حق میں تدبیر فرما اور میرے خلاف تدبیر نہ فرما، اور جو کوئی مجھ پر زیادتی کرے اس کے خلاف میری مدد فرما''۔ ①

«اللَّهُمَّ! اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا ، لَكَ ذَكَّارًا ، لَكَ رَهَّابًا ، لَكَ مُخْبِتًا ، إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا»

''اے اللہ! مجھے اپنا بہت شکر کرنے والا، نہایت ذکر کرنے والا، اپنے سے بہت ڈرنے والا، اور اپنے سامنے بہت عاجز رہنے والا اور اپنے در پر آہیں بھرنے والا بنا دے''۔ ②

«رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي ، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي ، وَأَجِبْ دَعْوَتِي ، وَثَبِّتْ حُجَّتِي ، وَسَدِّدْ لِسَانِي ، وَاهْدِ قَلْبِي ، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي»

''اے اللہ! میری توبہ قبول فرما، میرے گناہوں کو دھو دے، میری دعا کو شرف قبولیت عطا فرما، میری دلیل کو ثابت رکھ، میرے دل کو ہدایت دے، میری زبان کو سیدھا رکھ اور میرے سینہ کی سیاہی، کینے اور غصے کو نکال باہر کر''۔ ③

«اللَّهُمَّ! أَصْلِحْ لِي دِينِيَ الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي ، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي ، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ ، اللَّهُمَّ! أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا ، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ»

---

① سنن ابی داود: 1510، صحیح الأدب المفرد للبخاری: 516۔

② سنن الترمذی: 3551 ③ سنن الترمذی: 2551۔

''اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما جو میرے تمام امور کا محافظ ہے، اور میری دنیا کی اصلاح فرما جس میں میری معیشت ہے، اور میری آخرت کی اصلاح فرما جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے، میرے لیے زندگی کو ہر بھلائی میں اضافہ کا ذریعہ بنا اور میرے لیے موت کو ہر شر سے نجات کا ذریعہ بنا دے۔ اے اللہ! تمام امور میں ہمارا انجام اچھا کر دے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچالے''۔ ①

«بِسْمِ اللهِ عَلَى نَفْسِي وَأَهْلِي وَمَالِي» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

''میں اپنے نفس، اہل اور مال میں اللہ کا نام لیتا ہوں'' (تین بار کہیں) ②

ذیل میں کچھ ایسی دعائیں اور اذکار نقل کیے جا رہے ہیں جو ایک مسلمان کے لیے کھانے اور پینے کی طرح ضروری ہیں۔ یہ اذکار ایک بندہ مومن کے لیے شیطان اور اس کے لشکروں سے محفوظ پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ انہیں دل کی حاضری سے، غور وتدبر سے اور خوب سوچ سمجھ کر پڑھے تاکہ مقصود حاصل ہو سکے۔

رات کو سوتے وقت کے اذکار:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

«كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا : ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ»

---

① صحیح مسلم:2720 وانظر مسند احمد:181/4 ② عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی:351۔

’’نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹ جاتے تو اللہ کی پناہ چاہنے والے اذکار پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں میں پھونک مارتے اور پھر ہاتھوں کو پورے جسم پر پھیر لیتے‘‘۔ ①

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ:

«كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا ، فَقَرَأَ فِيهِمَا ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ»

’’نبی کریم ﷺ جب رات کو اپنے بستر پر تشریف فرما ہوتے تو سورہ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے ان میں پھونک مارتے اور پھر جہاں تک ممکن ہوتا ہاتھوں کو اپنے بدن مبارک پر پھیر لیتے۔ آپ اپنے سر، چہرہ، اور جسم کے سامنے والے حصہ سے شروع کرتے تھے‘‘۔ ①

حضرت عقبہ بن عمرو ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ»

’’جو شخص رات کو سوتے وقت سورہ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے یہ اس کے لیے کافی ہو جاتی ہیں‘‘. ②

---

① سنن الترمذی: 3402

② صحیح البخاری: 5017 وصحیح مسلم: 2192

② صحیح البخاری: 3275 وصحیح مسلم: 808

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

«وَكَّلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ - فَقَصَّ الْحَدِيثَ - فَقَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ، لَمْ يَزَلْ مَعَكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ»

''رسول اللہ ﷺ نے ایک بار مجھے صدقہ فطر سے جمع ہونے والے غلے کی حفاظت پر مامور فرمایا، رات کو ایک چور آیا اور کھانے کے ڈھیر سے مٹھی بھر کر چرانے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤں گا...... آپ نے پوری حدیث ذکر کر کے آخر میں فرمایا: (اس چور نے مجھ سے یہ کہا) جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، ایسا کرنے سے اللہ کی طرف سے پوری رات ایک محافظ تمہارے ساتھ رہے گا اور شیطان صبح ہونے تک تمہارے قریب نہیں آسکے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ہے تو جھوٹا مگر اس نے یہ بات سچ کہی ہے۔ وہ شیطان تھا''۔ ①

چنانچہ جو شخص سونے کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ وہ نماز والا وضو کرے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ کر آیت الکرسی اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات پڑھے پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے سورۃ الإخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھے اور اپنی ہتھیلیوں میں پھونک مار کر جہاں تک ہاتھ پہنچے ان کو اپنے جسم پر پھیر لے۔ ایسا

① صحیح البخاری: 5010۔

تین بار کرے تو یہ عمل اس کے لیے شیاطین سے حفاظت اور بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گا، پھر اس باب میں وارد اذکار مسنونہ پڑھ کر سو جائے۔ حضرت علی کا قول ہے:

''میں نہیں سمجھتا کہ کوئی صاحب عقل وشعور شخص اسلام میں داخل ہو اور پھر رات کو آیت الکرسی پڑھے بغیر سو جائے''۔

اور حضرت ابراہیم النخعی کہتے ہیں: سلف صالحین اپنے بچوں کو سکھلایا کرتے تھے کہ جب وہ سونے لگیں تو سورہ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر سویا کریں۔

بے چینی اور بے خوابی کا شکار شخص کیا پڑھے:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بے خوابی کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اللَّهُمَّ! غَارَتِ النُّجُومُ وَهَدَأَتِ الْعُيُونُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ يَاحَيُّ يَاقَيُّومُ أَهْدِئْ لَيْلِي، وَأَنِمْ عَيْنِي، فَقُلْتُهَا فَأَذْهَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِّي مَا كُنْتُ أَجِدُ»

''تم یوں کہا کرو: اے اللہ! ستارے ڈوب چکے ہیں آنکھیں پرسکون ہو چکی ہیں اور تو زندہ ہے کائنات کو تھامے ہوئے ہے، تجھے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔ اے زندہ، کائنات کو تھامنے والے! میری رات کو پرسکون بنا اور میری آنکھوں کو سلا دے۔ میں نے اسی طرح پڑھا تو اللہ تعالی نے میری پریشانی دور فرما دی''۔ ①

''محمد بن یحیی بن حبان کہتے ہیں: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بے چینی کی شکایت لاحق ہوئی تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: تم کہا کرو:

---

① عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب مایقول إذا أصابہ الأرق: 749۔

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ» (الأَرَقُ هُوَ السَّهَرُ)

میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اس کے غصہ سے، اس کے بندوں کے شر سے، شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں''۔①

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے خوابی کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں رات کو بے خوابی کے باعث سو نہیں سکتا تو آپ نے فرمایا:

«إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ: اللَّهُمَّ! رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ، وَرَبَّ الأَرَضِينَ وَمَا أَقَلَّتْ، وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ، كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَبْغِيَ عَلَيَّ، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ»

''جب تم اپنے بستر پر لیٹ جاؤ تو یوں کہا کرو: اے اللہ! اے ساتوں آسمانوں اور ان کے زیر سایہ ہر چیز کے رب، اے زمینوں اور ان کے سینے پر موجود ہر چیز کے رب، اے شیطانوں اور ان کے گمراہ کردہ لوگوں کے رب، مجھے اپنی ساری کی ساری مخلوق کے شر سے اپنی پناہ میں لے لے، اس بات سے کہ کوئی مجھ پر زیادتی کرے یا مجھ پر سرکشی کا مظاہرہ کرے، تیری پناہ میں آنے والا باعزت ہے، تیری تعریف برتر ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور تو ہی سچا معبود ہے''۔②

① عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: 750۔ ② سنن الترمذی، کتاب الدعوات: 3523۔

جس کی نیند اکھڑ جائے وہ کیا پڑھے:

عمرو بن شعیب اپنے والد سے، وہ اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انہیں نیند کی حالت میں ڈر جانے پر یہ کلمات سکھایا کرتے تھے:

«أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ»

''میں اللہ تعالی کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اس کے غضب سے، اس کے بندوں کی شرارتوں سے، شیاطین کے وساوس سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں''۔①

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نیند سے ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ» فَقَالَهَا فَذَهَبَ عَنْهُ

''جب تم اپنے بستر پر لیٹ جاؤ تو کہا کرو: میں اللہ تعالی کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اس کے غضب سے، اس کی سزا سے، اس کے بندوں کی شرارتوں سے، شیاطین کے وساوس سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔ اس نے اسی طرح کہا تو اس کی پریشانی جاتی رہی''۔②

① سنن ابي داود، :3894، وسنن الترمذي:3528۔

② عمل اليوم والليلة لابن السني، باب ما يقول من يفزع في منامه: 748۔

اچھا یا برا خواب دیکھنے والا کیا کہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللهِ، فَلْيَحْمَدِ اللهَ عَلَيهَا، وَلْيُحَدِّثْ بِهَا، وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ»

''اگر تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس پر اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور یہ خواب لوگوں سے بیان بھی کرنا چاہیے۔ ایک روایت کی رو سے یہ خواب صرف اپنے خیر خواہ لوگوں سے بیان کرنا چاہیے، اور کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے چنانچہ وہ شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور یہ خواب کسی سے بیان نہ کرے تو اسے اس خواب کے باعث کوئی نقصان نہیں پہنچے گا''۔ ①

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ»، وفي رواية: «فَلْيَبْصُقْ» بدل: فَلْيَنْفُثْ.

---

① صحیح البخاری: 7045، ومسلم: 2261 واللفظ لہ۔

"اچھا خواب اللہ کی طرف جب کہ برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ تم میں سے جو شخص کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوکے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے تو یہ خواب اس کے لیے نقصان کا باعث نہیں بنے گا"۔ ①

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلَىٰ مَكَانِ كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقَدُهُ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ»

"آدمی جب رات کو سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدّی پر تین گرہیں لگاتا ہے۔ ہر گرہ پر وہ یہ افسوں پھونک دیتا ہے کہ ابھی رات بہت پڑی ہے بے فکر ہو کر سوئے رہو۔ اگر آدمی بیدار ہو جائے اور اللہ کو یاد کرے تو ایک شیطانی گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر اٹھ کر وضو بھی کر لے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھ لے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہے اور وہ چاق و چوبند اور خوش مزاج ہو کر صبح کرتا ہے ورنہ دن بھر چڑچڑا اور سست مزاج رہتا ہے"۔

حمام میں داخل ہونے والا کیا کہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاء حاجت کا ارادہ فرماتے تو یہ کہتے:

① صحیح البخاری: 7044، وصحیح مسلم: 2261۔

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ»

''اے اللہ! میں ہر قسم کے نر اور مادہ جنات اور شیاطین سے تیری پناہ میں آتا ہوں''۔ ①

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«سَتْرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللهِ»

''جب آدمی بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت ''بسم اللہ'' کہہ دے تو جنات کی نگاہوں اور انسانوں کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے''۔ ②

چنانچہ علماء نے کہا ہے کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے والے کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ پہلے 'بسم اللہ' کہے پھر اوپر ذکر کردہ دعا پڑھے۔

کھاتے پیتے وقت اللہ کا نام لینا:

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«سَمِّ اللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ».

''اللہ کا نام لے کر کھاؤ اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ''۔ ③

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا

① صحیح البخاری:142، وصحیح مسلم:375۔ ② سنن الترمذی:606۔
③ صحیح البخاری:5376، وصحیح مسلم:2022۔

دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ. وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ»

''جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: اس گھر میں تمہارے لیے نہ رات گزارنے کی جگہ ہے نہ کھانا ہے۔ لیکن اگر آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے: تم نے رات گزارنے کی جگہ پالی اور اگر کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات گزارنے کی جگہ بھی مل گئی اور کھانا بھی مل گیا''۔ ①

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا، حَتَّىٰ يَبْدَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَيَضَعَ يَدَهُ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا، فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَاءَ بِهٰذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي

① صحیح مسلم: 2018۔

بِيَدِهِ! إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدَيْهِمَا ثُمَّ ذَكَرَ اللهَ تَعَالَى وَأَكَلَ»

''ہم جب کبھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کھانے میں شریک ہوتے تو ہم رسول کریم ﷺ سے پہلے کھانے کو ہاتھ نہ لگاتے۔ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ ایک کھانے پر جمع ہوئے تو اچانک ایک لونڈی تیزی سے آئی جیسے اسے کوئی ہماری طرف دھکیل رہا ہو۔اس نے آتے ہی کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔پھر ایک دیہاتی تیزی سے آیا جیسے اسے کوئی دھکیل رہا ہو،اس نے بھی جب ہاتھ ڈالنا چاہا تو نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا،پھر آپ ﷺ نے فرمایا:شیطان ایسے کھانے کو اپنے لیے جائز سمجھتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔چنانچہ یہ اس لونڈی کیساتھ کھانا لینے کے لیے آیا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا،پھر یہ اس دیہاتی کے ہمراہ آیا تو میں اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔اس ذات کی قسم!جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،بے شک شیطان کا ہاتھ اس وقت ان دونوں کے ہاتھوں سمیت میرے ہاتھ میں ہے۔پھر آپ ﷺ نے اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کیا''۔①

رسول کریم ﷺ کے صحابی امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ، فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللهِ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ»

① صحیح مسلم:2017۔

"ایک دفعہ نبی ﷺ تشریف فرما تھے آپ کے پاس ایک شخص کھانا کھا رہا تھا جس نے کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ جب اس کے کھانے کا ایک لقمہ باقی رہ گیا تو اس نے کہا: "بسم الله في أوله وآخره" میں اس کے شروع میں اور آخر میں اللہ کا نام لیتا ہوں۔ نبی ﷺ یہ سن کر ہنس دیے اور فرمایا: شیطان مسلسل اس کے ساتھ کھا رہا تھا مگر جب اس نے اللہ کا نام لیا تو اس نے جو کچھ پیٹ میں کھایا تھا سب اگل دیا"۔ ①

آپ نے دیکھا کہ کھانے اور پینے کی ابتداء میں بسم اللہ کی کس قدر اہمیت ہے۔ علماء امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ کھانے پینے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ شروع میں "بسم اللہ" نہ پڑھ سکے تو کھانے کے دوران یوں کہہ لے "بسم اللہ أوله وآخره"۔ اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ "بسم اللہ" بلند آواز سے کہے تاکہ دوسروں کو بھی توجہ ہو جائے اور وہ بھی اس کی پیروی کریں۔

گھر سے نکلتے وقت کیا پڑھا جائے:

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ»

"اللہ کے نام سے، میں نے اللہ پر ہی بھروسہ کیا، اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کر دیا جاؤں، میں

① سنن ابی داود: 3768۔

پھسل جاؤں یا مجھے پھسلا دیا جائے، میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، میں کسی کے ساتھ جہالت سے پیش آؤں یا کوئی میرے ساتھ جہالت کا مظاہرہ کرے''۔ ①

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. قَالَ: يُقَالُ حِينَئِذٍ: هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ، فَتَتَنَحَّى لَهُ الشَّيَاطِينُ، فَيَقُولُ شَيْطَانٌ آخَرُ، كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ»

''جو شخص گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے: اللہ کے نام سے، میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا، برائی سے بچنے کی کوئی ہمت اور نیکی کرنے کی کوئی طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہے۔ ایسے شخص سے کہا جاتا ہے، تجھے ہدایت نصیب کر دی گئی' تیرے مسئلے حل ہو گئے اور تو بچا لیا گیا۔ چنانچہ شیاطین اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک شیطان دوسرے سے کہتا ہے: تمہارا اس شخص پر کیا بس چلے گا جو ہدایت عطا کر دیا گیا، جس کے مسائل حل کر دیے گئے اور جسے شیاطین سے بچا لیا گیا''۔ ②

گھر میں داخل ہوتے وقت کیا کہے:

جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ: ''بِسْمِ اللهِ، السَّلَامُ

① سنن ابی داود: 5094۔

② سنن ابی داود: 5095۔

عَلَیْکُمْ'' ''اللہ کے نام سے، تم پر سلامتی ہو''، کہے۔

گھر میں کوئی فرد ہو یا نہ ہو برابر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَٰرَكَةً طَيِّبَةً ﴾

''جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے نفسوں پر سلام بھیجا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک اور پاک تحفہ ہے''۔①

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

«يَا بُنَيَّ! إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِكَ»

''اے میرے پیارے بچے! جب تو اپنے گھر والوں کے پاس جائے تو اپنے گھر والوں کو سلام کہا کرو، یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت کا باعث ہوگا''۔②

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلَى أَهْلِهِ»

''جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو یوں کہے: اے اللہ! میں تجھ سے داخل

---

① النور:61۔

② سنن الترمذی:2698۔

ہونے کی بہترین جگہ اور نکلنے کی بہترین جگہ کا سوال کرتا ہوں۔ ہم اللہ کے نام سے داخل ہوتے ہیں، اللہ کے نام سے خارج ہوتے ہیں اور اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں۔ اس کے بعد اپنے گھر والوں کو سلام کہے''۔ ①

امام مالک موطأ میں کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بے آباد گھر میں داخل ہو تو یوں کہے:

«السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ»

''ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو''۔ ②

بیوی سے صحبت کے وقت کیا کہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بہت سی سندوں سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللهِ اللَّهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ» وفي رواية البخاري: «لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا»

'' تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جاتے وقت اگر یہ کہہ دے: اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں اور ہماری ہونے والی اولاد کو شیطانی اثرات سے بچا کر رکھ، تو اس کے ہونے والے بچے کو شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے

① ابوداود: 5096، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا۔

② موطا امام مالک: 292/2۔

گا۔ بخاری کی روایت میں کچھ اس طرح ہے: شیطان اس کو کبھی نقصان نہیں دے سکے گا''۔ ①

آدمی جب غصہ میں ہو تو کیا کرے اور کیا کہے:

غصہ شیطان کے وسوسہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے، اللہ رب العزت کا فرمان ذی شان ہے:

﴿وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

''اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آپ کو آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں، بلاشبہ وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے''۔ ②

صحابی رسول حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں:

كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ، فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ»، فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: تَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَقَالَ: وَهَلْ بِي جُنُونٌ؟»

''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو آدمیوں کو جھگڑتے ہوئے دیکھا، ان میں سے ایک کی غصہ کے باعث آنکھیں سرخ تھیں اور رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی حالت دیکھ کر فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اس کو پڑھ لے تو اس کا غصہ کافور

---

① صحیح بخاری: 3271 و صحیح مسلم: 1434۔ ② الاعراف: 200۔

ہو جائے گا، وہ کلمہ ہے: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے" تو اس کی حالت درست ہو جائے گی۔ لوگوں نے آپ کی یہ بات سن کر اس سے کہا کہ نبی کریم ﷺ تجھے یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ تو شیطان کے اثر سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ اس نے کہا: مجھے کوئی دیوانگی تو لاحق نہیں جس کے باعث میں ایسا کہوں"۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ میرے پاس اس حال میں تشریف لائے جبکہ میں غصے میں تھی۔ آپ نے میری ناک کی ایک جانب کو اپنے ہاتھ سے ملتے ہوئے فرمایا:

يَا عُوَيْشُ! قُولِي: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِي، وَأَجِرْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ»

"پیاری عائشہ! تم یوں کہو: اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما دے، میرے دل کا غصہ دور فرما دے اور مجھے شیطان سے بچا لے"۔[1]

صحابی رسول عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُم فَلْيَتَوَضَّأْ»

"غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی سے ہی بجھایا جا سکتا ہے چنانچہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وضو کر لینا چاہیے"۔[2]

---

① الاذکار للنووی: 268۔ ② صحیح بخاری: 3271 و صحیح مسلم: 1434۔

انسان کو جب کبھی شیطانی اثر کے تحت غصہ آئے تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ غصے کو پی جائے، شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگے پھر جلدی سے وضو کر لے اور جان لے کہ غصہ پی لینے کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا ہے۔

صحابی رسول معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ الْحُورِ الْعِينِ شَاءَ»

''جو شخص انتقام لینے پر قادر ہونے کے باوجود غصے کو پی جائے اسے اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے سامنے روز قیامت طلب فرمائے گا اور اس سے فرمائے گا: تم جنت کی حوروں میں سے جتنی چاہو پسند کر لو''۔ ①

بچے کو حفاظتی دم کیسے کیا جائے:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ان الفاظ سے دم کیا کرتے تھے:

«أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ وَيَقُولُ: إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ»

میں تمہیں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور زہریلی چیز سے اور ہر طرح کی نظر بد سے، اور آپ فرماتے تھے: تمہارے جد امجد

① سنن ابی داود: 4777؛ وسنن ترمذی: 2022۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو اسی طرح اللہ کی پناہ میں دیا کرتے تھے“۔ ①

جب خوف محسوس کرے تو کیا پڑھے:

حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے رات کو خوف محسوس ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّكَ أَوْ لَا تَقْرَبُكَ»

”جب تو اپنے بستر پر لیٹ جائے تو یوں کہا کر: میں اللہ تعالی کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اس کے غصہ سے، اس کی سزاؤں سے، اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وساوس سے، اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔ تو کوئی شیطان تجھے نقصان نہ دے سکے گا نہ تیرے قریب آسکے گا“۔ ②

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اس نے عرض کیا: مجھے خوف اور وحشت محسوس ہوتی ہے. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَكْثِرْ مِنْ أَنْ تَقُولَ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ، جَلَّلْتَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوتِ »

---

① صحیح بخاری: 3371۔ ② ابن السنی: 705۔

فَقَالَهَا الرَّجُلُ، فَذَهَبَتْ عَنْهُ الْوَحْشَةُ.

''تم کثرت سے یہ پڑھا کرو: پاک ہے وہ بادشاہ ہر نقص وعیب سے پاک، اے فرشتوں اور جبریل امین کے رب! تو نے اپنی عزت، طاقت اور قدرت سے آسمانوں اور زمین کو ڈھانپ رکھا ہے''۔ اس نے یہ دعا پڑھی تو اسے خوف وحشت سے نجات مل گئی''۔ ①

جو شخص وسوسہ کا شکار ہو وہ کیا پڑھے:

''جو شخص وسوسہ میں مبتلا ہو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ کثرت سے أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ﴾ ''اگر تمہیں شیطان کے وساوس سے کوئی وسوسہ پہنچے تو اللہ کی پناہ طلب کیا کرو بے شک وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا؟ حَتَّىٰ يَقُولَ لَهُ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَ ذَٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ»

''شیطان تم میں سے ایک شخص کے پاس آتا ہے اور اس کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے: فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ

① ابن السنی: 633۔

یہ وسوسہ ڈالتا ہے: تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب یہ خیال آئے تو آدمی کو چاہیے کہ وہ اللہ سے پناہ طلب کرے اور اس خیال کو جھٹک دے۔"

صحیح بخاری و مسلم میں روایت ہے:

«لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّىٰ يُقَالَ: هٰذَا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ، فَمَنْ خَلَقَ اللهَ؟ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ»

"لوگ مسلسل سوال کرتے رہیں گے: یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے، یہ اللہ کی تخلیق ہے، مگر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جو کوئی اس طرح کا خیال اپنے دل میں پائے اسے چاہیے کہ وہ کہے: میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں"۔ ①

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ وَجَدَ مِنْ هٰذَا الْوَسْوَاسِ شَيْئًا فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ، ثَلَاثًا، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُذْهِبُ عَنْهُ»

"جو کوئی شخص اس طرح کا وسوسہ دل میں پائے اس کو تین بار یہ کہنا چاہیے: ہم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔" اس طرح کہنے سے اس کا وسوسہ دور ہو جائے گا۔ ②

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نماز پڑھ رہا تھا کہ شیطان

---

① صحیح البخاری: 3276 وصحیح مسلم: 134 واللفظ لمسلم۔
② ابن السنی: 626۔

میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو گیا اور اس نے میری قراءت کو مجھ پر خلط ملط کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْهُ، وَاتْفِلْ عَلَىٰ يَسَارِكَ ثَلَاثًا» فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللهُ عَنِّي»

"یہ ایک شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے۔ جب تم اس کا وسوسہ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ طلب کرو اور اپنی بائیں جانب آہستگی سے تین بار تھوک دو"۔ میں نے ایسا ہی کیا تو میری شکایت دور ہو گئی۔ ①

حضرت ابوزمیل کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا:

«مَا شَيْءٌ أَجِدُهُ فِي صَدْرِي؟ قَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: وَاللهِ! مَا أَتَكَلَّمُ بِهِ، قَالَ: فَقَالَ لِي: أَشَيْءٌ مِنْ شَكٍّ؟ قَالَ: وَضَحِكَ، قَالَ: مَا نَجَا أَحَدٌ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ فَسْـَٔلِ ٱلَّذِينَ يَقْرَءُونَ ٱلْكِتَٰبَ﴾

فَقَالَ لِي: إِذَا وَجَدْتَ فِي نَفْسِكَ شَيْئًا فَقُلْ: ﴿هُوَ ٱلْأَوَّلُ وَٱلْءَاخِرُ وَٱلظَّٰهِرُ وَٱلْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ﴾» ②

"میں اپنے دل میں بعض وساوس محسوس کرتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا: کس قسم کے وساوس ہیں؟ میں نے عرض کیا: واللہ ان کے بارے میں بتانا بہت

---

① صحیح مسلم:68۔

② الحدید:3۔

مشکل ہے۔ انہوں نے ہنستے ہوئے کہا: شک کا وسوسہ ہوگا؟ اور فرمایا: اس سے تو کوئی بھی نہ بچ سکا حتی کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کی طرف وحی فرمائی: ''اب اگر تمہیں اس ہدایت کے بارے میں کچھ بھی شک ہو جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تو ان لوگوں سے پوچھ کر دیکھو جو تم سے پہلے کتاب پڑھ رہے ہیں۔ تمہارے پاس یقیناً تمہارے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے، لہذا تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو''۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے کہنے لگے: اگر تم اپنے دل میں کبھی ایسا خیال پاؤ تو یوں کہا کرو: ''وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے''۔ ①

❑ صحیح مسلم میں ان کی اپنی سند سے ابو القاسم القشیری کے رسالہ میں احمد بن عطاء روذباری سے مذکور ہے: طہارت کی تکمیل کی غرض سے میں نے ایک رات بہت پانی بہایا مگر دل کو تسلی نہ ہوئی۔ میں نے کہا: اے اللہ! میں تیری معافی کا طلب گار ہوں۔ تو ایک آواز آئی کہ معافی تو علم پر عمل کرنے میں ملے گی۔ وسوسہ چھوڑ واور علم کے مطابق چلو۔ میں نے ایسا ہی کیا تو میرا وسوسہ دور ہو گیا۔

☆ بعض علماء کا کہنا ہے: جو شخص وضو میں یا نماز میں وسوسہ میں مبتلا ہو جاتا ہو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ لا إلہ إلا اللہ کثرت سے پڑھے۔ اس لیے کہ شیطان جب اللہ کا ذکر سنتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور دور بھاگ جاتا ہے اور لا إلہ إلا اللہ سب سے افضل ذکر ہے۔

---

① یونس:94۔

☐ علماء کہتے ہیں: وسوسہ دور کرنے کے لیے سب سے مفید علاج یہ ہے کہ آدمی اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو اور اس کی کثرت کرے۔

☐ بعض ائمہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ وسوسہ کا شکار وہی شخص ہوتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے۔ اس لیے کہ چور اور ڈاکو ویران گھر کا رخ نہیں کرتا۔

سید جلیل احمد بن ابی حواری کہتے ہیں: میں نے ابو سلیمان دارانی کے پاس وسوسہ کی شکایت کی تو انہوں نے کہا: اگر تم چاہتے ہو کہ وسوسہ تم سے دور ہو جائے تو ایسا کرو کہ جب تم وسوسہ کی کیفیت محسوس کرو تو خوش ہو جایا کرو، جب تم خوشی کا اظہار کرو گے وسوسہ دور ہو جائے گا، اس لیے کہ شیطان کے لیے ایک مومن کی خوشی سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے۔

شیطان جس کے آڑے آجائے یا ڈرائے وہ کیا پڑھے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾

"اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ محسوس کرو تو اللہ سے پناہ طلب کر لو وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے"۔①

نیز ارشاد باری ہے: ﴿ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴾

"جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور منکرین آخرت کے درمیان

① حم سجدہ:36۔

ایک پوشیدہ حجاب ڈال دیتے ہیں''۔①

چنانچہ شیطان جس کو ستائے اسے چاہیے کہ:

وہ اولاً یہ پڑھے: ﴿أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم﴾

ثانیاً: قرآن مجید کی تلاوت کو اپنا معمول بنائے اور ایک مقدار ہر دن کے لیے متعین کر لے۔

ثالثاً: جس طرح نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے ویسی اذانیں کہے۔

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے سنا آپ کہہ رہے تھے:

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ» ثُمَّ قَالَ: «أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ» ثَلَاثًا ، وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ ، وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ . قَالَ : «إِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ إِبْلِيسَ ، جَاءَ بِشِهَابٍ مِنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي . فَقُلْتُ : أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قُلْتُ : أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ ، فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ ، وَاللّٰهِ! لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ»

---

① بنی اسرائیل:45۔

''میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں''۔ پھر فرمایا: ''میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں''۔ آپ ﷺ نے تین بار اسی طرح کہا۔ پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا گویا کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آج آپ کو نماز میں ایسے کلمات کہتے ہوئے سنا جو اس سے قبل کبھی نہیں سنے گئے اور ہم نے آپ کو ہاتھ بڑھاتے ہوئے بھی دیکھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک شعلہ میرے چہرے کو لگانے کے لیے لے کر آیا تھا۔ میں نے تین بار یہ کہا: ''میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔ پھر میں نے کہا: ''میں تجھ پر اللہ کی مکمل لعنت بھیجتا ہوں''۔ چنانچہ تینوں مرتبہ وہ پیچھے ہٹ گیا۔ پھر میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی سلیمان (ایک بے مثال بادشاہت کی) دعا نہ کر چکے ہوتے تو صبح کے وقت بندھے ہوئے شیطان سے مدینہ کے بچے کھیلتے''۔ ①

سہل بن ابی صالح کہتے ہیں:

أَرْسَلَنِي أَبِي إِلَىٰ بَنِي حَارِثَةَ، قَالَ: وَمَعِي غُلَامٌ لَنَا - أَوْ صَاحِبٌ لَنَا - فَنَادَاهُ مُنَادٍ مِنْ حَائِطٍ بِاسْمِهِ. قَالَ: فَأَشْرَفَ الَّذِي مَعِي عَلَى الْحَائِطِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي فَقَالَ: لَوْ شَعَرْتُ أَنَّكَ تَلْقَىٰ هٰذَا لَمْ أُرْسِلْكَ، وَلٰكِنْ إِذَا سَمِعْتَ صَوْتًا فَنَادِ بِالصَّلَاةِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ»

① صحیح مسلم: 542۔

''میرے والد نے مجھے بنو حارثہ کے محلے کی طرف کسی کام سے بھیجا، میرے ساتھ ایک ہمارا غلام یا ساتھی بھی تھا۔ راستے میں ایک دیوار کی اوٹ سے کسی نے میرے ساتھی کا نام لے کر اسے پکارا۔ میرے ساتھی نے دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو اسے کوئی نظر نہیں آیا۔ واپس آ کر میں نے یہ واقعہ اپنے والد کو سنایا، انہوں نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارے ساتھ اس قسم کا واقعہ پیش آئے گا تو میں تمہیں کبھی نہ بھیجتا، لیکن اگر تم آئندہ اس قسم کی آواز سنو تو تم اذان کہا کرو۔ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے: جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پلٹ کر بھاگ جاتا ہے''۔①

مرغ کی بانگ، گدھے کا رینکنا اور کتے کا بھونکنا سن کر کیا پڑھے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيكَةِ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحَمِيرِ فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا»

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم گدھے کی آواز سنو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر رینکتا ہے ،اور جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو کیونکہ مرغ فرشتے کو دیکھتا ہے''۔②

① صحیح مسلم:389۔

② صحیح بخاری:3303۔

«إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ، وَنَهِيقَ الْحُمُرِ بِاللَّيْلِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ، فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَالَا تَرَوْنَ»

''حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کتوں کا بھونکنا اور گدھوں کا رینکنا سنو تو اللہ کی پناہ طلب کیا کرو، کیونکہ وہ ایسی شیطانی چیزیں دیکھتے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتیں''۔ ①

جسے جنات ستائیں وہ کیا پڑھے؟

«إِذَا تَغَوَّلَتْ لَكُمُ الْغِيْلَانُ فَنَادُوا بِالْأَذَانِ، لِأَنَّ الْأَذَانَ يَجْعَلُ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ»

''حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں جنات یا جادوگر پریشان کریں تو اذان کہا کرو کیونکہ اذان شیطان کو بھگا دیتی ہے''۔

کسی نئی جگہ پر پڑاؤ ڈالے تو کیا پڑھے:

سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: وہ فرماتی ہیں۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ، حَتَّىٰ يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذٰلِكَ»

① سنن ابی داود: 5103۔

''جو شخص کسی جگہ جا کر پڑاؤ ڈالے اور یہ دعا پڑھ لے: میں اللہ تعالی کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے تو اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اس کو نقصان نہیں دے سکے گی''۔ ①

① صحیح مسلم: 2708۔

اختتام

تم اللہ کے دین کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا:

ہم اس کتاب کا خاتمہ چند ایسے نورانی کلمات سے کر رہے ہیں جو محمد رسول ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: میں ایک روز نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر تھا جب آپ نے فرمایا:

«يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللهَ تجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ»

”اے لڑکے! میں تمہیں چند قیمتی باتیں سکھلاتا ہوں: تم اللہ کے دین کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ تم اللہ کے دین کی حفاظت کرو اسے اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم سوال کرنا چاہو تو صرف اللہ ہی سے کرو اور جب مدد طلب کرو تو اللہ ہی سے کرو۔ جان لو کہ اگر سب دنیا والے مل کر تمہیں کچھ فائدہ پہنچانا چاہیں تو وہ محض اتنا ہی فائدہ پہنچا سکیں گے جتنا اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ رکھا ہے اور اگر وہ سب مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو محض اتنا ہی نقصان پہنچا سکیں گے جتنا اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ رکھا ہے تقدیر لکھنے والے قلم اٹھا لیے گیے ہیں اور لوح محفوظ کے صفحات کی سیاہی خشک ہو چکی ہے“۔ ①

«احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّفْ إِلَى اللهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ... وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا»

”ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: تم اللہ کے دین کی حفاظت کرو، اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے، خوشحالی میں تم اللہ کو یاد رکھو، سختی کے وقت وہ تمہیں یاد رکھے گا۔ یہ بات ذہن نشین کر لو کہ جو چیز تم تک نہیں پہنچی وہ تم تک پہنچ ہی نہیں سکتی تھی، اور جو تم تک پہنچی ہے وہ تم سے چوکنے والی نہیں

① سنن الترمذی: 2516۔

تھی۔ اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: جان رکھو کہ اللہ کی مدد صبر کے ساتھ آتی ہے اور ہر مصیبت کے بعد کشادگی اور ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے"۔

ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ اپنی جناب سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں اپنی رحمت اور شفقت کے زیر سایہ رکھے، وہی اس چیز کا مالک ہے اور وہی اس پر قدرت رکھتا ہے۔

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦ ۖ وَٱعْفُ عَنَّا وَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَآ ۚ أَنتَ مَوْلَىٰنَا فَٱنصُرْنَا عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَـٰفِرِينَ﴾

"اے ہمارے پروردگار! ہم سے اگر کوئی بھول چوک ہو جائے تو اس پر ہماری گرفت نہ فرما۔ اے ہمارے پروردگار! ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ ہم سے درگذر فرما، ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مالک ہے ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما"۔

«سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ إِلَيْكَ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ»

ابو منذر

خلیل بن ابراہیم امین

جادو اور آسیب کا کامیاب علاج

جادو اور جنات و آسیب سے تعلق رکھنے والی بیماریوں کے علاج کے لیے کتاب و سنت کے بیان کردہ طریقوں سے ہٹ کر بے شمار لوگ شیطانی اور طلسماتی کرشموں کے ذریعے ایسے مریضوں کا علاج کرتے نظر آتے ہیں جن کی اکثریت تو محض وہم و خیال کے زیر اثر خود کو مریض سمجھتی ہے مگر کچھ لوگ واقعی ان جناتی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی کم علمی، نادانی اور عقیدہ کی کمزوری کے باعث ایسے شعبدہ بازوں اور فتنہ گروں کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں جو نہ صرف ان کا پیسہ برباد کرتے ہیں بلکہ دین اور ایمان کو بھی غارت کر دیتے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر دارالسلام اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے کہ لوگوں کو شریعت کی روشنی میں درست رہنمائی فراہم کی جائے اور انہیں شیاطین جن و انس کی فتنہ سامانیوں سے آگاہ رکھا جائے تاکہ علمائے سوء، جاہل صوفیاء، کاہن، نجومی اور مال و دولت کے پجاری ان کی دولت اور عزت پر ڈاکہ نہ ڈال سکیں۔ اور وہ ان تمام شیطانی کارندوں سے محفوظ رہ سکیں جنہوں نے اپنا جال اس کرہ ارضی میں ہر طرف پھیلا رکھا ہے۔ زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک تازہ کاوش ہے۔

ISBN No: